بحولہٖ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

7.9
14177
۱۶/۱۱

کتاب ثانی جلد نہم

جلد نہم

جسمین

خلافت عباسیہ بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجدارون مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور معتصم کے زمانہ حکومت کے حالات، خلفاء عباسیہ مصریہ، اور اسپ حکمرانان ''المغرب الاقصیٰ'' ' دولت اسماعیلیہ' اور عبیدیہ کے ابتدائی فرمانروایون کے واقعات تحریر کیے گئے ہین۔

بترجمہ

جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مؤلف سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۲ھ
۱۹۲۴ء

باہتمام منشی حامد حسین صاحب در مطبع یونانی دواخانہ الہ آباد طبع گردید

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین۔ قیمت بلا محصولڈاک ۸/ عہ

طبع ثانی

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون

جلداول | اسمین اولاً خود مورخ کتاب ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری ہے بعدازان انساب عالم، حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، یشع، داؤد، سلیمان یونس اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے انساب اور اُنکے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین وملوک کے حالات وانساب لکھے گئے ہین حضرت ہاجرہ کے لونڈی نہونے، تعمیر کعبہ، اسماعیل کے ذبیح ہونے، واقعہ اصحاب فیل، کتابت انجیل، تدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ ۵۰۳ صفحات سے زائد کا حجم رائل سائز کاغذ سفید چکنا قیمت بلامحصول ڈاک۔ عہ

جلد دوم | مین ملوک فارس، یونان، روم، لاطینی، قیاصرہ، کیتم، قیاصرہ منتصرہ اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تازمان فتح اسلامی، قوم گاتھ، قبائل عرب حمیر قحطانیہ حضرموت، بنوجرہم، قضاعہ، کہلان، ملوک حیرہ آل منذر، سلاطین کندہ، غسان اور مدینہ کے دونامی قبیلہ اوس وخزرج حکمرانانِ مدینہ، بنوعدنان، قبائل مضر، بطون قیس، الیاس، حکومت قریش اور اونکے شجرۂ انساب نہایت صحیح طور سے مندرج ہین حجم ۳۲۶ صفحات رائل سائز سفید چکنا کاغذ قیمت بلامحصول ڈاک۔ عہ

جلد سوم | دعوای اسلام ہے تو اس جلد کو خرید فرمایئے اسمین حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، معراج، ہجرت، غزوات انتقال، تجہیز وتکفین، حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور اُنکے عہد خلافت کی ردت وفتوحات کے نہایت صحیح واقعات کمال بسط وتفصیل وتحقیق سے درج کئے گئے ہین۔ ۳۵۰ صفحات سے زائد کا حجم کاغذ چکنا سفید رائل سائز قیمت بلامحصول ڈاک۔ عہ

جلد چہارم | مین عالمگیر فتوحات عہد خلافت حضرت فاروق اعظم، عثمان بن عفان

(ٹائیٹل کا صفحہ ۳ و ۴ ملاحظہ

Marfat.com

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد نہم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	قتل بساسیری	۳۲	نظام الملک کی شہادت
۲	سلطان طغرلبک واسط میں	۳۴	ملکشاہ کی وفات محمود کی تخت نشینی
۳	تبدیلی وزارت سلطان طغرلبک کا نکاح	۳۵	برکیاروق کی یورش
۶	وفات سلطان طغرلبک سلطان الپ ارسلان	۳۶	قتل تاج الملک
		۳۷	برکیاروق کا قبضہ
۹	قتلمش کی بغاوت	۳۸	المستظہر کی خلافت تتش کے حالات
۱۰	ملکشاہ کی ولیعہدی	۴۳	سلطان محمد اور اوس کا خطبہ
۱۲	وزراء خلیفہ مکہ میں خطبہ	۴۵	اعادۂ خطبہ برکیاروق
		۴۶	جنگ اول برکیاروق و محمد
۱۳	حلب پر سلطان کا قبضہ	۴۸	جنگ برکیاروق و سنجر
۱۴	بادشاہ روم کی پیشقدمی	۴۹	وزیر عمید الدولہ کی معزولی
۱۶	کوتوالی بغداد	۵۰	جنگ ثانی برکیاروق و محمد
۱۷	قتل سلطان الپ ارسلان	۵۵	سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ
۱۸	المقتدی بامر اللہ کی خلافت	۵۶	جنگ سوم و چہارم برکیاروق و محمد اور مصالحت
۲۰	تبدیلی وزارت	۶۰	برکیاروق بغداد میں
۲۱	تتش کا دمشق پر قبضہ	۶۳	نیال اور عراق کا قبضہ
۲۳	شیخ ابو اسحاق کی سفارت	۶۵	جنگ پنجم برکیاروق
۲۴	عمید الدولہ کی معزولی	۶۸	برکیاروق و محمد میں مصالحت
۲۷	وزارت کے حالات	۷۰	برکیاروق کی وفات ملکشاہ کی تخت نشینی
۲۸	سلطان کا حلب پر قبضہ	۷۲	سلطان محمد اور جکرمش
۳۱	فتنہ بغداد	۷۳	سلطان محمد بغداد میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ایک برس کی مسلسل کوشش کے بعد آج ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی نوین جلد زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر قدردانان فن تاریخ کی خدمات عالیات میں پیشکش کیا جاتا ہے فالحمد للہ علی ذالک۔

اس جلد میں خلافت عباسیہ حکمرانان بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجدارون مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر، مستعصم کے زمانہ حکومت کے حالات، بعد اسکے اُن خلفاء کے واقعات جنہون نے بعد انقراض حکومت بغداد، مصر میں حکومت و سلطنت کی از سر نو بناء ڈالی تھی اور برائے نام کرسی خلافت پر متمکن ہوئے تھے ضبط تحریر میں لائے گئے، اور راسہ ملوک المغرب الاقصیٰ، دولت اسماعیلیہ اور عبیدہ کے ابتدائی حکمرانون کے کارنامے بھی اسی جلد مین لکھے ہین۔ بظاہر یہ تاریخ کی کتاب ہے مگر حقیقت مین عبرت سے بھری ہوئی داستان ہے اسکے سیر کرنے والے بشرطیکہ غور و فکر سے کام لین بڑے سے بڑا کام کرسکتے ہین۔ اولالعزمی، بلند حوصلگی، حمیت خودداری اور غیرت پیدا ہو سکتی ہے ورنہ اساطیر الاولین سے زیادہ اسکی وقعت نہین ہے۔ اللہ جلشانہ اپنے فیض عمیم سے اسکو مقبول خاص و عام کرے بمنہ و کرمہ

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

الہ آباد

۸۔ ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

مطابق ۲۵۔ دسمبر ۱۹۰۶ء

Marfat.com

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی۔ جلد نہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قتل بساسیری

خلافت مآب کی واپسی بغداد کے بعد سلطان طغرلبک نے خمارتکین کو دو ہزار سواروں کی جمعیت سے کوفہ کیجانب روانہ کیا۔ سرایا ابن منیع کو معہ بنی خفاجہ کے انکی کمک کا حکم دیا اور انکے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا۔ دبیس، قریش اور بساسیری کو اسکی اطلاع نہ ہوئی۔ بیفکری کے ساتھ غارتگری میں مصروف تھے۔ کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کی راہ سے نمایاں ہوا۔ مقابلہ کی طاقت نہ تھی بطیحہ کی جانب بھاگے۔ دبیس نے عرب کو واپس کرنے کی کوشش کی۔ کامیاب نہوا۔ آپ بھی انکے ساتھ ہولیا باقی رہا بساسیری اور قریش، سینہ سپر ہوکے میدان جنگ میں آئے۔ ایک گروہ ان دونوں کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن ورام، منصور بن بدران، حماد بن دبیس قید کرلئے گئے۔ بساسیری کو ایک تیر آلگا۔ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرا کمشتکین نامی ایک سوار نے پہونچکے سر اتار کے وزیر کندری کے روبرو پیش کیا کندری نے سلطان طغرلبک کے پاس روانہ کردیا سلطانی لشکر نے باغیوں کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ جسکو پایا گرفتار کیا سلطان طغرلبک نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ بساسیری کا سر بھی بغداد بھیجدیا۔ خلافت مآب کے حکم سے پندرہویں ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو

Marfat.com

محلسرائے خلافت کے دروازہ پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا۔ دبیس بھاگ کے بطیحہ پہونچا۔ اسکے ہمراہ زعیم الملک ابو الحسن عبدالرحیم بھی تھا۔

بساسیری[۱] ترکی النسل، بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کا خادم تھا اسکا نام ارسلان اور کنیت ابو الحرث تھی۔ بساسیری کے حرف اول کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فسا شہر کیطرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے۔ ابو علی فارسی صاحب ایضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا۔ چونکہ بساسیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اس مناسبت سے اسکو بساسیری کہنے لگے۔

سلطان طغرلبک واسط میں

دار الخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کے سلطان طغرلبک نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کیطرف کوچ کیا۔ ہزارسب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر پاکے سلطان طغرلبک سے ملنے کو واسط میں حاضر ہوا عرض و معروض کرکے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی عفو تقصیر کرائی اور معذرت کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی عفو تقصیر کی۔ بعد ازاں ابو علی بن فضلان کو واسط پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ سالانہ اور ابو سعد سابور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا۔ اور بغداد کیجانب مراجعت کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔

بعد چندے ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کیطرف روانہ ہوا۔ بوقت روانگی

---

[۱] حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابو الفداء لکھا ہوا ہے۔ بسا کو عربی زبان میں فسا کہتے ہیں بفتح باء موحدہ وسین مہملہ بعدہ الف۔ یہ ایک شہر ہے مضافات دارابجرد سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا۔ اہل عرب اسکی طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بساسیری بولتے ہیں۔ عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بساسیری کہنے لگا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا۔ اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

Marfat.com

امیر برسق کو بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ ابوالفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا چار لاکھ دینار پر تین برس کا ٹھیکہ دیا۔ محمود احرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت نے سلطان طغرلبک کے مصاحبوں کو چار ہزار دینار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں

تبدیلی وزارت

خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابوتراب اثیری کو امیر البحر مقرر کیا کشتیوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور "حاجب الحجاب" کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اُس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلافت مآب کی حدیثہ میں خدمت کی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابومنصور یوسف نے ابوالفتح بن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور یہ گذارش کی کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابوالفتح بطور نذرانہ کے ایک معتدبہ رقم سالانہ پیش کیا کریگا خلافت مآب نے شیخ ابومنصور کی سفارش منظور فرمالی۔ چنانچہ پندرہویں ربیع الثانی سنہ ۵۳ھ کو ابوالفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے خلعت دی قلمدان وزارت عطا فرمایا۔ ابوالفتح اس سے پیشتر ابوکالیجار کیطرف سے تجارت کرتا تھا۔ القصہ سال تمام ہوگیا اور رقم معینہ ادا نہ کرسکا۔ اسپر خلیفہ قایم نے اسکو معزول کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا۔ اسکے بعد ہی ابونصر بن جہیر وزیر نصیر الدولہ بن مروان بامید وزارت بغداد آیا عہدۂ وزارت کی درخواست دی اور خلافت مآب سے لڑجھگڑ کے عہدۂ وزارت حاصل کرلیا۔ خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا کرنیکے بعد فخر الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرلبک کا نکاح

۵۳ھ میں سلطان طغرلبک نے بذریعہ ابوسعد قاضی رے خلیفہ قایم کی لڑکی سے نکاح کرنیکی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا۔ بعد ازاں ابومحمد تمیمی کے زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرلبک امیر المومنین کو اس رشتہ سے معاف رکھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط سے مع اسکے مضافات کے دست کش ہونا پڑے گا جسوقت تمیمی نے وزیر عمید الملک سے خلافت مآب کا یہ پیام بیان کیا عمید الملک نے ہنسکے جواب دیا۔ والحمد للہ خلافت مآب نے سلطان کی

Marfat.com

درخواست منظور فرمالی۔ سلطان کو چاہئے کہ اِن شرائط کو منظور کرلیں اور خلافت مآب کو یہ مناسب ہے کہ بعوض رشتہ داری کے مال و زر طلب نہ فرمائیں"۔ تمیمی سے اِسکا جواب کچھہ بن نہ آیا خاموش ہو رہا۔ عمید الملک نے اس سے سلطان طغرلبک کو مطلع کیا۔ اور لوگوں میں اِس خبر کو مشہور کر دیا۔ بعدازاں سلطان طغرلبک نے وزیر عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قایم کے ہمراہ معہ امرائے رے، جسمیں فرامرز بن کاکو یہ بھی تھا دس لاکھہ دینار، بیشمار جواہرات اور لونڈیاں دیکر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔ عمید الملک نے دربار خلافت مین حاضر ہوکے خلافت مآب کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھہ اپنے ہمراہ لایا تھا پیش کش کیا۔ خلیفہ قایم نے سلطان طغرلبک کا پیام سُنتے ہی ارشاد کیا" اگر سلطان طغرلبک اپنے اِس خیال خام سے باز نہ آئیگا تو میں بغداد چھوڑ کے نکل جاؤنگا"۔ عمید الملک نے عرض کی "خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کیوں نہ فرمایا۔ اور جب منظوری کو مشروط کسی شرط سے کر دیا تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے"۔ خلیفہ قایم نے اسوقت کچھہ جواب نہ دیا۔ اگلے دن عمید الملک اور اس کے ہمراہیوں کو نہروان کیطرف نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہونچے اور خوشامد و منت کرکے رُوکا بعد اس کے خلافت مآب کی خدمت میں آئے۔ اونچا نیچا سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام خمارتکین (یہ سلطان طغرلبک کا مصاحب تھا) متضمن شکایات عمید الملک روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرلبک کیطرف سے مدارات اور نرمی کا جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلافت مآب کو بزور اس رشتہ پر برابر طیار کرتا جاتا تھا اور خلافت مآب مُچھے پر ہاتھہ تک نہیں رکھنے دیتے تھے۔ انجام کار عمید الملک ناامید ہوکے ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرلبک کے پاس چلا آیا کل واقعات ازابتداتا انتہا عرض کیئے اور یہ جڑ دیا کہ خمارتکین اگر دخل در معقولات

Marfat.com

نکرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا ہوتا۔ سلطان طغرلبک کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ خمارتگین بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کے لڑکوں نے باجازت سلطان تعاقب کیا۔ اور بعوض اپنے باپ کے اسکو مار ڈالا۔ تب بجائے اسکے سارتگین مامور ہوا۔ بعد واپسی عمید الملک سلطان طغرلبک نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب آمود خط لکھا۔ اور اپنی بھتیجی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قایم کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچا جاتا ہے سلطان طغرلبک کی منگنی اپنی شاہزادی سے منظور کرلی۔ وزیر عمید الملک کو سلطان طغرلبک کے ساتھ شاہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور ابو الغنایم بن محلبان کی معرفت بلاد اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز خلافت مآب کی بیٹی سے سلطان طغرلبک کا عقد کیا گیا۔

عقد ہونیکے بعد سلطان طغرلبک نے خلافت مآب، ولیعہد اور خلافت مآب کی اُس بیٹی کے لئے جس سے عقد ہوا تھا مال واسباب اور جواہرات روانہ کئے۔ اور جسقدر عراق میں اسکی متوفیہ بیوی کی جاگیریں تھیں سب کی سب خلیفہ کی بیٹی کو دیدی۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرلبک نے ارمینیہ سے بغداد کیجانب مراجعت کی امراء دولت سلجوقیہ سے ابو علی بن ابو کالیجار، سرخاب بن بدر، ہزارسب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکویہ وغیرہ اسکے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جہیر خلافت مآب کیطرف سے استقبال کو آیا۔ سلطان طغرلبک نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں معہ اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک محلسرائے خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قایم کی لڑکی) کو رخصت کرانے کو گیا۔ خلافت مآب نے اپنی شاہزادی اور نیز سلطان کے اراکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کو ایک محل علیحدہ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیجدیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے منڈھا

Marfat.com

ہوا تھا جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرلبک نے حاضر ہو کے زمین بوسی کی بہت سا مال اور بیشمار جواہرات پیش کیئے۔ چند روز تک اسی دستور سے سلطان طغرلبک آتا جاتا رہا امراء دولت عباسیہ اور خلافت مآب کے مصاحبوں کو انعامات دیئے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابو سعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جسقدر ٹکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی سعد ٹھیکہ دار بصرہ گرفتار کر لیا گیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

وفات سلطان طغرلبک ۴۵۵ھ

سلطان طغرلبک نے چندے بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر میں بلاد جبل کیجانب کوچ کیا۔ جسوقت رے میں داخل ہوا مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ آٹھویں رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہونچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قایم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل، دبیس بن مزید، ہزارشب والی اہواز، بنی ورام اور بدر بن مہلہل وغیرہ بغداد میں آ گئے۔ ابو سعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کے غلہ وغیرہ کا کافی ذخیرہ مجتمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کے بغداد سے خروج کر کے اطراف و جوانب بغداد کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید، بنو خفاجہ، بنو ورام، اور اکراد اس سے جنگ کرنے کو بڑھے۔ مسلم بن قریش کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ اس اثناء میں ابو الفتح بن ورام سردار اکراد جاوانیہ کا انتقال ہو گیا۔ عربوں نے تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ لٹنے پر پھر تل گئے۔ بازاریوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع ملگیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی۔ جس سے نظام حکومت مدتوں درہم و برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان

سلطان طغرلبک کے انتقال کے بعد اراکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری بک کو سریر حکومت پر جلوہ افروز کیا۔

داؤد جعفری بک، سلطان طغرلبک کا بھائی تھا۔ اسکے انتقال کے بعد سلطان طغرلبک نے اسکی بیوی (یعنی مادرِ سلیمان سے) عقد کرلیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرلبک کا ربیب[1] بھی تھا اور بھتیجہ بھی۔ سلطان طغرلبک نے اسکو اپنا ولیعہد بھی بنایا تھا جسوقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کردی۔ باغیسان اور اردم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ عضدالدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا اسکے پاس اسکا وزیر نظام الملک بھی تھا۔ بات کی بات میں لوگوں کا رجحان اسکی جانب ہو گیا۔ عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ اس خیال سے کہ مبادا کسی قسم کا اختلال میری حکومت میں پیدا ہو جائے رے میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور بعد اسکے سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اسکی خبر لگی لشکر مرتب کرکے خراسان سے رے پر چڑھائی کردی اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر پا کے ملنے کو آئے اور اسکی اطاعت قبول کرلی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کی شرف حضوری حاصل کی اور اسکے وزیر نظام الملک سے ملا۔ تحائف اور ہدایا پیش کئے لیکن اس سے کچھ کار برآری نہ ہوئی اور نہ اسکی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی سوء ظنی کم ہوئی۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے بخوف فتنہ و فساد اسکو ۴۵۶ھ میں گرفتار کرکے مرو روز کے جیل میں ڈالدیا اور بعد ایک سال کے ماہ ذی حجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا۔

عمید الملک۔ نیشاپور کا رہنے والا فصیح و بلیغ، اعلیٰ درجہ کا منشی تھا جسوقت سلطان طغرلبک نیشاپور میں وارد ہوا۔ ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق پدر ابو سہل نے عمید الملک کو پیش کردیا۔ چونکہ اسمیں خداداد قابلیت موجود تھی سلطان طغرلبک نے اسکو اپنا سکرٹری بنالیا۔ یہ پیدایشی مخنث تھا بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان

[1] ربیب اس حلالی لڑکی کو کہتے ہیں جسکی ماں سے بعد پیدا ہونے کے نکاح کیا جائے۔ مترجم۔

طغرلبک کی منگیتی بیوی سے عقد کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو گیا تھا۔ سلطان نے اس پر چڑھائی کی۔ مدتوں محاصرہ کیے رہا اور بعد کامیابی و فتحیابی کے اسکو مخنث بنا کے بدستور عہدۂ کتابت پر مامور کیا۔ بعض مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کیوجہ سے یہ خبر اوڑا دی تھی کہ سلطان طغرلبک کی منگیتی بیوی سے عقد کر لیا ہے۔ اسوجہ سے اس نے اپنے آپکو خصی کر ڈالا۔ تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بیخوف ہو جائے۔ شافعیہ اشعریہ اور رافضیوں سے تعصب بیحد رکھتا تھا۔ سلطان سے منابر خراسان پر رافضیوں کے لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ بعد چندے اشعریہ کو بھی شریک لعن کر لیا اس سے آئمہ اہل سنت و جماعت کو بیحد صدمہ و ملال ہوا۔ چنانچہ ابو القاسم قشیری و امام ابو المعالی خراسان چھوڑ کے مکہ معظمہ چلے آئے چار برس تک حجاز میں قیام کیا اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ پس جسوقت سلطان الپ ارسلان کا دور حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی ہوا تو اس نے امام الحرمین کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے حسن سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بنت خلیفہ قایم کو جسکے ساتھ سلطان طغرلبک نے عقد کیا تھا۔ بغداد واپس کیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتیکین سلیمانی کو ہمراہ کر دیا تاکہ شاہزادی صاحبہ کو دوران سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہو نے پائے۔ بغداد پہونچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر اتیکین کو بغداد کی کوتوالی عنایت کی۔ اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابو سہل محمد بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن موفق بھی تھا۔ دار الخلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کرنے کو خلافت مآب کی خدمت میں جا رہا تھا اثناء راہ میں انتقال کر گیا۔ نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ سے تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے بجائے اسکے عمید ابو الفتح مظفر بن حسین کو روانہ کیا اتفاق یہ کہ یہ بھی بغداد نہ پہونچنے پایا راستہ ہی میں مر گیا۔ تب سلطان الپ ارسلان نے

اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کو آئے۔خلیفہ قایم نے نظام الملک سے ملنے کی غرض سے ساتویں جمادی الاول ۴۵۶ھ کو دربار عام کیا اور بہ قایم مقامی سلطان الپ ارسلان نظام الملک سے ہاتھ ملایا اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔رؤسا شہر اور ارکین دولت کے روبرو خلعتیں دیں، ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔اور منابر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکا حکم صادر فرمایا۔اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست کے مطابق ''الولد المؤید'' کے خطاب سے مخاطب کئے جانے کا ارشاد کیا۔گشتی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔بیعت خلافت لینے کو نقیب طراد زینبی سلطان الپ ارسلان کیطرف روانہ ہوا۔مقام نقجوان مضافات اذربیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کے زیب تن کیا۔بعد ازاں بیعت خلافت کی۔اس کے بعد ہی امراء سلجوقیہ سے والی ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر مرتب کرکے ہرات پر دھاوا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح نصیب بھی ہوا۔جیسا کہ آیندہ اسکی دولت حکومت کے ضمن میں جہاں ہم علیحدہ تحریر کرنے والے ہیں احاطہ تحریر میں لائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت

قطلمش، خاندان سلاطین سلجوقیہ کا ایک نامور ممبر تھا سلطان طغرلبک سے نسباً بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا قونیہ، قیصریہ، اقصرا اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔اسکو سلطان طغرلبک نے ابتداءً جبکہ بغداد پر ۴۴۹ھ میں بغداد پر قبضہ حاصل کیا تھا بساسیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔بعد انتقال سلطان طغرلبک اس نے لشکر مرتب کرکے رے کا قصد کیا۔سلطان الپ ارسلان کو اسکی خبر لگ گئی فوج کو

Marfat.com

طیاری جنگ کا حکم دیا اور بعد طیاری ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کیطرف روانہ ہوا۔ مگر عساکر سلطانی کے پہنچنے سے پہلے قطلمش رے پہونچگیا تھا۔ لوٹ مار شروع کردی تھی۔ سلطان الپ رسلان نے دامغان میں پہونچکے ایک خط قطلمش کے پاس مشعر ممانعت قتل وغارت روانہ کیا قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے رے کے قریب پہونچکے ہنگامہ کارزار گرم کردیا قطلمش کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ سلطان نے اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ ہزارہا قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دار وگیر میں قطلمش بھی مارا گیا قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی فرو ہوگئی۔ سلطان کو اسکے مارے جانے سے سخت صدمہ و ملال ہوا۔ نماز جنازہ پڑھ کے دفن کرادیا۔

بعد اس واقعہ کے سلطان نے بقصد جہاد بلاد روم کا قصد کیا اذربیجان ہو کے گذرا امیر طغرتکین معہ اپنے اعزہ اور اقارب کے ملنے کو آیا۔ امیر طغرتکین کو بلاد رومیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اسکو جہاد پر اُبھارا اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لیا۔ رفتہ رفتہ نجران پہونچا نہر ارس کے عبور کرنے کو کشتیاں طیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس قلعات اذربیجان کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلاد کرخ کیطرف قدم بڑھایا۔ متعدد قلعات کو یکے بعد دیگرے مفتوح کیا جیسا کہ ہم آیندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کرینگے الغرض فتحیابی حاصل کرنے کے بعد مژدہ فتح بغداد روانہ کیا۔ اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دیکے مصالحت کرلی سلطان الپ رسلان نے اصفہان کیجانب مراجعت کی۔ اصفہان میں چندے قیام کرکے کرمان کا رخ کیا قاروت بن داؤد جعفری بک (یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کے شرف حضوری حاصل کی بعدہ سلطان مرو کیطرف روانہ ہوا۔ اسی اثنا میں سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے اپنا عقد کرلیا اور دوسرے بیٹے کا والی غزنہ کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملکشاہ کی ولیعہدی	۴۵۸ھ میں سلطان الپ رسلان نے اپنے بیٹے ملکشاہ کو اپنا ولیعہد بنایا

امرار مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولیعہدی کی بیعت کی حسب مدارج سبھونکو خلعتیں دیں اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ولیعہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بعد ازاں بلاد مختلفہ میں متعدد اشخاص کو جاگیریں دیں چنانچہ بلخ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو، خوارزم ارسلان ارغو کو، مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو، اصفہان وطغارستان اپنے دوسرے بھائی الیاس کو، مازندران امیر اینانج بیغو کو اور لغشور مع اسکے مضافات کے مسعود بن ارتاش کو عنایت کیا۔

وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بناء ڈالی تھی جسکی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ ۴۵۹ھ میں بنکر طیار ہوئی شیخ ابو اسحاق شیرازی[۱] درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلبار کا درس لینے کو حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سُن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین مغصوبہ پر بنایا گیا ہے اسوجہ سے مدرسہ نظامیہ میں درس دینے کو نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے بعد دوپہر شیخ ابو منصور نے فرمایا "شائقین اور طلبارِ علوم بغیر سبق پڑھے ہوئے نہ جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل پروفیسر کا ہونا ضروریات سے ہے لہذا مناسب ہے کہ ابو نصر بن صباغ[۲] جو اسوقت حاضر

---

[۱] شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروزآبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ مقام فیروزآباد میں پیدا ہوئے اور شب یکشنبہ اکیسویں جمادی الآخر ۴۷۶ھ مقام بغداد میں وفات پائی۔ باب ابرز میں مدفون ہوئے علم، زہد اور ورع و تقوی میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے۔ اُسوقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہیں کے شاگرد تھے۔ محب الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں انکو امام اصحاب شافعی تحریر کیا ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے انا نجملہ مہذب فی المذہب، تنبیہ فقہ میں، لمع اور اسکی شرح اصول فقہ میں۔ تبصرہ، معونتہ، او تلخیص جدل میں ہے ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۴۔

[۲] ابو نصر عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صبّاغ فقیہ شافعی ۴۰۰ھ مقام بغداد میں پیدا ہوئے۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ مقام بغداد میں (بقیہ دیکھو صفحہ ۱۲ میں)

Marfat.com

جلسہ ہیں درس دیں"۔ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے ابونصر پروفیسری کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے بیس یوم تک پڑھاتے رہے تاآنکہ شیخ ابواسحاق کا شک رفع ہوگیا۔ اور پڑھانے کے لئے نظامیہ میں تشریف لائے۔

وزراء خلیفہ فخر الدولہ بن جہیر خلیفہ قایم کا وزیر اعظم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے ۴۶۰ھ میں خلافت مآب نے اسکو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کے نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس قلوجہ چلا گیا۔ خلافت مآب نے بجائے اسکے ابویعلیٰ والد وزیر ابوشجاع کو عہدۂ وزارت پر مامور کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا ابویعلیٰ ان دنوں ہزارشب بن تنکیر والی اہواز کے ہاں عہدۂ کتابت پر تھا۔ ابویعلیٰ خلافت مآب کا فرمان پاکے اہواز سے بغدا د روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں مرگیا۔ نورالدولہ نے معزالدولہ کی دربار خلافت میں سفارش کی خلافت مآب نے سفارش منظور فرمائی اور معزالدولہ کو طلب فرماکے ماہ صفر ۴۶۱ھ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔

مکہ میں خطبہ ۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم والی مکہ نے خلیفہ قایم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی والی مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ فقرہ "حی علیٰ خیر العمل" کو اذان سے نکالدیا۔ اور اپنے بیٹے کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خبر فرحت اثر کو سنکے بیحد خوش ہوا تیس ۳۰ ہزار دینار اور ایک گرانبہا خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ مقرر فرمایا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱) وفات پائی فقہ میں کتاب الشامل انہیں کی تصنیفات سے ہے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کیجاتی ہے وقت افتتاح مدرسہ نظامیہ یہی مدرسی پر مامور ہوئے تھے اور بعد انتقال شیخ ابواسحاق بھی یہی منتخب کئے گئے۔ تذکرۃ العالم، الطریق السالم اور العدہ فی اصول فقہ بھی انہیں کے مصنفات سے ہے ابن خلکان جلد ا صفحہ ۳۰۳۔

Marfat.com

اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں اندلنوں سلطان سے باغی اور علم حکومت کے مخالف ہو گئے تھے بات یہ تھی کہ ہزار شب بن تنکیر بن عیاض نے سلطان کو دم پٹی دیکے ان دونوں کے مقبوضہ ممالک کے چھین لینے پر اُبھار دیا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی خبر لگی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت میں ہزار شب بطور وفد خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دبیس اس واقعہ سے مطلع ہو کے معہ شرف الدولہ بن قریش والی موصل سلطان کی خدمت میں وفد ہو کے حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بعزت واحترام پیش آیا۔ ان دونوں نے بھی علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی

حلب پر سلطان کا قبضہ

محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ اس سے پیشتر خلیفہ علوی والی مصر کا تصرف واثر اس شہر میں جاری وساری تھا محمود ایک چلتا پرزہ تھا سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کے ایک روز اہل شہر کو مجتمع کیا اور سمجھا بجھا کے ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں منابر حلب پر خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی۔ خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیجی۔ بعد ازاں سلطان الپ ارسلان نے حلب کا قصد کیا۔ موکب ہمایوں کا دیار بکر ہو کے گذر ہوا۔ نصر بن مروان والی دیار بکر نے حاضر ہو کے اظہار اطاعت کی غرض سے ایک لاکھ دینار پیش کئے۔ سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کے آمد پہونچا اہل آمد نے سرکشی کی۔ الرہا والے بھی انہیں کے قدم بقدم چلے۔ لیکن سلطان نے کچھ خیال نہ کیا۔ سیدھا حلب پر جا اُترا محمود والی حلب نے نقیب النقباء طراد کو

سلطان کی خدمت میں بھیجا عدم حاضری کی معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا۔ بات بڑھی۔ محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کے والی حلب مع اپنی ماں منیعہ بنت رباب نمیری دربار سلطانی میں شب کے وقت حاضر ہوا۔ سلطان نے براہ عزت افزائی خلعت مرحمت فرمائی۔ اور بدستور حکومت حلب پر اسکو قائم رکھا۔ پس یہ اسوقت سے سلطان ہی کا مطیع رہا۔

بادشاہ روم کی پیشقدمی اور گرفتاری

ارمانوس بادشاہ روم والی قسطنطنیہ نے ۴۶۲ھ میں ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلاد اسلامیہ شامیہ پر چڑھائی کی۔ چنانچہ منبج پر پہونچکے لوٹ لیا۔ اور اہل منبج کو کمال بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبایل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہا کو مجتمع کرکے منبج کے چھوڑانے کو آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور ارمانوس منبج پر قابض رہا۔ بعد چند دنون کے رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی۔ بمجبوری اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کے دو لاکھ فوج سے جس میں فرنچ، رومی، روسی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر دھاوا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملازکرد پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا۔ اسوقت سلطان الپرسلان شہر خوئی مضافات اذربیجان میں حلب سے واپس آکے مقیم تھا۔ اس خبر کو سنکے غصہ سے تھرّا گیا۔ بوجہ بعد مسافت فوجین فراہم نہ کرسکا، موجودہ لشکر کو طیاری کا حکم دیا۔ بنظر دوربینی اہل وعیال اور مال واسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیجدیا اور بنفس نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو بسم اللہ کہکے اوٹھ کھڑا ہوا۔ قریب خلاط سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جسکی تعداد دس ہزار تھی۔ گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کے بھاگی۔ بادشاہ گرفتار ہوئے سلطان الپرسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان وناک کٹوا کے نظام الملک کے پاس بغداد بھیجنے کو

Marfat.com

بھیجدیا۔ بعد اس واقعہ کے رومی فوج سے مقابلہ کی ٹھہری۔ سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ ارمانوس نے انکاری جواب دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ لیکن پھر اپنے قلب مضطرب کو مجتمع کر کے بارگاہ عزوجل میں لعجز و الحاح سلطان نو کی کامیابی کی دعا کرنے لگا۔ تمام رات گریہ وزاری اور دعا مین گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو طیاری کا حکم دیا۔ ادھر فوج صف آرائی مین مصروف ہوئی۔ اُدھر سلطان سجدہ میں رُو رُو کے فتحمندی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار فوج نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی۔ سلطان نے سجدہ سے سر اوٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر لو لگائے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اسوقت عساکر اسلامیہ کا عجب پُر ہیبت منظر تھا۔ سبھوں کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کے اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا۔ جو عیسائی فوجوں پر لوٹ پڑا۔ بات کی بات میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جس طرف نظر اوٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں نظر آتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو گیا۔ اسکو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔ جسوقت سلطان کے روبرو پیش ہوا سلطان نے تین دو ھولین اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا "کیوں ارمانوس تیری گرمی دماغ فرو ہوئی؟ میں نے تجھے مصالحت کا پیام دیا تھا تو نے انکار کیا۔ آخر اُسکا نتیجہ کیا ہوا؟" ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زر فدیہ لیکے ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جسقدر اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں انکو رہا کر دے اور آئندہ سے رومی لشکر سلطان کی ریزو فوج تصور کیا جاوے جسوقت سلطان کسی مہم کے لئے طلب فرمائے فوراً بے تامل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر پچاس برس کے لئے یہ عہدنامہ لکھا گیا۔ سلطان نے دس ہزار دینار نقد اور ایک خلعت مرحمت

Marfat.com

فرما کے ارمانوس کو رخصت کیا۔

رومیوں کو جسوقت ارمانوس کی شکست و گرفتاری کی خبر پہونچی پریشان ہو گئے۔ میخائیل کو موقع ملگیا۔ مملکت رومیہ پر بجائے ارمانوس کے قابض و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو بعد رہائی اسکی خبر لگی۔ جو کچھہ اس کے پاس مال و اسباب تھا سب کو جمع کر کے سلطان کے پاس بھیجدیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھہ دینار تھی۔ علاوہ اس کے ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جسکی قیمت نوّے ہزار تھی۔ بعد چندے ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اسکے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

کوتوالی بغداد

تم اوپر پڑھہ آئے ہو کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں اتیکین سلیمانی کو سنہ ٤٥٦ھ میں بغداد کی کوتوالی پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ اتیکین ایک مدت تک اس عہدہ پر رہا بعدازاں اتیکین اپنے بیٹے کو بجائے اپنے مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ اتیکین کے بیٹے نے ظلم و سفاکی کی بنا ڈالدی۔ خادمان مجلس اسے خلافت میں سے ایک شخص کو مارڈالا۔ مقتول کا خون آلودہ قمیص اہل دیوان نے سلطان کے پاس بھیجا اور معزولی کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو اتیکین کی رعایت منظور تھی سفارشی عریضہ لکھہ کے سنہ ٤٦٤ھ میں اتیکین کو بغداد روانہ کیا۔ اتیکین بغداد پہونچکے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ معافی کی تقصیر کی درخواست کی، خلافت مآب نے کچھہ سماعت نہ کی۔ نظام الملک نے اتیکین کو تکریت کیطرف روانہ کر دیا اور وہیں اسکو جاگیر بھی عنایت کی۔ دیوان خلافت سے والی تکریت کو لکھا گیا کہ اتیکین کو تکریت میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ خلافت مآب کے اصرار سے سعد الدولہ گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی عنایت ہوئی۔ اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی میں دربار عام منعقد فرمایا تمام شہر چراغان کیا گیا۔

قتل سلطان الپ ارسلان

۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا قصد کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا والی شمس الملک تکین تھا۔ دریائے جیحون پر عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پل تیار ہوا اور سلطان نے اس سے عبور کیا۔ اسوقت اس کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی پیش کیا گیا۔ کسی امر پر سلطان نے ناراض ہو کے سزا دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے سخت کلامی کی سلطان نے ارشاد فرمایا۔ "چھوڑ دو میں اسکو نشانۂ تیر اجل بناتا ہوں" خادمان سلطانی نے چھوڑ دیا سلطان نے تیر مارا۔ نشانہ خطا کر گیا۔ یوسف تخت سلطنت کی طرف دوڑا۔ سلطان طیش میں آ کے اوٹھ کھڑا ہوا۔ یوسف نے پہونچکے سلطان کو ایک چھری ماری سعد الدولہ نے لپک کے یوسف کو گرفتار کر لیا اور ترکوں نے اسکا وارا نیارا کر دیا۔ سلطان زخمی ہو کے شاہی خرگاہ میں اوٹھا لایا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے دسویں ربیع الاول سنہ مذکور کو ساڑھے نو برس حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

سلطان الپ ارسلان سخی، عادل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار، رقیق القلب اور بیحد صدقات کا دینے والا تھا۔ اسکا دائرہ حکومت اسقدر وسیع ہو گیا تھا کہ اسکو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے اس نے بوقت وفات حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی چنانچہ اسکے مرنے پر ملک شاہ سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکین دولت و امراء حکومت سے ملک شاہ کی بادشاہی کی بیعت لی اور دار الخلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت بھیجی خطبوں میں بجائے سلطان الپ ارسلان، ملک شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس درخواست کے مطابق خطبوں میں ملک شاہ کا نام داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان نے بوقت وفات ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاروت بک بن داؤد بک کو صوبۂ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنا علاوہ بریں کچھ نقد بھی دینے کی

Marfat.com

وصیت کی۔ یہ ان دنوں کرمان ہی میں تھا، ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی کہ اسکو پانچ لاکھ دینار جو اس کے باپ داؤد کا متروکہ ہے دیدینا۔ یہ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں، اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ اقرار لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں سد راہ ہو اُس سے بے تامل لڑ جانا۔

ملک شاہ نے سریر حکومت پر متمکن ہو کر بلاد ماوراء النہر سے معاودت کی، مرحوم سلطان الپ ارسلان کے تعمیر کردہ پُل کو تین دن میں عبور کیا لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور پہونچا۔ قیام کر دیا۔ اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کی بابت تحریریں بھیجیں۔ اُن لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ رے کی جانب روانہ ہوا۔

بعد ان واقعات کے ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دیدیا، شہر طوس کو جو اسکا مولد و منشا تھا جاگیر میں دیا اور متعدد خطابات دیئے از انجملہ "اتابک" تھا اس کے معنی ہیں "امیر الوالد"۔ پس نظام الملک امور سلطنت کو نہایت ہوشیاری اور کفایت شعاری سے انجام دینے لگا۔ عدل و انصاف سے ممالک محروسہ کو معمور کیا۔ بعد اس کے ۴۶۶ھ میں گوہر آئین عہدہ کوتوالی سے ممتاز ہو کے دار الخلافت بغداد میں بغرض حصول عہد سلطنت ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا سریر خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے پیچھے ولیعہد خلافت "المقتدی بامر اللہ" کھڑے تھے خلافت مآب نے سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ، لواء حکومت عطا کیا۔

المقتدی بامر اللہ کی خلافت

پندرہویں شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قایم نے فصد کرائی اور سو گیا اتفاق یہ کہ رگ نشتر زدہ سے پھر خون جاری ہو گیا۔ خون بند نہ ہوا

Marfat.com

مر گیا۔ جسوقت اسکو اپنی موت کا یقین ہوا اپنے پوتے ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد کو طلب فرمایا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر، نقیب النقباء اور قضاۃ بھی بلائے گئے علاوہ ان کے اور اراکین دولت بھی موجود تھے دستور کے مطابق ابوالقاسم عبداللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ اس کے دوسرے دن خلیفہ قایم نے وفات پائی پینتالیس برس خلافت کی خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا کی ولیعہدی کے ذریعہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی۔ وقت بیعتِ خلافت موید الملک بن نظام الملک، وزیر فخر الدولہ بن جہیر، عمید الدولہ، ابواسحاق شیرازی، ابونصر صبّاغ، نقیب النقباء طراد، نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابوعبداللہ دامغانی وغیرہم علماء و اراکین دولت شریک اور موجود تھے۔ بیعت سے فارغ ہوکے سبھوں نے نماز عصر ادا کی۔

خلیفہ قایم کی نسل میں اولاد ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد، خلیفہ قایم کے زمانہ زندگی میں انتقال کرچکا تھا۔ اور سوائے اس کے خلیفہ قایم کا اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قایم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کی ارغوان نامی کنیزک سے اس حادثہ جانکاہ کے چھٹے مہینہ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ محمد نام رکھا جسوقت بساسیری کا نحوس دور شروع ہوا محمد، ابوالغنائم بن محلبان کے ساتھ حران چلا گیا۔ اوسوقت اسکی عمر چار برس کی تھی اور پھر جب خلیفہ قائم دار الخلافت بغداد میں واپس آیا تو محمد بھی حران سے آگیا پھر جب خلیفہ قایم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کرکے بعد تکمیل بیعت "المقتدی بامر اللہ" کا لقب دیا۔

خلیفہ مقتدی نے سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوکے حسب وصیت اپنے دادا خلیفہ قایم، فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان

Marfat.com

سنہ ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کو روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بیشمار بھیجے۔ سنہ ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آیئن سلطان ملک شاہ کیطرف سے شحنہ ہوکے دار الخلافت میں داخل ہوا اس کے ہمراہ عمید ابو نصر مضافات بغداد کی نگرانی کو آیا سنہ ۴۷۰ھ میں موید الملک بن نظام الملک بغرض قیام وارد بغداد ہوا۔ اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

تبدیلی وزارت سنہ ۴۶۹ھ میں ابو نصر بن استاد ابو القاسم قشیری حج کرنے کو گیا تھا بعد واپسی دار الخلافت بغداد میں اُترا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں وعظ بیان کیا چونکہ ابو نصر مذہب اشعری کا پابند تھا حنابلہ نے رد و قدح شروع کی جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث و مباحثہ نے تکرار اور مجادلہ کی صورت اختیار کرلی پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ مدرسہ نظامیہ کے قریب غارتگری شروع ہوگئی موید الملک نے عمید اور شحنہ بغداد کو بلا بھیجا۔ فوراً لشکر لئے ہوئے حاضر ہوئے فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے ہواخواہوں نے اس فتنہ و فساد کو وزیر فخر الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔ نظام الملک کو اس واقعہ کے سننے سے بیحد ملال ہوا۔ گوہر آیئن کو کوتوالی بغداد سے واپس کرکے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں عرضداشت لیکے روانہ کیا جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی معزولی کی درخواست کی تھی۔ اور گوہر آیئن کو یہ ہدایت کردی تھی کہ موقع پاکے فخر الدولہ کو معہ اُس کے مشیروں اور ہواخوں کے گرفتار کرلینا۔ اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والونکو اسکی خبر لگ گئی اُسیوقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس اثناء میں گوہر آیئن سلطان ملک شاہ کا نامہ و پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہونچا۔ خلافت مآب نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کی مطابق فخر الدولہ کو معزول کرکے ابو شجاع کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا۔ بعد چندے عمید الدولہ

Marfat.com

سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط لئے ہوئے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے ابوشجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ اور اس کے نائب فخر الدولہ کو حاضری دربار کی اجازت دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۶ھ کا ہے۔

تتش کا دمشق پر قبضہ

اتسنر (بہمزہ وسین وزا) ابن آبق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء سے تھا اس نے ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام) پر چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس پر پہونچکے محاصرہ ڈالا۔ اور کمال مردانگی سے اسکو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے نکال لیا علاوہ بیت المقدس کے اور شہروں پر بھی جو اس کے قرب وجوار میں تھے قابض ومتصرف ہو گیا صرف عسقلان اس کے دستبرد سے محفوظ رہا بعد ازاں دمشق کا محاصرہ کیا مدتوں محاصر رہا بالآخر محاصرہ سے دست کش ہو کے واپس آیا مگر ہر سال دمشق پر فوجکشی کرتا رہا ۴۶۷ھ میں بہت بڑی طیاری سے دمشق پر پھر فوجکشی کی ان دنوں معلی بن حیدرہ خلیفہ مستنصر علوی عبیدی والی مصر کیجانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل حصار وجنگ کا سلسلہ جاری وقائم رہا۔ اثناء جنگ میں اہل دمشق معلی سے بوجہ کج خلقی باغی ہو گئے معلی دمشق کو خیر آباد کہہ کے بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ بعد چندے صور سے مصر چلا گیا والی مصر نے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔

معلی کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متفق ہو کے انتصار بن یحییٰ مصمودی کو اپنا امیر بنایا اور "زین الدولہ" کا لقب دیا۔ چونکہ اتسنر طول جنگ، اور رسد وغلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اُٹھا کے واپس ہوا۔ بعد اس کے اہل دمشق میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ اتسنر کو اسکی خبر لگی لوٹ پڑا اور دمشق پر پھر آ اُترا، محاصرہ ڈالدیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا۔ اتسنر نے انتصار کو بجائے دمشق کے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی اتسنر نے دمشق میں داخل ہو کے

Marfat.com

خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعد ۴۶۸ھ میں پڑھا۔ اور رفتہ رفتہ اکثر بلاد شام پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کردی

فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کیطرف قدم بڑھایا اور کمال مردانگی و ہوشیاری سے مصر پر پہونچکے محاصرہ ڈالا۔ ابتدائے عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسنر کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ہی کیا جانے کیا اتفاق پیش آیا کہ بلا جدال و قتال محاصرہ اُٹھا کے دمشق واپس آیا۔

اتسنر کے زمانہ غیر حاضری میں اکثر اہالی بلاد شامیہ باغی و سرکش ہو گئے تھے اس کے مال و اسباب کو لوٹنا چاہتے تھے۔ لیکن اہل دمشق کی مخالفت سے باز رہے۔ اتسنر نے دمشق میں پہونچکے اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اس حسن خدمت کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی۔ کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتسنر کے عمال اور ملازموں پر دفعتہً لوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کے روپوش ہوئے ہیں۔ اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کے محاصرہ کر لیا ہے۔ اتسنر اس خبر کو سنکے آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اتسنر نے بزور تیغ انکو مفتوح کیا اور چُن چُن کر جسکو جہاں پایا قتل کیا سوائے اُن لوگوں کے جو صخرہ میں جا چھپے تھے کوئی جانبر نہوا کسی کو کسی مقام نے پناہ نہ دی۔

۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو بلاد شامیہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ قرار پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ متصور ہونگے۔ چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اور حلب پر پہونچکے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ تتش کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والی مصر نے ایک فوج بسر افسری اپنے سپہ سالار

Marfat.com

نصیر الدولہ محاصرہ دمشق کو روانہ کیا تھا۔ اس فوج نے دمشق پر پہونچکے ہر چہار طرف سے اسکو گھیر لیا تھا۔ اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اسوقت حلب کا محاصرہ کئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑکے دمشق کا رخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ خبر پاکے دمشق کے محاصرہ سے دستکش ہوکے کوچ کر دیا۔ اس عرصہ میں تتش آ پہونچا۔ اتسز ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ تتش نے اتسز کو غفلت و بے پروائی پر لفریں کی۔ اتسز عذر کرنے لگا۔ تتش کو غصہ آگیا گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ حافظ ابوالقاسم بن عساکر روایت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز کا نام افسلس تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے

شیخ ابواسحاق کی سفارت

خلافت مآب کی کمزوری طبع کیوجہ سے عمید العراق ابوالفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے۔ رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت کے حقوق پامال کرنے کا کیا ذکر ہے۔ خلافت مآب کا پاس ولحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنیکو روانہ کیا۔ شیخ ابواسحاق کے ہمراہ علماء شافعیہ کا ایک گروہ تھا از انجملہ ابوبکر شاشی تھے۔ جن جن شہروں سے شیخ کا گذر ہوتا اہل شہر تبرکاً و تیمناً شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑے ہوئے میلوں چلے جاتے۔ تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا عرض و معروض کرتے۔ رفتہ رفتہ شیخ بعد طے مسافت سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہونچا۔ سلطان اور وزیر السلطنت بڑی آؤ بھگت سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا۔ جسکو مورخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ بعد واپسی شیخ لوگوں نے عمید العراق کی اہانت شروع کی۔ اسوجہ سے

Marfat.com

اس کے ظلم وستم کے ہاتھ کوتاہ ہوگئے۔

عمید الدولہ کی معزولی

ماہ صفر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت سے معزول فرمایا اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ معزول کیا گیا اُسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط مشعر طلبی بنی جہیر صادر ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ معہ اپنے اہل وعیال کے سلطان ملک شاہ کیطرف روانہ ہوا۔ سلطان نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ خاطر ومدارات سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو بجائے ابن مروان کے دیار بکر کی حکومت عنایت کی۔ عَلَم وطبل بھی دیا۔ باقاعدہ فوج کو اس کے ہمرکاب روانہ کیا۔ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا گیا اور اس کے نام کا سکّہ مسکوک کرنے کی اجازت دی۔ غرض ۴۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزاز سے دیار بکر کی جانب کوچ کیا۔ بعد اسکے سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں ایک دوسری فوج بسرافسری امیر ارتق بن اکسب جو نامور دین کے سربرآوردہ سپہ سالاروں سے تھا فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کی۔ ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گرد ونواح کے امراء سے سازش کرلی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق کے رکاب میں ترکمانوں کا گروہ کثیر تھا۔ شرف الدولہ ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں سے تھا۔ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی شرف الدولہ شکست کھا کے بھاگا۔ ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اُس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا۔ اور قتل وغارت کرتے ہوئے آمد کیطرف بڑھے۔ مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہونچنے سے پہلے آمد میں داخل ہوچکا تھا اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کرلی تھی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق نے آمد کے قریب پہونچ کے آمد کا محاصرہ کرلیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس ایک معتدبہ رقم بھیجکے یہ پیام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دیدیجئے امیر ارتق نے اس رقم کو لے کے اپنے قبضہ میں کرکے شرف الدولہ کی درخواست منظور کرلی چنانچہ شرف الدولہ گیارہویں ربیع الاول ۴۷۸ھ کو

Marfat.com

آمد سے نکلکے رقہ کو روانہ ہوگیا۔ فخر الدولہ نے بھی میافارقین کی جانب مراجعت کی بہاء الدولہ منصور بن مزید والی حلہ و نیل اور اسکا بیٹا سیف الدولہ صدقہ اس کے ہمراہ تھے ہنوز میافارقین نہ پہونچنے پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہوگئی بہاء الدولہ معہ سیف الدولہ کے عراق کیطرف لوٹ کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے خلاط کا راستہ لیا۔

سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی ہزیمت اور آمد میں محصور ہونے کی خبر پاکے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو خلعت عنایت فرماکے ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا۔ امرا ترکمان کو اسکی اطاعت اور بروقت ضرورت امداد کرنے کے فرامین بھیجے قسیم الدولہ آق سنقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کا ہمرکاب تھا۔ تھوڑے دنوں بعد یہہ مہم موصل کے قریب پہنچی۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی بغاوت و سرکشی کے عواقب امور سے ڈرایا۔ اہل موصل نے شاہی علم کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے عمید الدولہ نے موصل میں داخل ہوکے قبضہ حاصل کرلیا۔ سلطان ملک شاہ نے اس مژدہ جانفزا کو سنکے بنفس نفیس معدودے چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور اسکا لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضات کے سر کرنے میں مصروف و مشغول رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ محاصرہ آمد سے نکل آیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پاکے مویدالدولہ بن نظام الملک سے خط و کتابت شروع کی یہ ان دنوں رحبہ میں مقیم تھا۔ تحائف اور ہدایا بھیجے۔ سلطان ملکشاہ سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ مویدالدولہ کو شرف الدولہ کے حال سقیم پر رحم آگیا۔ دربار سلطانی میں لاکے حاضر کیا۔ سفارش کی۔ شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکالی۔ اپنی جسارت کی معافی چاہی۔ تحائف اور ہدایا پیش کئے سلطان ملک شاہ نے اسکی تقصیر معاف فرماکے اس کے مقبوضات کی اپنی طرف سے سند حکومت

Marfat.com

دیدی۔ اور خراسان کیجانب لوٹ کھڑا ہوا۔

اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تا آنکہ ۴۷۷ھ میں زعیم الرؤساء ابوالقاسم کو دیار بکر کیطرف روانہ کیا زعیم الرؤساء نے دیار بکر پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا مدتوں حصار کئے رہا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ اہل شہر بھوکوں مرنے لگے اتفاق وقت سے دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الرؤساء سے سازش کر کے دروازہ شہر پناہ کا کھول دیا پھر کیا تھا زعیم الرؤساء نے شہر میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے کیونکہ ان عیسائیوں نے زمانہ حکمرانی ابن مروان میں اہل شہر پر بیحد و بے انتہا ظلم و ستم کیا تھا اور یہی اعلیٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ انہیں دنوں فخر الدولہ میافارقین پر محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کیطرف سے لئے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آگیا تھا۔ محصوروں کے ہوش و حواس اس خبر کے سننے سے جاتے رہے مزید براں یہ ہوا تھا کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف کی ٹوٹ گئی تھی۔ اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کے شاہی شعار کی ندا دیدی آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کے شہر میں گھس پڑا اور ابن مروان کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا زعیم الرؤساء نے (اپنے بیٹے) کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا ۴۷۸ھ میں اصفہان پہونچکے سلطان ملک شاہ کی شرف ملازمت حاصل کی۔

مہم میافارقین سے فارغ ہو کے فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہونچتے ہی محاصرہ ڈالا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ اثناء جنگ میں ایک گروہ اہل شہر کا والی جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والی جزیرہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا ان

Marfat.com

لوگوں نے لڑبھڑ کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں گھس پڑا۔ اور شہر پر قبضہ کرلیا۔ انہیں واقعات پر ۴۷۸ھ کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے منقرض ہوجاتی ہے، فخر الدولہ ابن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگتا ہے۔ بعد چندے سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیتا ہے۔ فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۴۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کے برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ تحائف و ہدایا لیکے بادشاہ روم کے پاس گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہوکے حلب آیا۔ معز الدولہ ابی ثمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ بعد چند دنوں کے ملطیہ چلا گیا پھر ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آگیا اس کے اور اس کے باپ کے یہاں بھی عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ تھوڑے دنوں وزارت کر کے بغداد کا سفر کیا۔ خلافت مآب نے بھی قلمدان وزارت کا اسکو مالک بنا دیا جیسا کہ تم ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات کو اوپر پڑھ آئے ہو۔

وزارت کے حالات

خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کردیا ابو الفتح مظفر بن رئیس الرؤساء کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔ پھر اسکو معزول کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اسوقت سے یہی ۴۸۴ھ تک عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ بعد اس کے یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سمحا یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئین شحنہ بغداد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو اصفہان چلا گیا خلیفہ مقتدی نے اس سے مطلع ہوکے ایک گشتی فرمان ذمیوں کے مجبور کرنے کی بابت جاری کردیا۔ بعضوں نے اسلام قبول کرلیا اور بعض بھاگ گئے منجملہ اُن لوگوں کے جو اسلام

Marfat.com

لائے تھے ابوسعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اور اسکے اعزہ تھے۔

جسوقت ابوسعد اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے۔ وزیرابوشجاع کی شکایت اور چغلی کی سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ مشعر معزولی وزیرابوشجاع روانہ کیا۔ خلافت مآب نے وزیرابوشجاع کو معزول کرکے خانہ نشیں ہوجانیکا حکم دیا۔ بجائے اس کے ابوسعد علاء بن حسن کاتب کو مامور کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلافت مآب کا فرمان عالیشان پاتے ہی عمید الدولہ کو دارالخلافت میں بھیجدیا خلافت مآب نے ۴۸۴ھ میں قلمدان وزارت پھر سپرد کردیا۔ نظام الملک سوار ہوکے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت کی مبارکباد دینے کو آیا۔ معزول وزیرابوشجاع نے بعد معزولی ۴۸۸ھ میں وفات پائی

سلطان کا حلب پر قبضہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس والی حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا بعد اس کے محمود بن صالح نے علم خلافت عباسیہ سے منحرف ہوکے دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کرلی، زیادہ زمانہ منقضی نہ ہونے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی رؤسائے شہر اور عمایدین ملت کے مشورہ سے امور سلطنت سرانجام پانے لگے۔ ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل تھا اور ابن حتیتی انکا سردار ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے بلاد روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بناڈالی ۴۷۷ھ میں انطاکیہ[۱] پر قبضہ کیا۔ اور پھر اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے

[۱] انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کررہا تھا۔ حد درجہ کا ظالم اور کینہ ور تھا اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آگئے تھے سلیمان کو قبضہ کرلینے کی غرض سے بلابھیجا۔ (بقیہ صفحہ ۲۹)

ان بن ہو گئی[۱] ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنیکی تحریر بھیجی اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنیکی غرض سے مہلت طلب کی کیونکہ یہ لوگ اسی کے زیر حمایت تھے اور اسی کے علم حکومت کے آگے گردن جھکائے ہوئے تھے۔ چنانچہ اہل حلب نے تتش برادر سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپکے حوالہ کردینگے۔ تتش اس مژدۂ جان بخش کو سُنکے حلب کیطرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا چونکہ امیر ارتق نے جبکہ سلطان ملک شاہ موصل کیطرف آیا ہوا تھا بوقت محاصرہ آمد زر نقد لیکے شرف الدولہ کو نکل جانے کی اجازت دیدی تھی اسوجہ سے امیر ارتق بخوف سلطان ملک شاہ تتش کے پاس چلا آیا تھا۔ اور تتش نے اسکو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی پس جسوقت تتش نے حلب کیجانب قدم بڑھایا اور قلعہ حلب پر پہونچکے محاصرہ ڈالا اسوقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کر رہا تھا۔ چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کرلیا لیکن تتش کی طلبی سے پہلے ابن حتیتی اور اکثر رؤساء حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کو بلا بھیجا تھا۔ اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الآخر ۴۷۹ھ میں حلب کیجانب

(بقیہ صفحہ ۲۸) سلیمان تین سو سواروں اور اسیقدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دروازہ کو عبور کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۷ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۶۔

[۱] ان بن ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ فردوس والی انطاکیہ شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا جب قطلمش نے اسپر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب دستور طلب کیا۔ قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں بحمد اللہ مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہ دونگا۔ اسپر شرف الدولہ نے انطاکیہ کیطرف قدم بڑھایا قطلمش بھی یہ خبر پاکے اُٹھ کھڑا ہوا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۷۔

Marfat.com

کوچ کیا۔ موصل ہوتا ہوا حران آیا والی حران نے مصالحت کے ساتھ شہر سپرد کر دیا سلطان ملک شاہ نے محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر میں دیدیا بعد ازاں الرہا کا رخ کیا۔ یہ اسوقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا۔ بعد محاصرہ اور جنگ کے اسکو بھی مفتوح کر کے قلعہ جابر کیطرف بڑھا ایک شبانہ روز محاصرہ کئے رہا بالآخر بنی قشیر کو جو والی قلعہ تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ منبج پہونچا اور اُسپر بھی بزور تیغ اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب جا اوترا تتش نے یہ خبر پا کے حلب کو خیر آباد کہہ کے دمشق کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ کے پہونچتے ہی سالم بن مالک والی قلعہ حلب نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ سلطان ملک شاہ مظفر و منصور داخل ہوا اور سالم کی درخواست کے مطابق بعوض قلعہ حلب قلعہ جابر کی حکومت عنایت کی اسی زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اسکی اولاد کے قبضہ میں برابر رہا تا آنکہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے اسپر قبضہ حاصل کیا۔

حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حاکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور اس نے بھی سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی لاذقیہ کفرطاب اور فامیہ کو مصالحت کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کے شیرز کی حکومت پر اسکو بحالی رکھا۔ اور ہفتہ عشرہ آرام کر کے بغداد کیجانب کوچ کیا۔ زمانۂ قیام حلب میں اہل حلب نے ابن حیتی کی سفارش کی تھی۔ سلطان نے انکی درخواست پر اسکو دیار بکر بھیجدیا تھا چنانچہ وہیں بحالت افلاس و فقر مر گیا۔

ماہ ذیحجہ ۴۷۹ھ سلطان ملک شاہ داخل بغداد ہوا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کے تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ اگلے دن خلافت مآب نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ خلعت دینے کو دربار عام منعقد کیا گیا۔ سریر خلافت پر

Marfat.com

خلافت مآب رونق تھے۔ وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا ہوا ایک کے بعد دیگرے
امرا سلطانی کو خلافت مآب کے حضور میں پیش اور ان کے اسماء اور انساب اور مراتب بیان
کرتا جاتا تھا۔ جس وقت امرا سلطانی کو خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل ہو چکا خلافت
مآب نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار
عنایت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور واپس آیا۔ وزیر السلطنت
نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھنے کو گیا۔ کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت
۴۸۰ھ
کی اور کچھ حدیثیں لکھیں ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا۔ بعد ازاں ماہ صفر
میں اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۴ھ میں وارد بغداد ہوا دارالحکومت
میں قیام کیا۔ تاج الدولہ تتش، قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب اور دوسرے حکمران ممالک
محروسہ حاضر ہوئے ۴۸۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل
بغداد نے کبھی ایسی مجلس نہ دیکھی تھی۔ امرا سلطانی نے اپنے رہائش کے لئے مکانات
بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

فتنہ بغداد دارالخلافت بغداد کیا بلحاظ آبادی اور کیا بنظر عمارات اُس درجہ پر پہونچ گیا
تھا کہ اس حد تک جیسا کہ ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے ابتدا آفرینش سے
دنیا کا کوئی شہر نہ پہونچا ہوگا۔ مگر بحکم ہر کمالے را زوالے دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی
کمزور اور مضمحل ہو جانے سے فتنہ و فساد کا مخزن اور معدن بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں،
چوروں اور بدمعاشوں کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت انکی سرکوبی اور گوشمالی سے
عاجز آ گئے تھے۔ بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کو طیار ہو کر جاتا
اور بغیر اس کے کہ انکی مدافعت کرتا واپس آتا تھا اور گاہے گاہے باشندگان بغداد کے
اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنت و جماعت
اور شیعہ بوجہ اختلاف مذہب و عقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد

ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی باریتعالیٰ کی ذات وصفات میں صراحتہً تشبیہہ دیتے تھے انکا خیال یہ ہے کہ امام احمد حنبل کی یہ رائے ہے حالانکہ وہ اس سے بری ہیں اور شافعیہ اسکی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال وقتال کی پہونچ جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ فتنہ وفساد عوام تک پہونچ جاتا جسکا انسداد غیر ممکن تھا۔ ایسے فسادات بکرات مرات ہوتے رہے خلفاء عباسیہ تو بیکار ہی ہو گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کے بجھانے پر قادر نہ ہوسکے اسوجہ سے کہ بنی بویہ فارس میں رہتے تھے اور ملوک سلجوقیہ اصفہان میں۔ چونکہ دارالخلافت بغداد کو ان دونوں مقامات سے معتدبہ دوری تھی انکی شوکت وہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد میں جو شحنہ (یعنی عہدہٴ کوتوالی پر) رہتا تھا۔ وہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کرسکتا تھا وہی فتنہ وفساد اس کے روکنے سے رُک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہ پہونچتا تھا اور امراء بنی بویہ وملوک سلجوقیہ کو کبھی بذاتہ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی جانب کوئی توجہ خاص اسوجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیشہ ممالک محروسہ اسلامیہ کے اُن امور کے انجام دینے میں مشغول ومصروف رہے جو اس سے زیادہ مہتم بالشان تھے انہیں وجوہات سے ان مفاسد اور فتنے کا بغداد سے قلع قمع نہ ہوسکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہتا تا آنکہ اسکی خوش منظر عمارتیں منہدم ہوگئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ صرف نقش ونگار صفحۂ قرطاس پر باقی رہ گئے جسکو زمانہ نہیں مٹا سکا۔

نظام الملک کی شہادت

نظام الملک ابوعلی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا لڑکا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشو ونما پاکر سن شعور کو پہونچا۔ عربیت، فقہ کی تعلیم پائی احادیث کثیرہ کی سماعت کی۔ ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں

Marfat.com

یہ رہتا تھا وہ اس سے جو کچھہ سال بھر میں پیدا کرتا چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقلال کا پتھر اپنے دل پر رکھہ کے ضبط کرتا رہا آخر تابہ کے۔ کل کار و بار چھوڑ کے جعفری بک داؤد کے پاس بھاگ گیا۔ آقائے سابق نے طلبی کا خط بھیجا۔ جعفری بک نے روک لیا۔ ابو علی بن شادان کی پیشی میں کام کرنے لگا جو جعفری بک داؤد والد سلطان الپ ارسلان وبرادر سلطان طغرل بک کیطرف سے صوبہ بلخ کا والی تھا۔ چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور اُلجھے ہوئے پولیٹکل معاملات کے سلجھانے کی عام شہرت ہو گئی تھی۔ اور نیز ابو علی نے بوقت وفات سلطان الپ ارسلان سے اسکی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اسوجہ سے بعد وفات ابو علی سلطان الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اور کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنیکا اختیار کامل دیدیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت سے ممتاز و سرفراز رہا اور جس مراتب علیہ پر یہ پہونچا اسکو تم اوپر پڑھہ آئے ہو کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنیکا اسکو اختیار تھا اسکی اولاد عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز تھی سلطان کو اسکا اس درجہ پاس و لحاظ تھا کہ اسکے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا والی تھا)۔ اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جسکو سلطان نے شحنۂ مرو مقرر کر کے روانہ کیا تھا اَن بَن ہو گئی عثمان جمال نے بوجہ نو عمری جوش میں آ کے اُس امیر کو گرفتار کر کے سزا دیدی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کے فریاد کی۔ سلطان کو سخت ملال ہوا۔ مگر نظام الملک کے لحاظ سے عثمان جمال سے جواب تک طلب نہ کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے کو بھیجدیا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک مدت تک اس بابت خط و کتابت ہوتی رہی لگانے بجھانے والوں نے بہت کچھہ لگایا بجھایا۔ چند دنوں بعد خودبخود یہ قصہ رفع دفع ہو گیا۔ اس اثناء میں ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا سلطان ملک شاہ اور

نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے۔ نظام الملک بعد افطار شاہی خیمہ سے نکل کے اپنے خیمہ کیطرف آرہا تھا۔ ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) مستغیث کی صورت بنائے ہوئے ملا نظام الملک نے عرضی لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔ لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہونچکے پیٹ میں چھری بھونک دی نظام الملک زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا اور اسیوقت دم توڑ دیا۔ لڑکا بھاگا لشکریوں نے دوڑ کے گرفتار کرلیا۔ اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سُنکے اُسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے گونہ اطمینان اور سکون ہوا۔ تیس برس وزارت کی باستثناء اس وزارت کے جبکہ اس نے اس کے باپ الپ ارسلان کے زمانۂ امارت خراسان میں کی تھی۔[1]

ملکشاہ کی وفات محمود کی تخت نشینی

نظام الملک کی شہادت کے بعد جیساکہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور چند مدت سفر کرکے آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے استقبال کیا۔

سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی مفارقت ابدی پر یہ قصد کرلیا تھا کہ قلمدان وزارت تاج الملک کے سپرد کردیا جائے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اسوجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات اسکی طرف اس طرح کے قائم ہوئے تھے۔ نماز عید پڑھ کے سلطان نے اپنے محلسرا کیجانب معاودت کی۔ موت کا وقت آگیا تھا پندرہویں شوال سنہ مذکور کو انتقال کرگیا۔ اسکی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا۔ جو کچھ مال واسباب اسکا اور شاہی

[1] خواجہ نظام الملک طوسی اکیسویں ذیقعدہ سنہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا۔ ستہتر برس کی عمر پائی۔ اصفہان میں دفن کیا گیا۔

دربار کا تھا سب کا سب محلسرائے خلافت میں پہونچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کے اصفہان کی طرف کوچ کردیا۔ روانگی کے وقت دربردہ امراء و ارکان سلطنت کو بیشمار زر نقد دیگئی اور یہ ہدایت کر گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشیں اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و نگیں بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آیندہ موصل کا حکمراں ہوگا) کو طلب کرکے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کے قلعہ سپرد کردیا۔ محمود کی عمر اسوقت چار برس کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کیطرف سے درخواست دی گئی کہ محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے" خلافت مآب نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمالی مگر اس شرط سے کہ امیر انز کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے تھے) امور سلطنت و حکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد تقرری عمال اور محکمہ خراج رہے۔ ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ تاآنکہ امام ابوحامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جایز اور جاری نہیں ہوسکتے امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تشفی ہوگئی اور خلافت مآب کی شرائط کو منظور کرلیا۔ آخری شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا "ناصر الدولہ والدین" کے لقب سے ملقب ہوا۔ حرمین شریفین میں اسکی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی یورش بوقت وفات سلطان ملک شاہ ترکمان خاتون نے اس کے واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کے گرفتار کرنے کو اصفہان

بھیجدیا تھا اس خوف سے کہ مبادا امیر سے بیٹے محمود سے برکیارق جھگڑ پڑے۔ چنانچہ انلوگوں نے اصفہان پہونچکے برکیارق کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ پس جسوقت سلطان ملکشاہ کی خبر موت مشہور ہوئی۔ خادمان نظامیہ نظام الملک کے سلاح خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات حرب لیکے شہر کو گھیر لیا۔ برکیارق کو جیل سے نکال کے اس کی سلطنت وحکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اسکی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیارق کی بابت ترکمان خاتون مادر محمود سے بیحد خائف تھے مگر جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ خدام برکیارق کا ساتھ دیئے ہوئے ہیں تو اسکو تسکین اور مسرت ہوئی۔

اسوقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہوچکا تھا۔ لشکریوں نے اس سے تنخواہ طلب کی۔ اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جسوقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہوکے معذرت کی۔ ترکمان خاتون نے عذر قبول کرلیا۔ برکیارق نے معہ خادمان نظامیہ اصفہان سے رے کا راستہ لیا۔ امیر ارغش (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) معہ اپنی رکاب کی فوج کے برکیارق سے آملا۔ ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیارق سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے دونوں فوجیں مرتب ہوکے میدان جنگ میں آئیں ہنوز معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیارق کے پاس بھاگ آئے بعدازاں معرکہ کارزار شروع ہوا۔ ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا گئی۔ اصفہان کیجانب لوٹی۔ برکیارق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہونچکے محاصرہ ڈالدیا۔

قتل تاج الملک

وزیر تاج الملک جنگ ترکمان خاتون اور برکیارق میں موجود اور ترکمان خاتون کیطرف سے لڑ رہا تھا جسوقت ترکمان خاتون کی فوج

Marfat.com

ہزیمت اوٹھاکے بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کیجانب بھاگا اثناء راہ سے گرفتار ہوکے برکیاروق کے روبرو پیش کیا گیا- یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا- چونکہ برکیاروق اسکی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا عہدۂ وزارت سے سرفراز کرنے کا قصد کیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دو لاکھ دینار اس کی طرف سے دیئے وہ لوگ راضی ہو گئے عثمان نائب نظام الملک کو اسکی خبر لگ گئی چند غلاموں کو ابھار دیا- اور ان کو یہ دم پٹی دی کہ اسی نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے- چنانچہ اُن غلاموں نے ایک روز تاج الملک کو گرفتار کرکے مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینکدیا- یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے-

بعد اس واقعہ کے عزالملک ابو عبداللہ حسین بن نظام الملک زمانہ محاصرہ اصفہان میں اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا- یہ اس سے پیشتر خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا- اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملکشاہ اور اپنے باپ کی شرف حضوری حاصل کرنے کو اصفہان آیا تھا- اتفاق یہ کہ اسکا باپ شہید ہوگیا- سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی اور یہ اسوقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا تا آنکہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا- اسوقت یہ اصفہان سے نکلکے برکیاروق کے پاس آیا- برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا- اور قلمدان وزارت اسکے سپرد کرکے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کرنیکا اختیار کامل دیدیا-

برکیاروق کا قبضہ

برکیاروق اس مہم سے فارغ ہوکے ۴۸۶ھ میں بغداد آیا دربار خلافت میں حاضر ہوکے خلافت مآب سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے خلافت مآب نے اجازت دی جامع بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور "رکن الدولہ" کا خطاب عنایت ہوا- وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت

Marfat.com

لیکے برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ برکیاروق بغداد میں مقیم ہی تھا کہ خلیفہ مقتدی نے سفر آخرت اختیار کیا۔

المستظہر کی خلافت

یوم شنبہ پانچویں محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القایم بامر اللہ نے دفعتہً وفات پائی۔

سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کے رکھ لیا بعد ازاں دستر خوان چنا گیا۔ کھانا کھایا۔ جوں ہی ہاتھ دھویا غشی طاری ہوئی مر گیا۔ وزیر عمید الدولہ نے تجہیز و تکفین کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کر دیا گیا۔ انیس برس آٹھ مہینے خلافت کی۔ اگرچہ خلیفہ مقتدی عالی ہمت، صاحب سطوت اور عظیم الشان تھا۔ مگر پھر بھی اپنے امراء، دولت اور اراکین خلافت کے ہاتھوں کا کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی کو بیحد ترقی ہوئی۔ عالیشان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ بغداد کی ترقی بوجہ عروج دولت بنی طغرلبک کے وقوع میں آئی۔

خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اوسکے بیٹے ابو العباس احمد کو دربار خلافت میں لاکے سریر خلافت پر متمکن کیا اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی۔ ابو العباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ وزیر بیعت لینے کی غرض سے برکیاروق کے پاس گیا۔ برکیاروق نے بطیب خاطر خلیفہ مستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔

خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے روز مجلس عزا منعقد ہوئی سلطان برکیاروق معہ اپنے وزیر عز الملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ارباب مناصب طراد عباسی، معمر علوی اور علماء کبار سے قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی، غزالی اور شاشی وغیرہم بھی ماتم پرسی کو آئے تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس گئے۔

تتش کے حالات

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر

Marfat.com

قبضہ کرکے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کردی تھی اور قبل وفات سلطان ملک شاہ بطور وفد بغداد میں سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس گیا تھا بعد واپسی، ملک شاہ کی وفات کی خبر پائی فوراً حمیت پر قبضہ کرکے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کیطرف کوچ کیا اور لشکر آراستہ کرکے حلب پر فوجکشی کردی قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے گردن اطاعت جھکا دی اور اس کے ساتھ ہولیا باغیسان والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران کو بھی لکھ بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت، تا درستی احوال اولاد سلطان ملک شاہ تتش کی اطاعت قبول کرلو۔ باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کرلی۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور اسکے ہمرکاب رحبہ کے محاصرہ کو بڑھے۔ ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رحبہ مفتوح ہوا تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے ممبر پر پڑھا گیا بعدازاں تتش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور تیغ اسکو بھی مفتوح اور تاخت و تاراج کرکے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور موصل پر قبضہ کرنیکے قصد سے کوچ کردیا۔ اثناء راہ میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا تتش نے براہ عزت افزائی عہدۂ وزارت سے اسکو سرفراز کیا، قریب موصل پہونچکے ابراہیم بن قریش والی موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اسکو منظور نہ کیا انکاری جواب دیا۔ تتش نے اعلان جنگ کرکے لڑائی چھیڑ دی۔ دس ہزار فوج تتش کی رکاب میں تھی آقسنقر میمنہ پر تھا بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والی موصل تیس ہزار کی جمعیت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا ایک گھمسان لڑائی کے بعد ابراہیم کو ہزیمت ہوئی۔ ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروہ گرفتار ہوگیا۔ تتش نے سبھوں کو کمال بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ اور بعد تسلط ہونے کے علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت

Marfat.com

عنایت کی۔ یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی گوہر آئین شحنہ بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا "لشکر اسلام سے قاصد کے آنیکا انتظار کیا جا رہا ہے" قاصد بے نیل مرام تتش کے پاس واپس آیا۔ تتش نے دیار بکر کیطرف قدم بڑھایا۔ اور اسپر بھی قبضہ حاصل کرکے آذربیجان کا قصد کیا ان واقعات کی خبر برکیا روق تک پہونچی۔ اسوقت برکیا روق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ ہمدان اور رے پر متصرف ہو چکا تھا۔ فوجیں مرتب کرکے اپنے چچا تتش کے روک تھام کو اوٹھ کھڑا ہوا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا آقسنقر نے بوزان سے کہا "ہمنے تتش کی اطاعت محض اسوجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے لڑکوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے تھے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے الحمد للہ کہ جس امر کے ہم خواستگار تھے وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہو گیا یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا لڑکا برکیا روق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تتش کے ہمراہ نہیں رہ سکتے۔ کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے"۔ بوزان نے جواب دیا "میں آپ کی رائے سے متفق ہوں"۔ آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور معہ اپنے ہمراہیوں کے تتش سے علیحدہ ہوکے برکیا روق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت گھٹ گئی ہزیمت اٹھا کے دمشق کی جانب لوٹ آیا۔ اس سے برکیا روق کی حکومت مستحکم ہو گئی گوہر آئین نے حاضر ہوکے تتش کی درخواست کی سفارش کرنے کی معذرت کی۔ برکیا روق نے اسکی ایک بھی نہ سنی معزول کرکے امیر نکبرد کو بجائے اس کے دارالخلافت بغداد کا شحنہ مقرر کیا بغداد میں برکیا روق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا، خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور بجائے اسکے سریر خلافت خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

Marfat.com

تتش نے آذربیجان سے شام کی جانب مراجعت کرنے کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کو حلب کی طرف بڑھا۔ برکیاروق نے امیر کربوقا کو (جو آیندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا۔ قریب حلب[1] دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی آقسنقر گرفتار کر لیا گیا اور کمال بیکسی سے مار ڈالا گیا[2] امیر بوزان اور کربوقا بھاگ کر حلب میں جا چھپے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ تتش نے پہونچکے محاصرہ ڈالدیا۔ چند دنوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر تتش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کربوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حران اور الرہا کی حکومت و امارت امیر بوزان کے قبضہ اقتدار میں تھی امیر بوزان کو حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا اسکی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں۔ مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی تتش نے جھلا کے امیر بوزان کا سر کاٹ کے اہل حران کے پاس بھیجدیا اہل حران خوف سے تھرا گئے۔ بمجبور اکراہ گردن اطاعت جھکا دی۔ باقی رہا امیر کربوقا اسکو حمص کے جیل میں ڈالدیا۔ تا آنکہ رضوان نے اپنے باپ تتش کے مارے جانے کے بعد امیر کربوقا کو قید سے رہا کیا۔

تتش اس مہم سے فارغ ہو کے جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے دیار بکر، خلاط، ارمینیہ، آذربیجان اور ہمدان کو یکے بعد دیگرے کسی کو بجنگ اور کسی کو بصلح و امان مفتوح کرتا گیا۔ انہیں دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے کو جا رہا تھا مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو

---

[1] تتش اور آقسنقر سے مقام نہر سبعین قریب تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب نو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ لڑائی بہت بڑی اور خونریز ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۔

[2] امیر قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب بعد ہزیمت و گرفتاری ماہ جمادی الاولیٰ ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا مڈبھیڑ ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ کو شبخون مار کے اس کے کل مال واسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کے ہمدان بھاگ آیا یہاں یہ دوسری مصیبت سر پر آ پڑی، تتش کو اسکی خبر لگ گئی اس کے قتل پر تل گیا۔ امیر باغیسان نے سفارش کی۔ بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی کی سفارش سے عہدۂ وزارت بھی ملگیا۔

ان پیہم کامیابیوں سے تتش کے حوصلے بڑھ گئے خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی پھر ہوس سمائی۔ چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخر الدولہ کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابق ترکمانی کو ترکمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کا شحنہ مقرر کر کے بھیجا لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل ہونے دیا۔

برکیا روق ان واقعات سے مطلع ہو کے تتش کے سلسلہ فتوحات کو روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا۔ دجلہ کو بالائی موصل سے عبور کیا اربل ہوتا ہوا سرخاب بن بدر کے شہر میں پہونچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کے اپنے چچا تتش کے لشکر گاہ کے قریب جا اترا دونوں لشکروں میں صرف نو کوس کا فاصلہ تھا۔ اس کے ہمراہ ایکہزار فوج تھی اور اسکے چچا تتش کے رکاب میں پچاس ہزار جنگ آور تھے تتش نے برکیا روق کی آمد سے مطلع ہو کے اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیا روق پر شبخون مارنے کو بھیجا برکیا روق شکست کھا کے اصفہان پہونچا۔ اسوقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اسکی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا۔ محمود کے امرائے برکیا روق کو گرفتار کرنے کے قصد سے اصفہان میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہی محمود نے بھی آخری شوال ۴۸۷ھ میں وفات پائی برکیا روق اصفہان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ موید الملک بن نظام الملک اس واقعہ سے مطلع ہو کے حاضر ہوا برکیا روق نے ماہ ذوالحجہ ۴۸۷ھ میں قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ موید الملک نے اپنی حکمت عملیوں اور

عاملانہ تدابیر سے امرا مملکت کو برکیاروق کی طرف مائل کرلیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسکی جمعیت بڑھ گئی۔

برکیاروق کی ہزیمت کے بعد تتش اور امرا مملکت میں شکر رنجی کیا خاصی مخالفت پیدا ہوگئی تھی۔ تتش ان لوگوں کو اپنی اطاعت کی تحریک کر رہا تھا اور وہ لوگ بانتظار صحت برکیاروق جو بعارضۂ چیچک علیل ہوگیا تھا بہ لطائف الحیل امروز فردا کا وعدہ کر رہے تھے اس اثنا میں برکیاروق کو صحت حاصل ہوگئی اراکین دولت اس سے مل گئے اور تتش کو ٹکا سا جواب دیدیا۔ تتش نے جھلا کے ان لوگوں کی سرکوبی کے قصد سے طیاری کا حکم دیا امرا مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آموجود ہوئے ہر طرف سے فوجیں چلی آرہی تھیں۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج مجتمع ہوگئی۔ رے کے قریب چچا اور بھتیجہ (یعنی برکیاروق اور تتش) کا مقابلہ ہوا تتش ہزیمت کھا کے بھاگا۔ آقسنقر کے کسی مصاحب نے دار و گیر میں اسکو مار کے اپنے آقا کے خون کا بدلہ لیلیا۔ اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہوگیا۔ اور دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔[۱]

سلطان محمد اور اوسکا خطبہ

برکیاروق نے خراسان پر اپنے برادر علاتی سنجر کو مامور کیا تھا بس مستقل طور سے اسکی حکومت خراسان میں مستحکم ہوئی جیسا کہ اسکے حالات کو ہم جہاں پر ملوک سلجوقیہ کے حالات علیحدہ تحریر کرینگے بیان کرنے والے ہیں۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اسی قدر احاطۂ تحریر میں لائیں گے جنکو خلافت مآب ور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کی ساتھ تعلق ہے اسوجہ سے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت کی وحکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا اُن لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود

[۱] ہمنے امیر آقسنقر، سلطان ملک شاہ، برکیاروق اور تتش وغیرہم کے حالات کو کسیقدر تفصیل کیساتھ حیات سلطان نور الدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے جسکو اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرنیکا شوق ہو وہ کتاب کو ملاحظہ کرے۔ مترجم

اصلی ہے جنھوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبا لیا تھا۔

سنجر بن ملک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملکشاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور اپنی ماں ترکمان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا جس وقت برکیارق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کے برکیارق کے پاس چلا آیا اور اس کے ساتھ سنہ ۴۸۶ھ میں بغداد آیا۔ برکیارق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر عنایت کیا اور انتظام کرنے کی غرض سے قطلغ تکین کو محمد کے ہمراہ مامور فرمایا۔ تھوڑے دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے۔ موقع پا کے قطلغ تکین کو مار ڈالا۔ بعد اس کے موید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پیشتر امیر انزو کے ساتھ تھا اور اسکو برکیارق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر انزو کے قتل کے بعد جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے، محمد بن ملکشاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے سمجھا بوجھا کے محمد کو سلطان برکیارق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیارق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت موید الملک کے حوالہ کیا۔ اسی زمانہ میں برکیارق نے اپنے ماموں مجد الملک بلارسلانی کو کسی وجہ سے مار ڈالا۔ اس سے اکثر امراء لشکر کو ناراضی پیدا ہوئی برکیارق سے علٰحدہ ہو کے محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیارق سے کچھ بن نہ پڑی رے کا راستہ لیا۔ رے میں پہنچتے ہی اسکا لشکر اس کے پاس آ کے مجتمع ہو گیا۔ عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لیکے آ گیا انہیں دنوں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اسکا بھائی محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے آ رہا ہے۔ برکیارق نے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹۲ھ میں رے پہونچ گیا۔ اور موید الملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیارق کو

گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ رے پر قابض ہوجانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہو گیا۔ چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شحنہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہو گئی تھی۔ سلطان محمد کی فتحیابی کا حال سنکے معہ امیر کربوقا والی موصل، جکرمش والی جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنکورہ کے فتحیابی کی مبارکباد دینے کو آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ عزت واحترام سے پیش آیا حسب مدارج خلعتیں دیں۔ امیر کربوقا اور جکرمش کو سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہوئے۔ اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب سے اجازت حاصل کرکے پندرہویں ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کے نام کو خطبہ میں داخل کرایا۔ دربار خلافت سے سلطان محمد کو "غیاث الدنیا والدین" کا خطاب مرحمت ہوا۔

اعادۂ خطبہ برکیاروق

گذشتہ سنہ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کے رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اسکا امیر لشکر ینال بن نوشتکین حسانی تھا اس کے ہمراہ امراء لشکر کا بھی ایک گروہ تھا ان سبھوں نے خوزستان میں پہونچکے عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کیجانب کوچ کیا۔ واسط میں صدقہ بن مزید والی حلہ نے حاضر ہو کے ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ دو چار روز آرام کرکے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا پندرہویں صفر ۴۹۳ھ کو وارد بغداد ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین درے مرج بھاگ گیا اس کے ساتھ امیر ایلغازی بن ارتق بھی تھا۔ سلطان محمد اور اس کے وزیر مؤید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کرکے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کربوقا والی موصل اور جکرمش والی جزیرہ کو بغداد روانہ کیا جکرمش نے سعد الدولہ کے پاس پہونچکے اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت اپنے ملک کا راستہ لیا۔ گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کے باتفاق رائے امراء لشکر امیر

Marfat.com

کربوقا والی موصل کو برکیاروق خدمت میں بھیجا۔ اور یہ پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق سوار ہو کے ان امراء کی طرف گیا ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا۔ زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابوالمعالی عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب فرمایا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور مدارج میں تھا۔ عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دیکر قید کی مصیبت سے جان بچالی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کے خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا۔ اور برکیاروق استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

جنگ اول برکیاروق و محمد

چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے شہرزور کی جانب بغداد سے حرکت کی ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اسکی رکاب میں تھا۔ والی ہمدان نے تحریک کی کہ آپ اس طرف تشریف لائے جسقدر محمد کے امراء کی جاگیریں ہیں انکو ضبط کر لیجئے۔ برکیاروق نے اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑا نہر اسپید پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے معرکہ آرائی کی ٹھہری۔ محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی۔ امیر سرخو شحنہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا۔ میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا۔ میسرہ میں موید الملک اور فوج نظامیہ تھی۔ برکیاروق کے ساتھ قلب میں اسکا وزیر ابوالمعالی تھا۔ میمنہ میں گوہر آئین، صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر۔ میسرہ میں کربوقا وغیرہ۔ برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا۔ سب کے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا محمد کا میسرہ تاب مقاومت نہ لاسکا ہزیمت اوٹھا کے بھاگا گوہر آئین کی رکاب کی فوج نے اس کے کمپ کو لوٹ لیا۔ بعد اس کے محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر یلغار کیا امیر کربوقا نے

سینہ سپر ہو کے مقابلہ کیا۔ مگر محمد کے میمنہ کے پرزور حملہ کا جواب نہ دیسکا مجبوراً پیچھے ہٹا۔ محمد نے اس امر کا احساس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیجدی۔ امیر کر لوقا کو فاش ہزیمت ہوئی۔ محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیارق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ برکیارق بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے میں گوہر آئین اپنے منہزم لشکر کو فراہم کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا اتفاق وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر آرہا۔ ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اوتار لیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ وزیر ابو المعالی گرفتار کر لیا گیا۔ موید الملک نے عزت واحترام کا برتاؤ کیا۔ اپنے خیمہ میں اوتارا اور خاتمہ جنگ کے بعد اسکو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا چنانچہ اس نے بغداد میں پہونچکے پندرہویں رجب ۴۹۳ھ میں باجازت خلیفہ مستظہر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا۔ خرید و فروخت یا جو ضروریات اس قسم کی اس عورت کو ہوتی تھیں اسکو گوہر آئین انجام دیا کرتا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جہان گوہر آئین کی ذات سے بہت بڑا فائدہ تھا وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا۔ اور اپنی نمایاں خدمتوں کی بدولت اسقدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابو کالیجار نے اپنے بیٹے ابو نصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک مدت تک ابو نصر کے ساتھ بغداد میں رہا۔ تا آنکہ سلطان طغرلبک نے ابو نصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا۔ اس کے ساتھ گوہر آئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا بس جب ابو نصر نے وفات پائی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اسکی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کے اس کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ اور بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ جس

Marfat.com

وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اوسوقت گوہرآئین موجود تھا۔ اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا۔ بعد انتقال سلطان الپ ارسلان اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسی عہدہ پر رکھا چنانچہ گوہرآئین بغداد روانہ ہوا۔ دربار خلافت میں اسکی بڑی آؤبھگت ہوئی خلعت ملی خطاب ملا امراء مملکت اور رؤساء دربار خلافت نے اسکی بیحد اطاعت کی اور جو عزت واحترام اسکو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ جنگ مذکور میں مارا گیا۔

جنگ برکیارق وسنجر

برکیارق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کے رے میں جا کے دم لیا۔ ہوش وحواس بجا ہوئے تو اپنے ہواخواہوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کئے چند دنوں بعد وہ لوگ اس سے آملے اور سب کے سب اسفراین کی جانب روانہ ہوئے امیر داؤد حبشی بن تونطاق والی خراسان وطبرستان کو دامغان سے بلا بھیجا۔ امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیارق کو نیشاپور میں جا کے قیام کرنے کو لکھا۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق برکیارق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور نیشاپور پہنچکے رؤساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا۔ مگر بعد چندے ان سبھوں کو رہا کر دیا۔ اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا۔ امیر داؤد نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان سنجر نے لشکر بلخ کو لیکے مجھپر چڑھائی کی ہے اسوجہ سے حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد کیجائے۔ برکیارق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا۔ جوش میں آکے اُسیوقت ایکہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد حبشی کی کمک کو روانہ ہو گیا۔ امیر داؤد حبشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا۔ سنجر کے میمنہ میں امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا۔ برکیارق نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رستم شکست کھا کے بھاگا۔ اثناء گیرودار میں

مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ برکیاروق کی فوج اس کے لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہوگئی۔ بظاہر اسکو فتحیابی حاصل ہوچکی تھی اور سنجر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس اثناء میں برغش اور کوکرسنے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو مجتمع کرکے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کردیا۔ برکیاروق کی فوج غارتگری میں مصروف تھی۔ اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کرلیا۔ بعد خاتمہ جنگ برغش کے روبرو پیش کیا گیا برغش نے اسکو قتل کرڈالا۔ باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کے جرجان پہونچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جاکے دم لیا۔ دامغان میں بھی حفاظت کا کافی انتظام نہ پایا تو براہ خشکی اصفہان روانہ ہوا۔ کیونکہ اہل اصفہان نے اسکی طلبی کے خطوط بھیجے تھے مگر اتفاق وقت سے محمد اس کے پہونچنے سے پیشتر اصفہان میں داخل ہوچکا تھا مجبوراً سیمرم کو لوٹ آیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی

اوپر ہم بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن پہلی لڑائی میں جو مابین برکیاروق اور محمد کے ہوئی تھی گرفتار کرلیا گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اسکو رہا کرکے اپنی غرض سے بغداد روانہ کیا تھا چنانچہ ابوالمحاسن نے بغداد میں پہونچکے خلیفہ مستظہر سے اجازت حاصل کرکے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نیز موید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کیا۔ اس واقعہ کی عمید الدولہ تک خبر پہونچ گئی عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحاسن کے قتل پر مامور کردیا۔ قریب یعقوبا ابوالمحاسن اس شخص سے دوچار ہوگیا جوں ہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحاسن پیچھے ہٹ گیا۔ حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالمحاسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ حملہ آور کو اپنی عجلت پر پشیمانی ہوئی۔ بظاہر اپنی جسارت کی معافی چاہی ملنے کی

استدعا کی لیکن دماغ میں وہی خیال سمایا ہوا تھا کہ کب موقع ملے اور کب میں ابو المحاسن کا کام تمام کروں۔ ابو المحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور اسیوقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کرلیا۔ جو اس کے ہمراہ بغداد آیا ہوا تھا اور اس سے بیشتر بغداد پہونچ گیا تھا۔ امیر ایلغازی کے آجانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی۔ سارا قصہ از ابتداء تا انتہاء ابو المحاسن کو کہہ سنایا۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آئے ابو المحاسن نے دربار خلافت میں حاضر ہوکے موید الملک کا پیام معزولی عمید الدولہ خلافت مآب تک پہونچا۔ خلافت مآب نے حکم دیدیا چنانچہ ابو المحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو معہ اس کے بھائیوں کے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا پچیس ہزار دینار جرمانہ کیا۔ اُسوقت سے یہ برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہا تا آنکہ بحالت قید، قید حیات سے سبکدوش ہوکر راہی ملک عدم ہو گیا

جنگ ثانی برکیاروق و محمد

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جنگ اول میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے ہزیمت اُٹھا کے اصفہان کی طرف چلا گیا مگر اہل اصفہان نے اسکو داخل ہونے نہ دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی والبکی پسران برسق بھی آگئے چندے قیام کرکے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ ہمدان میں پہونچتے ہی امیر ایاز بھی آملا جو محمد کا قدیمی بہی خواہ اور اس کے سر برآوردہ امراء سے تھا۔ اور کسیوجہ سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ اس کے رکاب میں پانچ ہزار سوار تھے اس نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ اُبھارا۔ برکیاروق کے دل میں محمد کیطرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اُٹھ کھڑا ہوا اس اثناء میں سرخاب بن کیخسرو والی آوہ بھی امن حاصل کرکے برکیاروق سے آملا۔ اس کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہونچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی پہلی جمادی الآخر ۴۹۳ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ہنگامہ کارزار کا گرم ہوتا تھا کہ محمد کے

Marfat.com

امراء لشکر یکے بعد دیگرے امن حاصل کر کے برکیاروق کے پاس چلے آئے بالآخر مجبور ہو کے محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر موید الملک کو مجد الملک بارسلانی کے ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا برکیاروق نے اسکو زجر و توبیخ کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔

خاتمہ جنگ اور قتل موید الملک کے بعد وزیر ابوالمحاسن نے ایک شخص کو موید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہونچکے بغداد اور دیگر مقامات ممالک عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد موید الملک اور اُس کے اعزہ و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جسکو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرہ کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (پندرہ تولہ ۴ ماشہ) وزن میں تھا۔

برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کے رے کی جانب روانہ ہوا۔ رے میں امیر کربوقا والی موصل اور نورالدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آ ملا رفتہ رفتہ ہر چہار طرف سے فوجیں بھی آ آ کے مجتمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سواروں سے جمعیت بڑھ گئی رہائش کی دقت ہونے لگی شہر، قصبہ اور گانوں میں جگہہ نہ ملتی تھی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادہر اُدہر پھیلا دیا۔ نورالدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ امیر کربوقا مودود بن اسماعیل بن یاقوتا سے جنگ کرنے کو آذربائیجان چلا گیا۔ (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام منقضی کرنے کو ہمدان کا راستہ لیا۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا۔

محمد ہزیمت اوٹھا کے اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چند سے جرجان میں مقیم رہا سنجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی۔ سنجر نے محمد کو ابتداءً مالی مدد دی بعد ازاں خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو جرجان آ پہونچا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو۔

روانہ ہوا اثناء راہ میں جو شہر قصبے اور گانوں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تاخت و تاراج کرتا جاتا تھا۔ تا آنکہ رے کے قریب پہونچا۔ فوج نظامیہ بھی آملی جمعیت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی گوش گذار ہوئی کہ برکیارق نے اپنے لشکر کو ہر چہار طرف پھیلا دیا ہے اس کے رکاب میں تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زاید نہو گی۔ محمد اور سنجر یہ سُن کے نہایت تیزی سے کوچ کرنے لگے۔ برکیارق کو ان واقعات کی خبر پہونچی۔ کچھ سوجھ نہ پڑا ایاز سے ملنے کو ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے۔ فوراً لوٹ کھڑا ہوا خوزستان کا قصد کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تستر پہونچا۔ امراء بنی برسق کو بلا بھیجا چونکہ انہوں نے یہ سُن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے۔ اسوجہ سے وہ لوگ نہ آئے جواب تک نہ دیا۔ برکیارق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اسکی اطاعت قبول کرنے کا مستدعی ہوا تھا اسکا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اسوجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیر آباد کہہ کے برکیارق کا سراغ و پتہ لگاتا ہوا چل کھڑا ہوا تھا اتفاق یہ کہ برکیارق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان میں وارد ہوا اور دو ایک روز آرام کرکے پھر دونوں بغداد کیجانب روانہ ہوئے محمد نے ایاز کے بعد ہی ہمدان اور حلوان پر قبضہ کرکے مال و اسباب اور زر نقد جو کچھ پایا ضبط کر لیا۔ انمیں بعض ایسے اسباب تھے کہ جنکو زمانہ کی آنکھوں نے نہیں دیکھا تھا۔ اور نیز ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اسوقت موجود تھے جرمانے کیے۔

برکیارق پندرہویں ذی قعدہ ۴۹۲ھ کو بغداد پہونچا۔ خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلایا کاتب کو معہ فوج کے برکیارق کے استقبال کو بھیجا۔ برکیارق روزانہ سفر سے بیمار ہو گیا تھا دربار خلافت میں حاضر نہو سکا اتنے میں عید الاضحیہ کا دن آگیا بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے کو عید گاہ نہ جا سکا خلیفہ مستظہر نے اس کے مکان پر ممبر بھیجدیا۔ شریف ابو الکرم نے اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔

Marfat.com

ان دنوں برکیارق کا ہاتھ تنگ ہو گیا تھا۔ پیسہ پیسہ کو محتاج ہو رہا تھا خلافت مآب سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے بعد رد و کد کے پچاس ہزار دینار عنایت کئے مگر اس مقدار قلیل سے برکیارق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا۔ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ طرح طرح کی جائز اور ناجائز تدبیریں روپیہ وصول کرنے کی نکالیں۔ اس سے اہل بغداد کو برکیارق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اسی اثنا میں شام سے ابو محمد عبداللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کے بغداد میں آ گیا تھا برکیارق نے اس کے بھی مال و زر کو جبراً لے لیا۔

ابو محمد عبداللہ معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اسکی زمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ والی طرابلس کے قبضہ اقتدار میں گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال و قائم رکھا۔ تا آنکہ اس نے وفات پائی اور اسکا بیٹا ابو محمد عبداللہ مذکور جانشین ہوا چونکہ اس میں مادہ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور انکا سرگروہ ہو کے انہیں لوگوں میں رہنے لگا۔ ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ابو محمد نے اس امر کا احساس کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور بر سر ممبر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابوالحسن مصری خلافت کا مطیع تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

بعد اس واقعہ کے عیسائیوں[1] نے جبلہ پر فوجکشی کی اور اسکا محاصرہ کر لیا بالآخر

---

[1] ابوالحسن نے بعد بغاوت ابو محمد دقاق بن تتش کو زر نقد دیکے محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا چنانچہ دقاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کئے رہا مگر کامیاب نہوا۔ واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کیا۔ ابو محمد نے یہ خبر اڑا دی کہ سلطان برکیارق شام کیطرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کے بھاگ گئیں تھوڑے دنوں بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہونچے (بقیہ صفحہ ۹ میں دیکھو)

ابو محمد نے طول محاصرہ سے تنگ آکے طغتکین اتابک والی دمشق کو کہلا بھیجا کہ میں عیسائیوں کے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آگیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں اسکو شہر سپرد کرکے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا۔ عیسائی فوجیں یہ خبر پاکے محاصرہ چھوڑکے چلی گئیں۔ ابو محمد نے تاج الملوک کو شہر سپرد کرکے دمشق کیجانب کوچ کیا۔ ابوالحسن کو اسکی خبر لگی۔ طغتکین کو لکھ بھیجا "تم ابو محمد کو میرے حوالہ کردو میں تمکو تیس ہزار دینار علاوہ اور اسباب و مال کے دینے کو طیار ہوں" طغتکین نے انکاری جواب دیا۔ اور ابو محمد کو بحفاظت تمام بغداد بھیجدیا۔

ابو محمد نے بغداد میں پہونچکے وزیر ابوالمعالی کے توسط سے سلطان برکیارق سے ملاقات کی۔ سلطان برکیارق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار طلب کئے ابو محمد نے عرض کی "میرا مال و اسباب انبار میں ہے" برکیارق نے وزیر السلطنت ابوالمعالی کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۳) اس مرتبہ ابو محمد نے یہ مشہور کیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرہ سے چھوڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے کو آرہی ہیں عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اوٹھا کر چلی گئیں۔ جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہوگئی تو پھر سہ بارہ محاصرہ کو بڑھیں۔ ابو محمد نے اُن عیسائیوں کیطرف سے جو اسوقت جبلہ میں سکونت پذیر تھے محاصر عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کیطرف آؤ تو پھر ہم تمکو قبضہ دیدینگے۔ عیسائی افسر اس پیام کو سنکے بیحد محظوظ ہوا۔ فوراً تین سو سواروں کو اس برج کیطرف روانہ کیا۔ رستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا۔ اور ابو محمد ان کو مارتا جاتا تھا تا آنکہ سب کو مار ڈالا صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سرونکو عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیا۔ عیسائی فوجیں اس ماجرا کو دیکھ کے سہم گئیں۔ اسیوقت محاصرہ اوٹھا کے واپس گئیں۔ بعد چند دنوں کے پھر محاصرہ کا شوق چرّایا۔ اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کندا صطبل گرفتار کرلیا گیا۔ عیسائیوں نے کثیر التعداد زر نقد دیکے رہا کرایا۔ مگر پھر بھی محاصرہ کی ہوس دماغ سے نہ گئی۔ ابو محمد نے یہ خیال کرکے کہ عیسائی فوجیں ٹھنڈے کلیجہ پانی نہ پینے دینگی طغتکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسیکو بھیجدیں میں اوسکو شہر سپرد کرکے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو (بقیہ صفحہ ۵۵ دیکھو

انبار بھیجکے ابو محمد کا کل مال واسباب اور زر نقد منگوا لیا اور اس میں سے ایک حبہ اور ایک خرمہرہ تک ابو محمد کو نہ دیا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

علاوہ اس کے برکیارق نے اور بہت سے ناجائز افعال و حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا جس کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بعد ازاں برکیارق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والی حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیجدو۔ صدقہ اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر ہوا۔ برکیارق نے دھمکی دی اسپر صدقہ کو بھی جوش آ گیا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیارق نے اس خبر سے آگاہ ہو کے امیر ایاز کے ذریعہ سے صدقہ کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف جواب بھیجدیا۔ کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں میں تمہارے پاس ہرگز نہ آؤنگا۔ صدقہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کوفہ بھیجدیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیارق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اسکو شامل کر لیا۔

سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے اواخر ذی حجہ ۴۹۲ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا۔ اور برکیارق حلوان ہوتا ہوا بغداد چلا آیا تھا اور اسپر قابض و متغلب ہو گیا تھا مگر بعد چند دنوں کے اہل بغداد کو اس کے ناجائز حرکات سے کشیدگی اور بیزاری پیدا ہوئی رفتہ رفتہ محمد تک اسکی خبر پہونچی۔ دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان سے بغداد کیجانب روانہ ہوا۔ جسوقت مقام حلوان میں پہونچا ایلغازی ابن ارتق شحنہ بغداد نے معہ اپنی فوج اور خدم و حشم کے ملاقات کی۔ سلطان محمد کی جمعیت ایلغازی کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۴) جبلہ روانہ کیا اور ابو محمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دہم صفحہ ۱۲۹۔

Marfat.com

ملجانے سے بڑھ گئی- یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق شدت مرض سے اس حالت پر پہونچ گیا تھا کہ عام طور سے اسکی زندگی کی امید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کے بغداد کی غربی جانب چلے آئے تھے اس اثناء میں محمد، بغداد آپہونچا دجلہ کے دونوں کنارو نپر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑی تھیں- جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں- برکیاروق معہ اپنے مصاحبوں اور لشکر کے بغداد کو حسرت آلودہ نگاہوں سے دیکھتا ہوا واسط چلا گیا اور محمد، فرحاں وشاداں بغداد میں داخل ہوا- بعد اس کے خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت تحریر تھی اور محمد کے آنے پر اظہار مسرت کیا تھا- مجلس شور برپا اور جامع بغداد کے ممبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا- اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی- آتشبازی چھڑائی- صدقہ بن منصور والی حلب ملنے کو آیا- اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا- سنجر نے گوہر آئین کے مکان میں سکونت اختیار کی- مویدالملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابومنصور محمد بن حسین کو حوالہ کیا گیا یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے-

جنگ سیوم وچہارم برکیاروق ومحمد اور مصالحت

۱۵ محرم ۴۹۵ھ کو بعد سلطان محمد اور اس کے بھائی سنجر نے بغداد سے اپنی اپنی دارالحکومتوں کی جانب مراجعت کی چنانچہ سنجر خراسان کی طرف روانہ ہوا- اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا جوں ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ برکیاروق نے خلافت مآب کو الفاظ نا ملائم وقبیح سے یاد کیا ہے اور نیز اس کے صرف خاص سے متعرض ہوا ہے- خلافت مآب نے محمد کو جنگ برکیاروق کی غرض سے واپس بلا بھیجا- چنانچہ محمد نے پھر بغداد کی جانب معاودت کی- خلافت مآب کو برکیاروق کی طرف سے اسقدر رنج وغصہ تھا کہ بنفس نفیس میدان جنگ میں چلنے کو طیار ہوا- سلطان محمد نے

Marfat.com

گذارش کی امیر المومنین کی تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جانثار برکیاروق کی سرکوبی کو کافی ہے" خلافت مآب نے یہ سُنکے مسرت ظاہر کی۔ اور محمد نے ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو شحنہ بغداد مقرر کرکے برکیاروق سے جنگ کرنیکو واسط کیطرف کوچ کیا۔

برکیاروق جیساکہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں محمد کے آتے ہی بغداد سے واسط چلا آیا تھا جب کسیقدر اسکو مرض میں افاقہ محسوس ہوا تو شرقی واسط میں آکے قیام پذیر ہوا کیونکہ اہل واسط اس کے لشکریوں کے جور وظلم سے تنگ آکے بھاگے جارہے تھے بعد چندے شرقی واسط سے بلاد بنی برسق کیطرف کوچ کیا۔ ان لوگوں نے برکیاروق کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی اور اس کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے۔ محمد کو روزانہ برکیاروق کی نقل وحرکت کی اطلاع ہوتی جاتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا تاآنکہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ دو روز تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ مگر جنگ کی نوبت نہ آئی شدت برد وبرف نے فریقین کو جدال وقتال سے روکدیا۔ بعدازاں امیر ایاز اور وزیر ابوالمحاسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کیطرف سے ایک مقام پر مجتمع ہوئے۔ باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے جسقدر نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اسکی شکایتیں شروع ہوئیں بالآخر مصالحت کی گفتگو ہونے لگی اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت وسلطنت دیجائے۔ آبہرہ، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل کی عنان حکومت محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہوگا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کے مخالفین کو اس کے ساتھ ہوکے پامال اور زیر کرے۔ غرض ان شرائط پر فریقین نے مصالحت کی صلحنامہ کو وکلاء فریقین نے دستخطوں سے مرتب ومکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا۔ برکیاروق ساوہ کی جانب روانہ ہوا اور محمد نے قزوین کیطرف کوچ کیا۔

بعد مصالحت محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے انلوگوں نے درپردہ برکیاروق سے سازش کرلی تھی۔ اور اسوجہ سے وہ میری مخالفت کرتے تھے اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کردیا۔ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانہ ان امراء کو اپنے مکان پر بلایا جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے محمد کو موقع ملگیا بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ اندھے ہوگئے۔ اسوجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ پھر مفتوح ہوگیا۔ اسی زمانہ میں امیر ینال بن انوش تکین نے برکیاروق سے جبکہ وہ فرقہ باطنیہ سے مصروف جدال و قتال تھا علیحدگی اختیار کرکے محمد سے میل جول پیدا کرلیا اور اس کے ساتھ ساتھ رے کو روانہ ہوا۔

رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہونچی آگ بگولا ہوگیا۔ فوراً لشکر آراستہ کرکے آٹھ شب میں طے مسافت کرکے محمد کے لشکر گاہ کے قریب پہونچگیا۔ نویں روز فریقین نے صف آرائی کی دونوں فریق کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کی جمعیت تھی۔ برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی آوہ نے امیر ینال بن انوش تکین پر حملہ کیا جو محمد کے میمنہ کا کمان افسر تھا۔ امیر ینال مقابلہ نکرسکا شکست کھا کے بھاگا۔ امیر ینال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اسکا کچھ حصہ طبرستان میں جاکے پناہ گزیں ہوا اور دو چار دستے قزوین پہونچگئے۔ ستّر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جاکے دم لیا۔ خیمے، اسباب، آلات جنگ اور غلہ و رسد وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ امیر ایاز و رالبکی بن برسق قم تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پہونچا بے نیل مرام واپس آیا۔

اصفہان میں محمد کا ایک نائب رہتا تھا امیر ینال وغیرہ بھی ہزیمت اُٹھا کے یہیں چلے آئے تھے۔ محمد نے پہونچتے ہی شہر پناہ کی درستی کا حکم دیا۔ (جسکو علاء الدین بن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرلبک سے جنگ کرنے کو بنوایا تھا) خندقوں کو بقدر

عمیق کرایا کہ پانی پھوٹ نکلا موقع موقع سے فصیلوں پر منجنیقیں نصب کرائیں غرض مضبوطی اور استحکام کا انتظام پورا پورا کیا۔ اور ہر طرح سے اپنے کو برکیاروق کا مدمقابل بنا لیا۔ برکیاروق کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاولی ۴۹۵ھ میں اصفہان پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس کے رکاب میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ ایک مدت تک حصار کئے رہا۔ آخر کار محصوروں کو رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی لشکری بھوکوں مرنے لگے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کیا۔ بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امراء لشکر کے سپرد کیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو لئے ہوئے بروز عید الاضحیہ سنہ مذکور شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا ہوا اس کے ہمراہ امیر ینال بھی تھا گھوڑے دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا چند کوس چلکے قیام کر دیا۔ جاسوسوں نے برکیاروق کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوج ہمراہ کیا۔ امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ محمد کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا "اے ایاز میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی۔ تیری گردن میں میرے عہد وپیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ میری ایذا رسانی سے تجھکو کچھ فائدہ نہ ہوگا" ایاز نے ان دردناک فقروں کو سنکے محاصرہ اوٹھا لیا۔ گھوڑے علم اور کچھ مال واسباب لیکے برکیاروق کے پاس واپس آیا۔ برکیاروق نے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ خندقوں کو مٹی اور نرکل سے پاٹ دیا سیڑھیاں لگاکے فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا۔ اہل شہر بھی باہم عہد وپیمان کر کے سینہ سپر ہو کے مقابلہ پر آئے جی توڑ توڑ کے لڑے اور محاصروں کو مار بھگایا۔ برکیاروق کے دانت کھٹے ہو گئے اہل شہر کی مردانگی سے اسقدر متاثر وخائف ہوا کہ اٹھارہویں ذی الحجہ سنہ مذکور کو محاصرہ اٹھا کے ہمدان کیجانب مراجعت کی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو معہ ترشک صوابی کے

ایکہزار سواروں کی جمعیت سے شہر قدیم موسوم بہ شہرستان کے محاصرہ پر چھوڑ دیا۔

زمانۂ محاصرۂ اصفہان میں برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن عبدالجلیل بن محمد وہستانی مارا گیا اپنے خیمہ سے سوار ہوکے سلطان برکیاروق کی خدمت میں جارہا تھا۔ ایک شخص[۱] نے لپک کے برچھے کا وار کیا چکر کھا کے گرا خدام خیمہ میں اوٹھا لائے مر گیا۔

وزیر ابوالمحاسن کریم النفس وسیع الصدر اور خلیق تھا لیکن اس کے زمانۂ وزارت میں تجار کو بہت نقصان پہونچا کیونکہ آئے دن فتنہ و فساد کیوجہ سے خراج میں کمی ہوگئی تھی۔ تجار سے قرض لیکے کام چلایا جاتا تھا۔ اور پھر وہ بوجہ جدال و قتال ادا نہیں ہوسکتا تھا۔ تجارت پیشہ اصحاب اشہر چھوڑکے بھاگ گئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ داد و ستد کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور جبراً ان سے قرض لیا جاتا آخر کار اسکی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے یافتنی مطالبات ڈوب گئے اسکا بھائی عمید مہذب ابومحمد بوقت مصالحت برکیاروق و محمد اسکا نائب ہوکے بغداد گیا ہوا تھا ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے جو محمد کیطرف سے مامور تھا گرفتار کر لیا۔

برکیاروق بغداد میں

ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے زمانۂ جنگ اول میں شحنگی بغداد پر مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہداری پر بھی مامور تھا۔ ایک روز دجلہ عبور کرکے بغداد آرہا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک سوار نے ایک ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا۔ عوام الناس بگڑ گئے قاتل کو گرفتار کرکے دارالخلافت کے باب لوبہ پر لائے۔ اتفاقاً ایلغازی کا لڑکا مع ایک گروہ کے مل گیا اُس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ ان لوگوں نے

---

[۱] بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعید حداد کا غلام تھا وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گذشتہ سال میں قتل کرڈالا تھا اس وجہ سے اس نے موقع پاکے وزیر کو مار ڈالا۔ اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹۔

Marfat.com

اسپر تیر باری کی۔ وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہونچا۔ ایلغازی کو غصہ آگیا سوار ہوکے ملاحوں کے محلہ کی طرف گیا اور ٹکڑے ٹکڑے اونکو لٹوا لیا۔ اوباشوں اور بدمعاشوں نے ایلغازی کے ہمراہیوں پر دست درازی شروع کی۔ ایلغازی کے ہمراہی انکی سرکوبی کیجانب متوجہ ہوئے۔ وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہوکے بھاگے ہمراہیان ایلغازی نے تعاقب کیا جونہی یہ لوگ نصف دریا میں پہونچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا۔ خود تو تیر کے نکل آئے اور وہ سب ڈوب گئے ایلغازی نے ترکمانوں کو جانب غربی بغداد کے لوٹنے کو مجتمع کیا۔ خلیفہ مستظہر کو اسکی خبر لگ گئی قاضی القضاۃ اور الکیا الہراسی مدرس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس منع کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادہ سے رُک رہا۔ پس جب سلطان محمد کو بمقابلہ برکیاروق ہزیمت ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کے نکل بھاگا اور برکیاروق نے رے پر قبضہ حاصل کرلیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کمشتکین قیصرانی کو شحنہ بغداد مقرر کرکے دارالخلافت کی طرف روانہ کیا۔ ایلغازی نے یہ سُنکے اپنے بھائی سقمان کو قلعہ کیفا سے کمشتکین کی مدافعت کو بُلا بھیجا۔ چنانچہ سقمان تکریت ہوتا اور اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا بغداد پہونچگیا اسی اثنا میں کمشتکن بھی پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے قریب آ اُترا۔ ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کے دو ایک گانونکو لوٹا کمشتکین کا ایک حصہ لشکر تھوڑی دُور تک تعاقب کرکے واپس آیا ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے۔ کمشتکین مع اپنی رکاب کی فوج کے داخل بغداد ہوا۔ جامع بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعد اس کے کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کیطرف سے سیف الدولہ صدقہ والی حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام دیا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ اور سامان سفر درست کرکے

Marfat.com

جسر صر کیجانب کوچ کر دیا۔ بغداد میں خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے صرف خلافت مآب کی دعاء پر اقتصار کیا گیا۔

سیف الدولہ نے صرصر میں پہونچکے ایلغازی اور سقمان کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں۔ ایلغازی اور سقمان یہ سنکے لوٹ پڑے اور سب کے سب مل جل کے دجیل کے کل چھوٹے بڑے گانوں کو لوٹنے لگے۔ قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ہمراہ تھے دُند مچادی۔ خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بے امتیازی کے رُوک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہوا۔ دجیل کے دیہاتوں کو تاخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہونچکے قیام کیا عوام الناس تو ان سے بھرّا ہی رہے تھے بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید جدال و قتال پر اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ خلافت مآب نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤسا ابن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کے روکنے کو روانہ کیا۔ سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرطیں پیش کیں کہ (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کیطرف سے بغداد کا شحنہ ہے نکال دیا جائے (۲) سلطان محمد کے نام کا جامع بغداد میں پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے دونوں شرطوں کو منظور فرمایا۔ چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکلکے واسط کا راستہ لیا۔ اور سیف الدولہ نے حلہ کیجانب معاودت کی۔ اِدھر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اُدھر کمشتکین نے واسط میں پہونچکے سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا سیف الدولہ اور ایلغازی کو اسکی خبر لگی فوراً اپنی فوجوں کو مرتب کرکے واسط پر جا اُترے کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا سیف الدولہ نے تعاقب کیا۔ بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان

محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ بعد اس کے ہر واحد نے اپنے اپنے بیٹوں کو اپنا اپنا نائب بنایا۔ ایلغازی نے بغداد کیجانب مراجعت کی سیف الدولہ نے حلہ کیطرف۔ چونکہ واقعات وحادثات مذکورہ بالا سے خلافت مآب کو سیف الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوگئی تھی اسوجہ سے سیف الدولہ نے واسط سے واپسی کیوقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اسکی معذرت قبول فرمالی اور خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔

نیال اور عراق کا قبضہ

رے میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پس جب سلطان محمد کو محاصرۂ اصفہان سے نجات ملی تو نیال بن انوش تکین حسامی کو رے کیجانب اپنے نام کا خطبہ ورسکہ جاری کرنے کو روانہ کیا۔ نیال کے ہمراہ اس مہم میں اسکا بھائی علی بھی تھا۔ ان لوگوں نے رے میں پہونچکے قبضہ کرلیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم وستم کرنے لگے سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال سے معرکہ آرائی ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال معہ اپنے بھائی علی کے شکست کھاکے بھاگا۔ علی نے قزوین کا راستہ لیا۔ اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کیجانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں اس کے اکثر ہمراہی پہاڑ کے کھڈھوں میں گر کر مر گئے۔ بہزار دقت وخرابی بسیار سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہونچا۔ خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔

دو چار روز بعد جب نیال کے ہوش وحواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دفع ہوئی تو اس نے ایلغازی اور سقمان پسران ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا۔ اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی بعد ازاں سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لیکے واپس آئے۔

Marfat.com

نیال نے بغداد میں پہونچکے ایلغازی کی بہن سے نکاح کیا جو تاج الدولہ تتش کی زوجیت میں تھی اور حسب عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم کرنے لگا۔ اراکین دولت اور امراء لشکر سے جرمانے، تاوان وصول کرنیکی بنیاد ڈالی اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل وغارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ جو شخص ان لوگوں کی کامیابی میں ذرا بھی مخل اور مزاحم ہوتا اوسکو زندگی دوبھر ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کو بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آیندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلافت مآب کو ناراضی پیدا ہو ارتکاب نہ کرونگا مگر پوری نہ کرسکا۔ بدستور اسی وطیرہ پر رہا۔ خلافت مآب نے اسی قسم کا پیام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی خلافت مآب کے حکم کی اطاعت کا اقرار کیا قسم کھائی لیکن اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم وستم سے کوتاہ نہوئے۔ تب خلافت مآب نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم وستم اور ظالمانہ حرکات کے روکنے کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کیجانب کوچ کیا اور ما دشوال ۴۹۶ھ میں وارد بغداد ہوکر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال ما ایلغازی کو طلب کرکے نصیحت و فضیحت کی اور عراق سے کوچ کر جانے پر اُن کو مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی سیف الدولہ نے اسکو مہلت دی اور حلہ کیجانب واپس ہوا۔ بعد اسکے پہلی ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کئے جو اہل بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم وستم کرنے لگا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ کو اسکی شکایت پھر لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایکہزار سوار بھیجدیے۔ جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شحنہ بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں کے روبرو سلطان محمد کے دربار سلطنت میں حاضر ہونے کو آذربائیجان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور ایلغازی مع اپنی فوج کے بغداد واپس آیا۔

جنگ پنجم برکیاروق و محمد

گنجہ اور بلاد اران پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اسکا ایک لشکر بسر افسری امیر غز علی رہا کرتا تھا۔ پس جس وقت سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت تک محصور رہا۔ امیر غز علی معہ اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کیطرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن مؤید الملک بن نظام الملک بھی تھا ستائیسویں ذیحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ رے پہونچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی پسران انوش تکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت ان لوگوں کے ہمراہ تھی۔ سلطان محمد نے نیال کو معہ اس کے بھائی علی کے رے کیجانب روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر پاکے رے چھوڑ کے بھاگ گیا۔ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ بعد اس مقام کے ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کی حمایت کو آگیا ہے۔ سلطان محمد نے بلاد شروان کا قصد کیا رفتہ رفتہ اردبیل پہونچا۔ مودود[1] بن اسمعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ جوں ہی سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا۔ پندرھویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو مودود کا انتقال ہو گیا۔ پس اس کے کل لشکریوں اور امراء فوج نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ از انجملہ سقمان قطبی والی خلاط و آرمینیہ محمد بن باغیسان (اسکا باپ والی انطاکیہ تھا) اور ایلرسلان بن سبع احمر تھا۔

---

[1] مودود کا باپ اسماعیل سلطان برکیاروق کا ماموں تھا۔ شروع زمانہ حکومت برکیاروق میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی برکیاروق نے اسکو مار ڈالا۔ مودود کو اس وجہ سے برکیاروق کے ساتھ مخالفت پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا۔ منہ

Marfat.com

سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع سے مطلع ہوکے لشکر کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو آراستہ کرکے کوچ وقیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہونچگیا آذربیجان کے باب خوی پر دونوں سلطانوں سے مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشا کے وقت تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی۔ آخرمیں سلطان برکیاروق کیطرف سے آیاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کیا۔ سلطان محمد شکست کھا کے خلاط کیجانب بھاگا۔ امیر سقمان بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر علی والی ارزن روم نے اس سے ملاقات کی بعد ازان آنی کیجانب کوچ کیا۔ منوچہر برادر فضلون روادی اس شہر کا حاکم تھا پھر آنی سے تبریز چلا آیا۔ محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی واقعۂ مذکورہ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ بعد ہزیمت سلطان محمد اس نے دیار بکر میں جاکے دم لیا۔ چندے دیار بکر میں قیام کرکے بغداد کیطرف روانہ ہوگیا۔

محمد زمانۂ حیات موید الملک میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا۔ ہمسایوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسایوں نے اس کے باپ موید الملک سے اس کے ظلم وجور کا شکوہ کیا موید الملک نے گوہرائین کو اس کے گرفتار کرلینے کو لکھ بھیجا۔ اسکو خبر لگ گئی دارالخلافت میں جاکے پناہ گزیں ہوگیا۔ بعد ازاں ۴۹۲ھ میں مجد الملک باسلانی کے پاس چلا گیا ان دنوں اسکا باپ موید الملک سلطان محمد کے پاس قبل دعواے سلطنت وبادشاہی گنجہ میں تھا۔ اور مجد الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد اپنے باپ موید الملک کے پاس جا پہونچا۔ اسوقت موید الملک سلطان محمد کی وزارت کررہا تھا۔ پھر جب اسکا باپ موید الملک مارا گیا تو بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کرآئے ہیں۔

سلطان برکیاروق بعد ہزیمت سلطان محمد مابین مراغہ وتبریز ایک پہاڑ پر جاکے مقیم ہوا ایک برس تک قیام پذیر رہا۔

خلیفہ مستظہر نے عمید الدولہ وزیر کی معزولی کے بعد سدید الملک ابوالمعالی بن عبدالرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا تھا۔ بعد اس کے نصف رجب ۴۹۶ھ میں گرفتار کرکے معہ اس کے اہل وعیال کے دارالخلافت میں قید کر دیا۔ اس کے اہل وعیال اصفہان سے اتفاقاً آ گئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔

اسکی معزولی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سدید الملک مجلس شورے کے قواعد سے ناواقف تھا اسکی ساری عمر سلاطین کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اسی قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی وخوگیر ہو رہا تھا اور مجلس شورے خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

وزیر مذکور کی گرفتاری کے بعد خلافت مآب نے امین الدولہ ابوسعد بن موصلایا کو مجلس شورے کا ناظر مقرر کیا اور زعیم الرؤسا ابوالقاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب فرمایا۔ ارباب دولت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا دربار خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی۔ قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔

زعیم الرؤسا ابوالقاسم امین الدولہ ابوسعد مذکور کا ہمشیرہ زادہ تھا چونکہ ابوالمحاسن وزیر سلطان برکیاروق اسکو سلطان محمد کی جانب داری سے متہم کرتا تھا اور یہ الزام بھی اسی کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر آمادہ کر رہا ہے اسوجہ سے گذشتہ سال میں بخوف سلطان برکیاروق بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جاکے پناہ گزیں ہوا باقی رہا اسکا ماموں امین الدولہ ابوسعد اس نے بھی مجلس شورے کی نظارت چھوڑ دی تھی خانہ نشین ہو گیا تھا۔

اواخر پانچویں صدی میں زعیم الرؤسا پھر معزول کیا گیا۔ بخوف گرفتاری سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جاکر پناہ گزیں ہوا۔ سیف الدولہ نے اسکو بحفاظت تمام حلہ بلوالیا۔ یہ واقعہ زعیم الرؤسا کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابوالحسن دامغانی چندروز اسکی قایم مقامی کرتا رہا بعدہ ابوالمعالی

Marfat.com

بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوا پھر ۵۰۲ھ میں باشارۂ سلطان محمد معزول کیا گیا۔ مگر اس شرط سے کہ آئندہ عدل وانصاف سے کام لیگا، رعایا کے ساتھ جبر وظلم سے پیش نہ آئیگا۔ اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دیگا۔ پھر عہدۂ وزارت پر باجازت سلطان مذکور بحال ہوا۔ اور رجب ۵۰۱ھ میں پھر معزول کیا گیا بجائے اسکے ابوالقاسم بن جہیر عہدۂ وزارت پر مامور ہوا ۵۰۹ھ تک وزارت کرتا رہا بعدہ ربیع ابومنصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت

کئی سال گزر جانے پر بھی دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جدال وقتال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ خونریزی، قتل وغارت کی برابر کثرت ہوتی گئی۔ گاؤں، قصبہ اور شہر ویران وخراب ہو گئے۔ امراء اور حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر گورنمنٹ سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے۔ سلطان برکیاروق کا دارالحکومت رے تھا۔ رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور سلطان محمد نے اذربیجان کو اپنا مقر حکومت بنا رکھا تھا۔ اذربیجان، بلاد ارمینیہ، اصفہان اور باستثناء تکریت کل عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا۔ اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بطائح کے صوبہ میں بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ باقی رہا خراسان۔ اسکی یہ کیفیت تھی کہ جرجان سے ماوراءالنہر تک سنجر برادر سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ اور خطبوں میں بعد سلطان محمد کے سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور اور نیز امراء وحکام کے تحکم وقلت مال وخرابی ملک کا احساس کر کے مصالحت کیجانب مائل ہوا۔ قاضی

Marfat.com

ابو المظفر جرجانی حنفی اور ابو الفرج احمد بن عبد الغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتکین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیام مصالحت پہونچایا بعدہ مصالحت کے فوائد، خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و پند کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کے مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی۔

(۱) یہ کہ سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم و طبل سے مزاحم و متعرض نہ ہو۔

(۲) یہ کہ فریقین کے بلاد مقبوضہ میں کسی ایک شخص کے نام کا خطبہ نہ پڑھا جائے۔ بلکہ دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔ (۳) یہ کہ دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط و کتابت کی جائے۔ بغیر توسط وزیر کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکیگا۔ (۴) یہ کہ کسی فریق کو مجاز نہ ہوگا کہ وہ کسی لشکری کو روک ٹوک کرے۔ جس کا جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے۔ (۵) یہ کہ نہر اسپید رود سے باب الابواب، دیار بکر، جزیرہ، موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرف رہے۔ اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کا ماتحت سمجھا جائے۔ (۶) یہ کہ علاوہ مذکورہ بالا شہروں کے کل ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دیئے جائیں"۔

مصالحت ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امرا کو جو اصفہان میں تھے کہلا بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امرا کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آؤ۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو برضا مندی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور حسب ہدایت اصفہان کو سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کی طرف چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے سلطان برکیاروق نے نہایت عزت و احترام سے ان کو اور بہت سا سامان سفر مرحمت فرما کے

Marfat.com

اپنے بھائی کے اہل وعیال کو رخصت کیا اور حفاظت وخدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین فرمایا۔

بعد اس کے سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا۔ ایلغازی شحنہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کے سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت دی چنانچہ بغداد اور واسط کے منابر پر جمادی الاولیٰ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدقہ والی حلہ نے اس سے مخالفت کی اور خلافت مآب کو لکھ بھیجا کہ میں ایلغازی کو بغداد سے نکال باہر کرنے کو عنقریب آنیوالا ہوں۔ امیر سیف الدولہ، سلطان محمد کا ہوا خواہ تھا ایلغازی نے یہ خبر پا کے ترکمانوں کو مجتمع کیا۔ اور بغداد کو چھوڑ کے عقرقوبا میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لئے ہوئے آپہونچا۔ تاج کے مقابلہ میں اوتر کے زمین بوسی کی اور غربی بغداد میں جا کے خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی ودمیں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اسوجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ حلوان جو میری جاگیر ہے باعتبار مصالحت سلطان برکیاروق کا بلاد مقبوضہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شحنہ ہوں سلطان مذکور ہی کے بلاد میں محدود ہو لہٰذا سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کے حلہ واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیارق امیر ایاز اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اسکے سند حکومت وسلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیاروق اور اسکے امرا نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا۔ سر و نپر رکھا اور خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیاروق کی وفات ملکشاہ کی تخت نشینی	سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کی۔ کئی مہینے مقیم رہا اتفاقاً علیل ہو گیا ،

Marfat.com

اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مقام یزدجرد میں پہونچکے زیادہ علیل ہوگیا۔ مرض نے اشتداد کی صورت اختیار کی۔ بدرجہ مجبوری قیام کردیا۔ نقل وحرکت نہ کرسکتا تھا۔ چالیس روز تک ٹھیرا رہا جسوقت اسکو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی اپنے بیٹے ملک شاہ کو بُلایا۔ ارکین سلطنت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولیعہدی کا اعلان کیا اسوقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اسکا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ ارکین دولت سے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بقصد واپسی اصفہان یزدجرد میں ٹھیرا رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیارق سے رخصت ہوکر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کرچکے تھے کہ ماہ ربیع الاخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیارق نے وفات پائی امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سُنکے لوٹ پڑے۔ تجہیز وتکفین کرکے اصفہان میں لائے۔ اور اس تربت میں جو اس کے دفن کرنے کو بنائی گئی تھی دفن کردیا۔

تجہیز وتکفین وغیرہ سے فارغ ہوکے امیر ایاز نے پردے، خیمے، پھریرے، چتر اور کل وہ چیزیں جو شاہی شان وشوکت کے لئے ضروری ہوتی ہیں ملک شاہ کے لئے مہیا کیں۔ امیر ایلغازی (شحنہ بغداد) مرحوم سلطان برکیارق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا۔ اور وہی اسکو ابھار کے دارالخلافت بغداد لئے جارہا تھا۔ پس اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ پندرہویں ربیع الآخر سنہ مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے۔ پندرہ ہزار سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی مجلس شورے میں امیر ایلغازی اور امیر طغایرک نے حاضر ہوکے ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکی درخوست

مش کی خلافت مآب نے منظور فرمائی اور وہی خطابات اسکو عطا کیے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات سونا اور چاندی نثار کیا۔

سلطان محمد اور جگرمش

چونکہ موصل منجملہ ان بلاد کے تھا جو سلطان محمد کو بروئے مصالحت ملے تھے اسوجہ سے مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا عزم بالجزم کیا۔ (موصل اسوقت تک جگرمش کے قبضۂ اقتدار میں تھا) مگر اذربیجان سے اپنے ہمراہیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا جب وہ لوگ اذربیجان سے تبریز آگئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابوالمحاسن کو محافظت اصفہان کے صلہ میں قلمدان وزارت سپرد فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا۔ جگرمش کو اطلاع ہوئی۔ قلعہ بندی کا انتظام کیا شہر کی فصیلوں پر جابجا منجنیقیں نصب کرائیں۔ جدید نہریں کھدوائیں۔ دھس باشندے اور بیرونجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سلطان محمد نے موصل پر پہونچکے محاصرہ ڈالا۔ آغاز جنگ سے پیشتر اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط جگرمش کے پاس بھیجدیا جسکی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اسکو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلحنامہ بھی دکھلایا جسپر سلطان برکیاروق کا دستخط تھا ساتھی اس کے یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لوگے تو میں تمکو تمہارے عہدہ پر بحال رکھونگا۔ جگرمش نے کہلا بھیجا "سلطان برکیاروق کا فرمان مصالحت کے بعد جو صلحنامہ کے خلاف ہے میرے پاس آیا ہے" سلطان محمد یہ سنکے آپے سے باہر ہو گیا حصار میں سختی سے کام لینے لگا لڑائی چھڑ گئی۔ ہزاروں جانیں جانبین کی تلف ہو گئیں۔ ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج تمام دن لڑتی رہی اور اسقدر متواتر حملے کیے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہونچکے اس میں روزن کر دیا۔ لڑائی ختم ہونے

Marfat.com

پائی تھی کہ رات آگئی۔ محاصر اپنے مورچے میں واپس آئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کرلی اور قدر اندازوں کو اسکی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے پھر ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ سپاہیوں نے سرفروشی شروع کردی۔ نویں جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیارق کی وفات کی خبر چکرمش تک پہونچی۔ ارباب شوریٰ کو مجتمع کرکے مشورہ کیا۔ رائے یہ قرار پائی کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کرلیجائے چنانچہ چکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا "آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیجدیجئے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں"، سلطان محمد نے اسیوقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہونچکے چکرمش کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کی رائے دی۔ اور اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد نے اُٹھ کے معانقہ کیا اور اُلٹے پاؤں موصل کو لوٹا دیا کیونکہ اہل شہر چکرمش کے چلے آنے سے بیحد پریشان اور گریاں و نالاں تھے۔ اگلے دن چکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو بیش بہا تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

سلطان محمد بغداد میں بعد اس کے سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیارق کے انتقال کی خبر ملی فوراً بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سقمان قطبی[1] اور چکرمش والی موصل وغیرہ امراء دولت سلجوقیہ اس کے ہمراہ تھے۔ اس سے پیشتر سیف الدولہ والی حلہ نے بہت بڑی فوج مجتمع کرلی تھی پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے۔ اور اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کے پاس بغداد بلا لانے کو بھیجا تھا۔ پس یہ دونوں بھی موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر لگی

[1] سقمان قطبی، قطب الدولہ اسمٰعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے۔ اور داؤد جعفری بک کا نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

لشکر آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوا۔ اور بغداد کے باہر آکے خیمہ نصب کرائے امراء اور ارکین دولت کو مجتمع کر کے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر ابو المحاسن نے اس رائے کی مخالفت کی سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی سخافت رائے اور جنگ کے عواقب امور کو ظاہر کیا اور یہ طمع دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے گی تو وہ بڑا دریا دل ہے تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالامال کر دیگا۔ امیر ایاز حیص بیص میں پڑ گیا کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کسی وقت جنگ و جدال پر تل جاتا تھا مگر اس طرف اسکو طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور ناکہ بندی بھی کر رہا تھا تا آنکہ سلطان محمد آخری جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہونچ گیا غربی بغداد میں مقیم ہوا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا۔ جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کے دعا پر اکتفا کیا اور اللهم اصلح سلطان العالم کہہ کے خاموش ہو گیا۔

امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر مجتمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا۔ ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کے ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے پہلا ہی حلف ایفاء عہد و وعدہ کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہو گئے۔ اوسی وقت وزیر السلطنت ابو المحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے کیمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔ پہلے ابو المحاسن نے سلطان محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور اظہار مطلب کیا۔ محمد بن محمد ابو المحاسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابو المحاسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیاروق میں جو افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اوس کی معذرت کی سلطان محمد نے

معذرت قبول فرما کے اسکی کل درخواستیں منظور کرلیں۔ اگلے دن قاضی القضاۃ، نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے غرض کی کہ چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جسکی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا اپنی اور ملک شاہ (جو حضور کا برادر زادہ ہے) اور اُن امرا کے لئے امان کا مستدعی ہے جو اس کے ہمراہ ہیں" سلطان محمد نے جواب دیا "ملک شاہ تو میرا بھتیجہ ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اُسکے امرا، میں انکو بھی امان دیتا ہوں۔ لیکن اس رعایت سے نیال مستثنیٰ ہے" صفی یہ سُنکے خاموش ہوگیا۔ الہراسی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اوٹھ کے بموجودگی حاضرین جلسہ سلطان محمد سے ان لوگوں کی امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن ایاز نے حاضر ہوکے شرف ملازمت حاصل کی اتفاق سے اسیوقت سیف الدولہ صدقہ بھی آپہونچا۔ سلطان محمد نے بہ کشادہ پیشانی دونوں امیروں سے ملاقات کی بعد اس کے امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ بعد فراغ دعوت تحائف اور ہدایا پیش کئے از انجملہ وہ ہیرا تھا جو متروکہ موید الملک بن نظام الملک سے اسکے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنیکی غرض سے جنگی لباس پہنایا تھا۔ اور آلات حرب سے ان کو مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً اسوقت ایک صوفی جبہ پوش شخص آگیا۔ ایاز کے غلاموں نے اسکو پکڑکے جنگی لباس پہنایا اور اوپر سے وہی جبہ پہنا دیا۔ اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے وہ شخص گھبرا کے بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جاکے چھپا۔ سلطان محمد نے اسکو اپنے پاس بلایا جبہ اوتروا کے دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا امیر ایاز کے مکان سے فوراً اُٹھ کے چلا آیا۔ بعد چند دنوں کے امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اسکے ساتھ جکرمش بھی تھا

علاوہ اس کے اور امرا و ارکین دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کے کہا "قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنیکے قصد سے فوجکشی کی ہے۔ تملوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو مامور کریں" حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کیا۔ امیر ایاز نے گذارش کی "میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی متعین کیا جائے" سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا۔ جونہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اوٹھ کے سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کے ایاز کا سر اوتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کے راستہ پر پھینکدیا۔ ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے سلطان محمد نے اسکی حفاظت کو اپنی فوج بھیجی۔ جس سے لشکریان ایاز منتشر ہو گئے صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کے وزیر ابوالمحاسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اور اسی سنہ کے ماہ رمضان میں مار ڈالا۔

ایاز کا وزیر صفی ہمدان کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ بعد انتقال ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اسکو اپنا بیٹا بنا لیا۔ آدمی شجاع، ذی مروت، اور اکثر مومنین صائب الرائے تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ٹکس[1] موقوف کر دیئے لشکریوں کو جبر و تعدی سے روکدیا۔ اور ان کو بازار نہیں جلنے کی ممانعت کر دی۔

سنہ ۴۹۹ھ کے دور میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارتگری شروع کر دی فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلطان محمد نے بجائے بہرام بن ارتق کے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد کو بلاد مذکورہ بالا پر متعین کیا پس اس نے مفسد ترکمانوں کو خاطر خواہ گوشمالی دی

[1] یہ واقعہ سنہ ۴۹۸ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۹۱۔

اوران کو زیر و زبر کر کے قلعہ خابنجار کی طرف بڑھا جو سرخاب بن بدر کے مقبوضات سے تھا چند دنوں کے محاصرہ اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہوئی۔

اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو عراق کا شحنہ مقرر کیا۔ آقسنقر برسقی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا ہر موقع پر ہر مہم میں شریک رہا۔

اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو کوفہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ والی حلہ کو ہدایت کی کہ قایماز اوس کے ہمراہیوں کو خفاجہ کے جور و تعدی سے محفوظ رکھے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں سلطان موصوف اصفہان واپس آیا۔ رعایا کی رفاہ کی جانب توجہ فرمائی لشکریوں کے جور و ستم اور جابرانہ حرکات کی روک تھام کی اور عدل و انصاف سے اونکو خوش حال کیا۔

سنہ ۵۲ھ[1] میں سلطان محمد نے ابوالقاسم حسین بن عبدالواحد داروغہ سلح خانہ شاہی اور ابوالفرج بن رئیس الرؤساء کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر بشرط ادائے ایک رقم معینہ کے رہا کر دیا۔ زر مذکور کے وصول کرنے پر مجاہد الدین بہروز کو مامور کیا۔ اور نیز اسکو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنا ڈالی۔ رعایا کے ساتھ نہایت عمدگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد میں آیا تو عمدہ کارگذاریوں کے صلہ میں اسکو کل عراق کی شحنگی عنایت کی اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی

سنین ماضیہ کا دور، واقعات بالا پر ختم ہوجاتا ہے جنکو تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو اور خلافت بغداد کی وہی حالت رہتی ہے جو ایک مدت کے بیمار کی ہوتی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی

[1] چھاپہ کی غلطی ہے۔ کیونکہ سنہ ۵۲ھ میں سلطان محمد کی حکومت کا خیال میں بھی وجود نہ تھا سلطان طغرل بک کا دور حکومت تھا یہ واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تحریر کیا ہے ۵۰۲ھ کا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور اندرونی نزاعات سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے۔ تھوڑا عرصہ نہیں گذرنے پاتا کہ دفعتہً رات اور دن کے اولٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہوجاتا ہے۔
ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہوتا ہے رفتہ رفتہ مرض میں خطرناک حالت پیدا ہوجاتی ہے اس اثناء میں ماہ ذی الحجہ کا دور آجاتا ہے اور آخری ماہ مذکور میں سلطان مذکور اپنی آیندہ تمناؤں کا خون کرکے ملک عدم کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ مہینے بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اسوقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولیعہدی کا اعلان کرکے سلطان محمد نے جسوقت کہ اسکو اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی تھی۔ محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہوکے دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ سریر خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امراء دولت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو الشجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ تکمیل بیعت کے بعد ہی دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی۔ اور باجازت خلافت مآب منابر بغداد پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ پندرھویں محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسنقر برسقی سلطان محمد کی وفات سے پیشتر مقام رحبہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قایم مقام مقرر کرکے سلطان محمد کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے کو بغداد آرہا تھا۔ قریب بغداد پہونچکے سلطان محمد کی وفات سے مطلع ہوا۔ بہروز شحنہ بغداد نے آقسنقر کو بغداد میں داخل ہونے نہ دیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ لیا۔ چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں بہروز شحنہ کی بیحد وقعت تھی اور یہ امراء و اراکین دولت کی آنکھوں کا کانٹا سا کھٹک رہا تھا لگا بجھا کے سلطان محمود کو بہروز شحنہ کی طرف سے برہم کردیا اور اسکو معزول کرکے بجائے اس کے آقسنقر برسقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کے بھجوا دیا۔ سلطان

Marfat.com

محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ فرط مسرت سے پھولے نہ سمایا۔ فوراً بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔ مجاہد الدین بہروز شحنہ بغداد، آقسنقر کی آمد کی خبر پا کے تکریت بھاگ گیا جو اسکا مقبوضہ صوبہ تھا بعد اس کے سلطان محمود نے آقسنقر کو معزول کرکے امیر منکبرس کو شحنہ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا۔ پس اس نے اپنی جانب سے امراء اتراک سے حسین بن اُزبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلافت مآب امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں تا آنکہ سلطان محمود سے خط وکتابت کرکے اس معاملہ کو میں صاف کر لوں۔ خلافت مآب نے آقسنقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اس بناء پر آقسنقر نے فوجیں مرتب کیں اور بقصد جنگ بغداد سے خروج کیا۔ حسین بر سر مقابلہ آیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر حسین ہزیمت اٹھا کے بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں اسکا بھائی مارا گیا۔ اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کے دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

المسترشد باللہ کی خلافت

ان واقعات کے بعد پندرہویں ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن قایم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے خلافت کی۔ بعد اس کے اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ تیس برس ہوئے کہ اسکی ولیعہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ سریر خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبد اللہ محمد، ابو طالب عباس اور اسکے اعمام (چچاؤں) پسران مقتدی وغیرہم نے بیعت کی بعد ازاں فقہاء، قضاۃ ارکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لیگئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابو الحسن دامغانی مامور ہوا تھا۔ اور یہی ان دنوں قلمدان وزارت کا بھی مالک تھا خلیفہ مسترشد نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔

قاضیوں میں سے سوائے اسکے کہ اسنے خلیفہ مسترشد کیلئے اور قاضی احمد بن ابوداؤد نے واثق کیلئے اور قاضی ابوعلی اسمٰعیل بن اسحاق نے معتضد کیلئے بیعت لی تھی اور کوئی قاضی بیعت لینے کا متولی اور منصرم نہیں ہوا۔

بعد چندے خلیفہ مسترشد نے قاضی ابوالحسن دامغانی کو عہدۂ وزارت سے معزول کرکے سلطان محمود کے وزیر ابوشجاع محمد بن ربیب ابومنصور کو مامور کیا۔ بعد ازاں ۵۱۶ھ میں اسکو معزول کرکے بجائے اس کے جلال الدین عمید الدولہ ابوعلی بن صدقہ کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابوالرضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

جسوقت ارکین سلطنت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے اسکا بھائی امیر ابوالحسن تین آدمیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کے مداین چلا گیا اور مداین سے حلہ جا پہونچا۔ دبیس نے اسکی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ دبیس کے پاس کہلا بھیجا" امیر ابوالحسن کو علی بن طراد زینبی نقیب کے ہمراہ دارالخلافت بغداد بھیجدو"۔ دبیس نے معذرت کی "مجھے تعمیل ارشاد والا میں کچھ عذر نہ تھا لیکن چونکہ امیر ابوالحسن میرے مہمان ہیں اسوجہ سے میں انکو کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کرسکتا۔ جو انکی طبیعت کے خلاف ہو" نقیب مذکور نے جب یہ دیکھا کہ خلافت مآب کے نامہ وپیام سے کام نہ چلا تو خود امیر ابوالحسن سے ملا اور اسکو خلافت مآب کی خدمت میں چلنے کی رائے دی۔ امیر ابوالحسن نے معذرت کی "مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن بخوف جان میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دیجائے تو مجھے کچھ عذر نہو گا"۔ نقیب مذکور نے دربار خلافت میں اسکی رپورٹ کی خلافت مآب نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور فرمالی۔ لیکن برسقی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جسکی وجہ سے امیر ابوالحسن بارہویں صفر ۵۱۲ھ تک دبیس کے پاس ٹھیرا رہا برسقی اور دبیس کے واقعات کو ہم آیندہ تحریر کرینگے۔

• بعد اس کے امیر ابوالحسن بن مستظہر حلہ سے واسط کیطرف گیا اور اسپر قابض و متصرف

ہو گیا اسی اثنا میں خلیفہ مسترشد نے اپنے ولیعہد ابوجعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ (اسوقت ابوجعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین مشعر مضمون بالا روانہ کئے۔ دبیس کو لکھ بھیجا "چونکہ امیر ابوالحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہذا جہانتک جلد ممکن ہو میرے پاس بھیجدو" چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کو واسط بھیجی امیر ابوالحسن کو خبر لگ گئی بھاگ کھڑا ہوا۔ فوج نے تعاقب کیا صبح ہوتے ہوتے امیر ابوالحسن کو جا کے گھیر لیا۔ سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ اکراد اور اتراک بھاگ گئے۔ امیر ابوالحسن گرفتار کر لیا گیا دبیس کے روبرو پیش ہوا۔ دبیس نے اسکو بعزت و احترام دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی اس کی عزت کی۔ امن دی اور اپنے خاص محلسرا میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود و سلطان محمود

مسعود بن سلطان محمد معہ جیوش بک اتابک بحکم اپنے پدر بزرگ موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود بجائے سلطان محمد کے سریر آرائے حکومت ہو گیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی بعد اپنے باپ کے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی دبیس والی حلہ اسوقت تک اسکا مطیع تھا اور آقسنقر برسقی اسکی طرف سے عراق کا شحنہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں آقسنقر برسقی نے ماہ جمادی الاولی ۵۱۲ھ میں بقصد حلہ خروج کیا۔ دبیس کو خبر لگی تو اس نے بھی فوجیں جمع کیں۔ عرب اور کردوں کا ایک گروہ مجتمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر ملک مسعود تک پہونچی اور یہ بھی بذرائع معتبرہ معلوم ہوا کہ اسوقت عراق اپنے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق پر حملہ کے قبضہ کر لیجئے۔ کوئی شخص مانع نہوگا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی فوجیں آراستہ کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ہمراہ اسکا وزیر فخرالملک ابوعلی بن عمار والی طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر

Marfat.com

(الملک العادل سلطان نورالدین محمود کا دادا) والی سنجار، ابوالہیجاء والی اربل اور کربادی
بن خراسان ترکمانی والی بوازیج تھا۔ سفر و قیام کرتے ہوئے جس وقت یہ لوگ عراق کے قریب
پہونچے آقسنقر برسقی کو خوف پیدا ہوا۔ کیونکہ جیوش بک ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔
مگر چار و ناچار لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو اسکی خبر لگی۔ گھبرا گئے
امیر کربادی کو مصالحت کا پیام لیکے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کو دبیس کے
مقابلہ پر آئے ہیں نہ کہ تم سے جنگ کرنیکو۔ آقسنقر برسقی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ فریقین
میں اتحاد قایم رکھنے کا معاہدہ ہوا۔ ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کے دارالمملکت میں
قیام کیا اور آقسنقر برسقی امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ امیر منکبرس نے
یہ خبر پاکے دجلہ کو عبور کیا اور دبیس بن صدقہ سے سازش کر کے آقسنقر برسقی سے مقابلہ کرنے پر
تل گیا بعد اس کے ملک مسعود نے معہ اپنے ہمراہیوں کے بقصد جنگ دبیس و منکبرس مداین
کی جانب کوچ کیا۔ لیکن یہ خبر پاکے کہ دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ عظیم لشکر ہے ملک مسعود
آقسنقر برسقی اور جیوش بک وغیرہ لوٹ کھڑے ہوئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور
پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب
بلاد کی غارتگری پر کمریں باندھ لیں۔ نہر ملک، نہر صرصر، نہر عیسیٰ اور بعض مقامات دجیل
کے تاخت و تاراج کر ڈالے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسنقر برسقی کے نام
ناراضی کا فرمان بھیجا۔ امیر برسقی نے واقعات بالا کا انکار کر کے بغداد کی جانب معاودت کا
قصد کیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک عظیم لشکر بسرافسری منصور
برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک ربیب منکبرس بغداد کیجانب روانہ کیا ہے۔ آقسنقر
برسقی نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو بجائے اپنے امیر لشکر بنا کے صرصر میں چھوڑا عماد الدین
زنگی بن آقسنقر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے بغداد پہونچا اور منکبرس
و دبیس کے لشکر کو عبور کرنے سے روک دیا۔ بعد ازاں مابین منکبرس اور ملک مسعود

مصالحت ہو گئی۔
آقسنقر برسقی یہ خبر پاکے ملک مسعود کے لشکر میں آیا۔ اپنا مال و اسباب لے کے بغداد کیجانب لوٹا اور بغداد میں پہونچکے ایک سمت میں پڑاؤ کیا۔ بعد اس کے ملک مسعود اور جیوش بک نے بھی بغداد میں داخل ہو کے دوسری جانب اپنے اپنے خیمے نصب کرائے۔ اسی اثناء میں دبیس اور منکبرس بھی پہونچگئے۔ انہوں نے ایک جانب قیام کیلئے منتخب کیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد کی آنکھوں میں محبوب تھا اسوجہ سے جونہی آقسنقر برسقی بغداد میں داخل ہوا ہوا خواہوں اور ہمراہیوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ ایک مدت تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے ہر طرح کی چہل پہل رہی۔ دلوں کی صفائی ہوئی۔ غبار جاتا رہا۔ بعد چندے منکبرس کو بغداد کی شحنگی عطا ہوئی۔ دبیس نے حلہ کی جانب مراجعت کی۔ منکبرس نے ظلم و تعدی کا ہاتھ بڑھایا۔ اہل بغداد سے بہ سختی پیش آنے لگا۔ اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھولدیئے۔ تاآنکہ رعایا میں برہمی پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے اسکو بلا بھیجا۔ پس یہ تو سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا اور لوگوں کو اسکے ظلم و ستم سے نجات ملی۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی ناصافی

ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۴ھ میں ساوہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور امیر شیرگیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسماعلیہ کے اکثر قلعات کو مفتوح کر لئے جس سے ملک طغرل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ پس جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کبتغری کو ملک طغرل کا اتابک مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح ممکن ہو میرے پاس بھیجدینا۔ امیر کبتغری نے ملک طغرل کے پاس پہونچکے سلطان محمود کا پیام

ملک طغرل تک پہونچادیا مگر درپردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کردیا۔ اسی وجہ سے ملک طغرل نے ۱۳ھ ۵ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی۔ امیر شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو تیس ہزار دینار اور گراں بہا تحائف اور خلعت لیکے ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے پاس چلے آؤگے تو میں تمکو حسب دلخواہ حکومت عنایت کرونگا۔ امیر شرف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کبتغری نے یہ جواب دیدیا "ہملوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں بجان و دل موجود ہیں۔ فوج بھی ہمارے ساتھ ہے۔ جس طرف سلطان کا قصد ہو ہم آگے بڑھنے کو طیار ہیں" سلطان محمود اس جواب پر بقصد روانگی زنجان، ہمدان سے ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ پرچہ نویسوں نے کبتغری کو سلطان محمود کی روانگی سے مطلع کیا پس کبتغری معہ ملک طغرل کے قلعہ سرہان چلا گیا۔ اور سلطان محمود نے لشکرگاہ زنجان میں پہونچکے لوٹ لیا۔ ملک طغرل کے خزانہ سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چندے قیام کرکے رے کیجانب کوچ کیا اور کبتغری معہ ملک طغرل کے سرہان سے گنجہ چلا آیا۔ ہواخواہوں اور ہمراہیوں نے بھی یہ خبر پاکے گنجہ کا قصد کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی۔ اور دونوں بھائیوں کی منافرت اور کشیدگی مضبوط اور ترقی پذیر ہو گئی۔

جنگ سنجر و سلطان محمود ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی کرسی حکومت پر متمکن تھا پس جسوقت سلطان محمد نے وفات پائی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بیحد صدمہ ہوا۔ کئی روز تک بازار اور شہر بند رکھا۔ خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن، آثار، قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے ذکر کرنے کا حکم دیا۔ بعدہ یہ خبر لگی کہ بجائے سلطان محمد کے اسکا بیٹا محمود سریر حکومت جلوہ افروز ہوا ہے، اور امراء و اراکین دولت نے اسکو دبالیا ہے۔ ملک سنجر کو اس

خبر کے سُننے سے ناراضی پیدا ہوئی بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا جو اس کے بھتیجہ سلطان محمود کے قبضہ میں تھا۔

ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا بعد انتقال سلطان محمد کے معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملکشاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود نے یہ سُنکے کہ میرا چچا سنجر، بقصد عراق اور بلاد جبل آ رہا ہے شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغایرک بن الیزن کو تحائف و ہدایا دیکے سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا "آپ مازندران چھوڑ کر چلے جائیے اس کے معاوضہ میں دو لاکھ سالانہ ادا کیا کرونگا" سنجر نے اسپر کچھ التفات نہ کی رے کا قصد کیا اور یہ جواب دیا "محمود ابھی صاحبزادہ ہے اسپر اسکا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے"۔ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سا مُنہہ لیکے رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دیدیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر انزو تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر پا کے مقابلہ کی طیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اسکا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا)۔ دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کے روک تھام کو روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔ جسوقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہونچا (جسکا سردار امیر انزو تھا) امیر انزو سے یہ نرمی و ملاطفت کہلا بھیجا "امیر انزو تمکو سلطان محمد کی وصیت یاد ہو گی کہ اس نے یہ سمجھ کے کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اسکی سلطنت کی حفاظت کریگا ہملوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا۔ اور ہم اس وقت تک اُسی عہد و پیمان پر رہیں مگر جب وہ ہماری حکومت و سلطنت کے زوال پر کمر باندھیگا تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہ کر سکیں گے۔ تمکو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمھارے لشکر سے دوچند سہ چند ہے باعتبار قوت و مردانگی اور تجربہ کاری کے ہماری

Marfat.com

فوج تمہاری فوج سے بدرجہا زیادہ ہے"۔ امیرانز و اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بلا جدال و قتال جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔ سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دور تک مشایعت کی اور فایدہ کے ساتھ واپس آئے۔ بعد ازاں علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا۔ کل حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

علی بن عمر نے بنظر مصلحت سلطان محمود کو رے میں مقام کرنے کی رائے دی۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا۔ سامان سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہونچتے ہی امیر منکبرس شحنہ بغداد عراق سے دس ہزار سواروں کی جمعیت سے آ پہونچا امیر منصور بن صدقہ برادر دبیس اور امرائے خیمہ بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے اجتماع کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان میں اسکا وزیر ربیب مر گیا بجائے اسکے ابو طالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔

سلطان محمود کے رے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجر بیس ہزار فوج سے رے پر آ اُترا علاوہ اور سامان جنگ اٹھارہ جنگی ہاتھی تھے۔ اُمرائے کبار سے ابن امیر ابو الفضل والی سجستان، خوارزم شاہ محمد، امیرانز و اور امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ کرساسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد بھی آ ملا۔ یہ سلطان محمد و سنجر کی بہن کا داماد تھا مگر سلطان محمد کے ساتھ اسکو اختصاص ذاتی تھا۔ بعد وفات سلطان محمد سلطان محمود نے اسکو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالہ کر دیا۔ (جو بعد اس کے فارس کا حکمراں ہوا) اس اثنا میں علاء الدولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا کچا حال بتلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔ چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوجکشی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کے

رکاب میں تھی۔ امراء کبار سے علی بن عمر امیر حاجب، امیر منکبرس، غزغلی اتابک بنی برسق سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو مسلح جنگ آور تھے۔ مقام ساوہ پر ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا اور بھتیجہ) کا مقابلہ ہوا۔ ابتدائً ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کے بھاگا مگر ملک سنجر معہ اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کے صف میں کھڑا ہوا اڑتا رہا اور سلطان محمود اپنی فوج کو لئے ہوئے بڑھا آتا تھا۔ جونہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے ہزیمت خوردہ لشکر نے بھی یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو ہزیمت ہوگئی ہے پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کردیا سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ غزغلی اتابک گرفتار ہوگیا۔ ملک سنجر نے کامیابی کے بعد ہمدان کی جانب معاودت کی۔

اس واقعہ کی خبر دار الخلافت بغداد میں پہونچی۔ امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی تحریک کی۔ خلافت مآب نے اجازت دیدی۔ چھبیسویں ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہوکر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان محمود نے ہزیمت اُٹھا کے اصفہان میں جا کے دم لیا اس کے ہمراہ اسکا وزیر ابوطالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہم تھے رفتہ رفتہ اسکا لشکر بھی اس کے پاس آکے مجتمع ہوگیا جس سے اس کے قوائے مضمحل میں توانائی پھر عود کر آئی۔ ملک سنجر کو اسکی خبر لگی تو اس نے اپنی ملکی فوج سے خائف ہوکے سلطان محمود سے دربارہ مصالحت خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی محرک ملک سنجر کی ماں، سلطان محمود کی دادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد آپہونچا یہ ملک مسعود کے پاس آذربیجان میں اسوقت سے تھا جب سے کہ وہ بغداد سے واپس آیا تھا اسی اثناء میں سلطان محمود کے پاس سے وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کے

Marfat.com

گیا ہوا تھا سلطان محمود کے امرا نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کیجانب معاودت کر جائے تو مصالحت کیجائیگی۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہ کیا سامان سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کیطرف کوچ کیا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیام لیکے آیا کہ مصالحت اس شرط سے کیجاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولیعہد بنا لیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ فریقین نے آیندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ بعد اسکے سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے کو آیا اور اسکی ماں اپنی دادی کے مکان پر فروکش ہوا۔ بیش بہا ہدایا و تحائف پیش کئے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام ممالک محروسہ خراسان، غزنین اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیجدیئے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعار کے ساتھ لیا جائے۔ اسی مضمون کی عرضی دار الخلافت بغداد میں روانہ کی۔ اور کل شہروں کو جنپر زمانۂ جنگ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا سلطان محمود کو لوٹا دیا۔ صرف رے پر اس خیال سے کہ مبادا آیندہ سلطان محمود پھر سرکشی نہ کرے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شحنہ بغداد کو موت کی سزا دی امیر منکبرس، سلطان محمود کے ہمراہیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کیطرف بھاگا تھا۔ لیکن دبیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا۔ مجبوراً لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجہ (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا امن کی درخواست کی ملک سنجر نے امن دینے سے انکار کیا اور اسکو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیجدیا چونکہ سلطان محمود اسکے حرکات ناپسندیدہ اور خودسری سے ناراض تھا اور اس کے خلاف مرضی شحنگی بغداد پر بھی چلا گیا تھا اسوجہ سے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزا سے

موت کا حکم دیا۔

اسی ۵۱۳ھ میں ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو شحنگی عراق پر واپس فرمایا اس سے پہلے دبیس بن صدقہ کا نائب اس عہدہ پر مامور تھا۔ جو مجاہد الدین کی تقرری سے معزول کیا گیا۔ سلطان محمود کا حاجب "علی بن عمر" اسی سنہ میں مارا گیا، یہ اپنے کارنمایاں کیوجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ سارا لشکر اسکا مطیع تھا سرداروں اور امیروں کو یہ شاق گذرا لگائی بجھانے لگے۔ علی بن عمر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بخوف جان قلعہ برجین کو بھاگ گیا۔ جو یزدجرد اور کرج کے درمیان میں تھا اور یہیں اسکے اہل وعیال تھے اور مال واسباب تھا۔ دوچار روز قیام کرکے خوزستان کا راستہ لیا۔ خوزستان پر اقبوری بن برسق قابض تھا علی اس سے اپنے امن کا عہد و پیمان لیکے خوزستان کے حدود میں داخل ہوا جسوقت تستر میں پہونچا اقبوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کو بھیجدی۔ علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ اقبوری کی فوج نے علی کو گرفتار کرلیا۔ اقبوری نے سلطان محمود سے علی کی بابت استفسار کیا سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیجدیا چنانچہ اقبوری نے علی کا سر اوتار کے سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

ملک مسعود و سلطان محمود جسوقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے مصالحت کرلی تھی اسی زمانہ سے ملک مسعود نے اذربیجان اور موصل کو اپنا مقر حکومت قرار دیا تھا۔ آقسنقر برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہوکر ملک مسعود کے پاس آگیا تھا ملک مسعود نے اسکو علاوہ رحبہ کے مراغہ جاگیر میں عنایت کیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی اسکی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ چھیڑ چلی جائے تو عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے اس مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بک اتابک سے خط وکتابت شروع کی اور اس

خط وکتابت کو سلطان محمود کیطرف منسوب کیا۔ آئے دن یہ لکھنے لگا "برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔ اس خدمت کی صلہ میں بیحد روپیہ میں تمکو دونگا" کسی ذریعہ سے برسقی کو اسکی خبر لگ گئی ملک مسعود کی ترک رفاقت کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آرہا۔ سلطان محمود نے اسکی اسدرجہ عزت افزائی کی کہ اسی کی راے سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ دبیس کا مقصود جب اس سے حاصل نہوا تو اس نے جیوش بک سے اس امر کی سلسلہ جنبانی شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کرو میں تمہارا ساتھ دونگا مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیارق اور محمد پسران ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و خانہ جنگی سے مستفید ہوں۔

ابو المؤید محمد بن ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سکرٹری تھا۔ اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرے لکھا کرتا تھا انہیں دنوں اسکا باپ ابو اسمٰعیل حسین اصفہان سے بہ تلاش معاش ملک مسعود کی خدمت میں پہونچا۔ ملک مسعود نے اپنے وزیر ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے بجائے اُس کے ۵۱۳ھ میں ابو اسماعیل کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ پھر کیا تھا سونے میں سُہاگا ملگیا۔ دبیس جس امر کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا۔ وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ دبیس اور ابو اسمٰعیل نے مل جُلکے ملک مسعود کی پیٹھ ٹھونک دی رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی دبیس اور ابو اسماعیل کو تہدید کا خط لکھا۔ اپنی سطوت و جاہ سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی اسکی پرواہ نہ کی۔ علم مخالفت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

سلطان محمود کا لشکر اندنوں بلاد مختلفہ میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو

طمع دامنگیر ہوئی موقع مناسب تصور کرکے فوجکشی کردی استرآباد میں پندرہویں ذی الحج
۵۱۱ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا کمانیر برسقی
تھا۔ اس معرکہ میں برسقی نے بڑے بڑے کارنمایاں کیئے کئی بار خطرناک حالتوں میں
بتلا ہوا اور پھر اپنی جاں توڑ کوششوں سے نجات پایا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی ۔
شب ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا۔
جس میں ملک مسعود کا وزیر استاذ ابواسماعیل طغرائی بھی تھا۔ سلطان محمود اس الزام پر
کہ اس شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دیدیا۔ ایک برس اس نے وزارت کی ۔
ادیب شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ علم الکیمیا میں اسکی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود نے شکست کھانے کے بعد ایک پہاڑ پر جاکے پناہ لی جو میدان جنگ سے
اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امن کا پیام بھیجا۔
سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ لیکے ملک مسعود کے پاس دربار شاہی میں حاضر لانیکی
غرض سے روانہ کیا۔ اس اثناء میں اس کے بعض بعض امرا بھی اس سے جا ملے انلوگوں
نے یہ مشورہ دیا کہ موصل میں چلکے قیام کیجئے اور وہیں سے امداد لیکے سلطان محمود کے
مقابلہ میں پھر آیئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت وسلطنت واپس آجائیگی۔
ملک مسعود نے بے غور وفکر کئے ہوئے اس مشورہ کے مطابق موصل کی جانب کوچ کردیا
اس کے بعد برسقی پہونچا ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کرکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تیس
کوس سفر طے کرکے ملک مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا۔ اور سمجھا بوجھا کے
واپس لایا۔ جونہی سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہونچا۔ سلطان محمود نے معہ اپنے
لشکر کے استقبال کیا گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بک اتابک بھی شریک جنگ تھا۔ بوقت ہزیمت ملک مسعود سے بچھڑ گیا۔
بھاگ کے موصل پہونچا۔ فوجیں فراہم کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی

Marfat.com

مصالحت کی خبر مسموع ہوئی۔ موصل سے زاب کیطرف کوچ کیا۔ اس عرصہ میں سلطان محمود بھی ہمدان میں آ اترا۔ جیوش بک اتابک نے امن کی درخواست کی سلطان محمود نے امن دی اور بعزت واحترام پیش آیا۔ باقی رہا دبیس۔ وہ اسوقت عراق میں تھا۔ جسوقت اسکو ملک مسعود کی ہزیمت کا حال معلوم ہوا۔ قتل وغارتگری شروع کر دی شہر کے شہر ویران کر ڈالے۔ خلیفہ مسترشد نے ممانعت کی دبیس نے کچھ توجہ نہ کی۔ تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھے سلطان محمود نے اسکو ان افعال وحرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دبیس اسپر بھی ملتفت نہوا۔ بلکہ لشکر آراستہ کر کے باظہار اس امر کے کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر دھاوا کر دیا اور دارالخلافت کے مقابلہ پر پہونچکے خیمہ نصب کرایا خلافت مآب کو دھمکی دینا شروع کی۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے دارالخلافت سے لوٹ کھڑا ہوا۔ بعد اس کے ماہ رجب میں سلطان محمود دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا دبیس نے براہ تملق وچاپلوسی سلطان محمود کو خوش کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمیدالدولہ بن جہیر کو تحائف وہدایا لیکے شاہی دربار میں بھیجا۔ مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اسکو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ماہ شوال ۵۱۴ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کو ایکہزار کشتیاں اپنے ہمراہ لیں۔ دبیس کو اسکی خبر لگی گھبرا گیا امن کی درخواست کی۔ معذرت کی عرضداشت بھیجی۔ سلطان محمود نے اسکی درخواست منظور فرمائی۔ چونکہ دبیس کو وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ بعد حصول امن اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو بطیحہ بھیجدیا اور بذات خاص ایلغازی کے پاس جا کے پناہ گزیں ہو گیا۔ دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہوا ایک متنفس بھی نظر نہ آیا۔ شب بھر قیام کر کے مراجعت کر دی۔

دبیس نے بعد چندے اپنے بھائی منصور کو اطراف وجوانب کے امرا کے پاس

Marfat.com

بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعہ سے سلطان محمود سے مصالحت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر اسکی آرزو پوری نہوئی۔ تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلا بھیجا چنانچہ دبیس نے ۵۱۵ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کیطرف کوچ کیا اور بآسانی اسپر قابض و متصرف ہوگیا۔ دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجکے آیندہ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ جسکو خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا اور نہ حکومت پناہ نے قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ بلکہ لشکر آراستہ و مرتب کرکے بسر افسری سعد الدولہ بن تتش حلہ کیجانب روانہ کردیا جوں ہی یہ لشکر حلہ کے قریب پہونچا دبیس حلہ چھوڑ کے بھاگ گیا۔ سعد الدولہ نے حلہ میں داخل ہوکے اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو حلہ میں ٹھرایا دوسرے حصہ کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اس ناکہ بندی سے دبیس سخت چیقلش میں گرفتار ہوگیا مجبور ہوکے پھر معافی کا خواستگار ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا۔ بعد رد و کد کے اسکا بھائی منصور بطور فعل ضمانی کے شاہی لشکر میں نظر بند کرلیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

برسقی اور ایلغازی کو جاگیریں مرحمت ہوئیں

چونکہ آقسنقر برسقی گذشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ہمرکاب تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بوجھا کے شاہی اطاعت پر صرف مائل اور آمادہ نہیں کیا تھا بلکہ شاہی دربار میں لاکے حاضر کردیا تھا اسوجہ سے سلطان محمود، آقسنقر برسقی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جسوقت جیوش بک (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے سلطان محمود کی خدمت میں آگیا اور صوبہ موصل کی امارت خالی ہوئی سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو ۵۱۵ھ میں موصل کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے جیسا کہ ان کے حالات علیحدہ بیان کئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالی۔

Marfat.com

بعد اس کے امیر ایلغازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی سفارش کرنے کو روانہ کیا۔ حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں حاضر ہوکے تحائف اور ہدایا پیش کئے دبیس کیطرف سے ایکہزار دینار یومیہ اور چند راس گھوڑے دینے کا اقرار کیا مگر اتفاق سے یہ معاملہ طے نہوا۔ بوقت مراجعت سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں عنایت کیا۔ میافارقین، امیر سقمان والی خلاط کے قبضہ میں تھا امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ پس یہ شہر اسوقت سے اس کے اور اس کے بیٹوں ہی کے قبضہ میں رہا تاآنکہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائیگا

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے ساوہ اور زنجان میں بسازش وتحریک اپنے اتابک کنتبغری سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا قصد کیا تو ملک طغرل اور اتابک کنتبغری نے زنجان کو چھوڑ کے گنجہ کا راستہ لیا۔ گنجہ میں اس کے بچھڑے ہوئے ہمراہی بھی آملے۔ فوجیں بھی اکٹھی ہوگئیں جس سے اسکا شوق ملک گیری پھر ترقی پذیر ہوگیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات کے آغاز کرنے کی غرض سے اذربیجان کیطرف کوچ کیا اس اثناء میں اسکا اتابک کنتبغری ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مرگیا۔ آقسنقر احمد یلی والی مراغہ کو کنتبغری کی قائم مقامی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ سلطان محمود سے اپنے صوبہ مقبوضہ کیطرف جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکلکے ملک طغرل کے پاس جاپہونچا۔ دم پٹی دیکے ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لیچلا۔ کوچ وقیام کرتے ہوئے اردبیل پہونچے۔ والی اردبیل نے شہر میں داخل ہونے دیا۔ مجبوراً تبریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہونچکے یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اذربیجان

Marfat.com

مرحمت فرمائے جو معہ ایک عظیم فوج کے روانہ کیا ہے اور جیوش بک معہ اپنی رکاب کی فوج کے مراغہ تک پہونچگیا ہے۔ یہ سُنتے ہی فسخ عزیمت کر کے قیام کر دیا۔ والی زنجان سے دربارہ اعانت و امداد خط و کتابت کی والی زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ہمراہ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگران سواعید اور عہود کی خواب وخیال سے زیادہ وقعت نہ تھی جس قصد سے یہ سب متفق ہو کے روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا۔ بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا مصالحت کی درخواست کی۔ اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔ چنانچہ اوائل ۵۱۶ھ میں دونوں بھائیوں میں صفائی ہو گئی۔

جیوش بک جو سلطان محمود کیطرف سے فوج لیکے ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اسپر یہ گذری کہ اس سے اور اس کے امراء لشکر سے اَن بَن ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ منافرت و کشیدگی اس حد تک پہونچی کہ امراء لشکر نے سلطان محمود کو اسکی جانب سے بدظن کر دیا۔ چنانچہ سلطان محمود نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں مقام تبریز میں اسکی زندگی کا اپنی تیز تلوار سے خاتمہ کر کے فرش قبر پر موت کی نیند سُلا دیا۔

جیوش بک ترکی النسل سلطان محمد کا غلام تھا۔ عادل، منکسر مزاج، عاقل اور سیاست و آئین ملکداری سے بخوبی واقف تھا۔ جسوقت اسکو موصل و جزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کُردوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ راہ چلنا دشوار تھا۔ دن دہاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے۔ امن و امان کا کہیں نشان نہ تھا۔ اکثر قلعات پر انہیں کُردوں کا قبضہ تھا۔ رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی۔ جیوش بک نے موصل کی کرسی حکومت پر متمکن ہوتے ہی کُردوں پر فوجکشی کر دی۔ اُن کے قلعات کا محاصرہ کر لیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے قلعے، شہر بکاریہ، شہر زوزان، شہر نسویہ اور شہر مخسمہ کے بزور تیغ مفتوح کر لئے۔ کُردوں پر اس کے رُعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ مسافر امن و عافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ خلق اللہ کو آسائش ملی۔

Marfat.com

دبیس کے حالات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شاہی لشکر بسر گروہی برسق کر کوئی ۵۱۶ھ میں دبیس کو ہوش میں لانے کی غرض سے بھیجا گیا تھا پھر باہم مصالحت ہو جانے اور دبیس کا اپنے بھائی منصور کو بطور رفعل ضامنی کے برسق کے پاس قید کرا دینے اور برسق کا معہ منصور کے ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آنے کا حال بھی تحریر کر چکے ہیں۔ خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اُسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا۔ "دبیس سے کسی طرح مصالحت نہ کیجائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ اسکی سرکوبی کو آقسنقر برسقی موصل سے طلب کر کے بغداد وعراق کا شحنہ مقرر کیا جائے" سلطان محمود نے اس تحریک کی بناء پر آقسنقر برسقی کو موصل سے طلب کر کے بغداد کا شحنہ مقرر کیا اور دبیس سے صف آرائی کا بھی حکم دیا۔ اس مرتبہ سلطان محمود کا قیام بغداد میں بیس مہینے رہا جوں ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا دبیس کھُل کھیلا خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا کہ آقسنقر برسقی فوراً فوج لیکے حلہ کیجانب روانہ ہو اور دبیس سرکش کو حلہ سے نکال باہر کرے۔ آقسنقر برسقی نے اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے طلب کر کے حلہ کیطرف روانہ کیا۔ دبیس بھی یہ خبر پا کے مقابلہ پر آیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا آخر کار لشکر موصل ہزیمت اوٹھا کے ماہ ربیع الآخر ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آیا۔

اس مہم میں نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن ابوالخیر والی بطیحہ اور اس کا چچا مظفر بن عماد بن ابوالخیر بھی شریک تھا۔ چونکہ دونوں میں پہلے سے عداوت تھی اسوجہ سے انہزام لشکر کیوقت مظفر، نصر کو قتل کر کے بطیحہ جا پہونچا اور اوسپر قابض ومتصرف ہو کے دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

بعد اس واقعہ کے دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کیغرض سے عرضداشت روانہ کی اور یہ لکھ بھیجا "خلافت مآب کا میں اسی طرح مطیع ہوں

جیسا کہ اس سے پیشتر تھا اگر اس تابعدار میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادّہ ہو تا تو قسنقر برسقی کا لشکر بغداد سے صحیح وسلامت واپس نہ جاتا۔ خلافت مآب اپنے صرف خاص کے بلاد پر قبضہ کرنے اور اُن پر تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمّال روانہ فرماویں مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ گرفتار و قید کر لیا جائے"۔ خلیفہ مسترشد نے اس شرط مصالحت کی مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا اس کا برادر زادہ جلال الدین ابوالرضی موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود تک اس واقعہ اور ہزیمت کی خبر پہونچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

انہیں دنوں دبیس نے اپنے ہمراہیوں کو اونکی جاگیروں کیطرف جانے کا حکم دیا جو واسط میں تھیں ترکون نے مزاحمت کی اس بنا پر ادہر دبیس نے ایک فوج بسرافسری مہلہل بن ابوالعسکر ترکوں کی سرکوبی کو واسط کیجانب روانہ کی اور مظفر بن عماد والی بطیحہ کو مہلہل کی کمک کو لکھ بھیجا اُدہر اہل واسط کی کمک پر آقسنقر برسقی نے انکے طلب کرنے پر ایک لشکر بغداد سے بھیجدیا۔ مہلہل نے بلا انتظار مظفر اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے پہلے ہی حملہ میں مہلہل کو شکست فاش دیکے گرفتار کر لیا۔ علاوہ اس کے ایک گروہ سرداران لشکر کا گرفتار ہو گیا۔ مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو گئی اس کے بعد بطیحہ سے مظفر قتل و غارت اور تاخت و تاراج کرتا ہوا واسط کے قریب پہونچا۔ مہلہل کی ہزیمت کا حال سُنکے اونٹے پاؤں لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل واسط کو اسکی آمد و واپسی کی خبر ملی تو انہوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیجدیا جو مہلہل کے اسباب سے برآمد ہوا تھا دبیس نے بدستخط خاص اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے کو لکھا تھا۔ مظفر کو اس خط کے دیکھنے سے سخت حیرت دامنگیر ہوئی تھوڑی دیر کے بعد جب کسیقدر طبیعت کو سکون ہوا تو اس نے بھی اہل

Marfat.com

واسط سے سازش کرلی اور دبیس سے منحرف و باغی ہو گیا۔

دبیس کو جب یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا ہے اور اسکی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں جسقدر خلافت مآب کے گاؤں اور املاک تھے سب کے سب کو لوٹ کے تاخت و تاراج کر دیا۔ ہر چہار طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا ہو گیا۔ امن و عافیت کا نام باقی نہ رہا۔ اہل واسط نے بھی مہلہل کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھایا اور بات کی بات میں دبیس کے ہوا خواہوں کو نعمانیہ سے نکال باہر کر دیا۔ خلافت مآب نے آقسنقر برسقی کو جنگ دبیس پر روانہ ہونیکا حکم دیا۔ پس اسنے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ دبیس پر روانہ ہوا جیسا کہ آیندہ ہم بیان کرینگے۔

بعد ان واقعات کے سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو علاوہ گورنری موصل کے واسط کی بھی سند حکومت عطا کی اس نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اپنی طرف سے واسط روانہ کیا۔

وزارت کی تبدیلی

ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دبیس نے اپنے شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی کو شامل کیا تھا۔ چنانچہ خلافت مآب نے اوسکو ماہ جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو گرفتار کر لیا بجائے اس کے شرف الدین علی بن طراد زینبی وزارت کا کام نیابۃً کرنے لگا۔ جلال الدین ابو الرضی برادرزادہ وزیر السلطنت جلال الدین بخوف گرفتاری و قتل موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اسکی خبر لگی تو اس نے نظام الدولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس کا بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک دربار سلطانی میں قلمدان وزارت کا مالک تھا...... [۱] خلافت مآب نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔

---

[۱] اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

Marfat.com

نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا۔ مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اسکو معزول کر دیا تھا۔ پس یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشیں رہا جب اسکو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کرکے کہ اب آیندہ یہ عہدہ مجھے نصیب نہو گا خلافت مآب سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیثہ غانہ جانے کی اجازت چاہی خلافت مآب نے اجازت دیدی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیر آباد کہہ کے حدیثہ غانہ کیطرف روانہ ہوا اثناء راہ میں رہزنوں نے سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ اور قید بھی کر لیا مگر بعد چندے ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جسکی وجہ سے اسکو قید سے رہائی ملگئی۔ بعدہ ۵۱۷ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کرکے قید حیات سے سبکدوش کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابو النصر احمد کو اپنی وزارت سے معزول کرکے معزول وزیر جلال الدین کو عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا۔

جنگ دبیس و خلیفہ مسترشد

دبیس نے جنگ برسقی میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا بعد ازاں ۵۱۷ھ میں اسکو رہا کر دیا اور ایک خط خلافت مآب کی جناب میں روانہ کیا جس میں برسقی کو جنگ میں شکست اور سلطان محمود کا اس کے بھائی منصور کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروانے پر بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس غیر مہذب تحریر کے دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا۔ اسیوقت آقسنقر برسقی کو دبیس کی سرکوبی پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ آقسنقر برسقی اسی سنہ کے ماہ رمضان میں دبیس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا بعد اس کے خلافت مآب نے بھی سامان جنگ درست کرکے دار الخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ فرمایا اور اطراف وجوانب ممالک محروسہ سے امدادی فوجیں طلب کیں سلیمان بن مہارش والی حدیثہ معہ بنی عقیل کے اور قرواش بن مسلم وغیرہما اپنی اپنی فوجیں لیکے آپہونچے۔ دبیس نے یہ خبر پاکے نہر ملک کو جو خلیفہ کے صرف خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلافت مآب کو اس نہبکے

سُننے سے بیحد ناراضی اور جوش پیدا ہوا۔ دارالخلافت بغداد میں منادی کرادی گوئی لشکری بغداد میں کسی غرض سے ٹھہیر نہ رہے سامان سفر و جنگ درست کرکے میدان جنگ کا راستہ لے علاوہ لشکریوں کے رعایا اور عوام الناس جسکا جی چاہے شاہی لشکر میں آجائے۔ سامانِ جنگ اور سفر خلافت پناہی عطا فرمائینگے "اہلِ بغداد منادی سُنکے شاہی کمپ میں جوق جوق آنے لگے۔ خلافت مآب نے اِن لوگوں کو آلات حرب اور سامان سفر دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ کُل اہلِ بغداد شاہی کمپ میں آگئے بیسویں ذیحجہ سنہ مذکور کو خلافت مآب نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس کے چوتھے روز بقصد جنگ دبیس دجلہ کو عبور کیا۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا بدن پر سیاہ قبا کا دوش پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی۔ کمر بندھی ہوئی تھی جسپر عمدہ نفیس پیٹی لگائے ہوئے تھے وزیر السلطنت نظام الدولہ، نقیب الطالبین، نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدرالدین اسمٰعیل وغیرہم جلو میں تھے۔ آقسنقر کو اسکی خبر لگی سُنتے ہی خلافت مآب کے لشکر میں واپس آیا اور خلافت مآب نے حدیثہ میں پہونچکے قیام فرمایا۔ اراکین دولت اور امراء لشکر کو ایک جلسہ خاص میں جمع کرکے جنگ دبیس کی بیعت لی اگلے دن کوچ کرکے مبارکہ میں پہونچکے پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برسقی اپنی فوج کو بقصد جنگ مرتب کرنے لگا خلیفہ مسترشد معہ اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔ دبیس بھی صف آرائی کر رہا تھا اس کے ہر صف لشکر کے آگے عورتیں اور مخنث (ہجڑے) گا بجا رہے تھے اور خلافت مآب کی فوج میں حفاظ اور قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے شاہی پھریروں کے ساتھ امیر کربادی بن خراسان تھا ساقہ میں سلیمان بن مہارش اور میمنہ میں برسقی، ابوبکر بن الیاس اور امراء بلخیہ معہ اپنی اپنی فوجوں کے موجود تھے۔ پہلے دبیس کے لشکر سے عنتر بن ابوالعسکر نے میمنہ پر حملہ کیا۔ ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں ڈگ گئے اسکا بھتیجہ مارا گیا۔ ابوبکر ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا

Marfat.com

کہ عنتر نے دوسرا حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ ابو بکر شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے اسکا احساس کر کے لشکر واسط کو ایلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا عنتر کے ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے ساری فوج جو اس کے رکاب میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ عنتر معہ اپنے اسٹاف کے سرداروں کے گرفتار ہو گیا۔ بعد اس کے جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی صفوں کی ترتیب جاتی رہی۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا خلافت مآب کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچ سو سپاہی تھے کمینگاہ میں چھپا ہوا تھا جسوقت گھمسان لڑائی ہونے لگی اس حصہ فوج نے کمینگاہ سے نکلکے دبیس کے لشکر پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ آگے سے خلیفہ مسترشد شمشیر برہنہ لئے باواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا۔ دبیس کا لشکر تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ بھاگ کھڑا ہوا فتحمند گروہ نے گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت میں قیدی پیش کئے گئے مرد تو خلافت مآب کے روبرو قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنا لئے گئے اور یوم عاشورا ۵۱۷ھ کو خلیفہ مسترشد مظفر و منصور بغداد واپس آیا۔

دبیس نے شکست کھا کے عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کے دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے بخیال ناراضی خلیفہ مسترشد و سلطان محمود اعانت و کمک سے انکار کیا تب دبیس نے مشقر (مضافات بحرین) میں جا کے قیام کیا اور اہل مشقر سے استمداد کا خواہاں ہوا۔ اہل مشقر دبیس کی دم پٹی میں آ گئے امداد کا وعدہ کر لیا۔ دبیس نے اہل مشقر کو مجتمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا۔ امیر بصرہ کو اسکی خبر کچھ نہ تھی۔ تاہم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اسکی خبر لگی آقسنقر برسقی کو غفلت پر سخت و سست کہہ کے دبیس کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ دبیس نے یہ سُنکے بصرہ چھوڑ دیا۔ آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی و حمایت پر

Marfat.com

مامور کیا۔ عماد الدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی اس کے اطراف وجوانب سے سرکش اور باغی عربوں کو منتشر کر دیا۔ دبیس نے جعبر میں پہونچکے عیسائیو سے سازش کرلی اور ان کے ساتھ ہو کے حلب کے محاصرہ پر آیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی۔ ۵۱۸ھ میں محاصرہ حلب سے دست کش ہو کر چلے گئے اور دبیس ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ ماشاء اللہ طبیعت صلح پسند پائی تھی ملک طغرل کو قبضہ عراق کی طمع دی اور کہہ سُنکے اسکو اسپر آمادہ کرلیا جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کریں گے۔

یرنقش کی تقرری

بعد واقعات متذکرہ بالا کے اتفاقات سے خلافت مآب کو آقسنقر برسقی شحنہ بغداد سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا " آقسنقر برسقی حکومت عراق سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیجدیا جائے۔ مابدولت واقبال اسکی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں" سلطان محمود نے اس تحریک و تحریر کے مطابق برسقی کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے موصل کی روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کمسن بچہ کو اس کے ہمراہ موصل جانے کو روانہ کیا۔ اور بغداد کی شحنگی پر یرنقش زکوی کو مامور فرمایا جسوقت یرنقش زکوی کا نائب دار الخلافت بغداد میں آیا برسقی نے اسکو چارج دیکے مع شاہزادہ کے موصل کا راستہ لیا۔ اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو بصرہ سے موصل بلا بھیجا مگر عماد الدین زنگی بجائے موصل جانے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہونچا۔ سلطان محمود اس سے بڑی آؤ بھگت سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر عنایت فرما کے پھر بصرہ کی جانب واپس فرمایا۔[1]

[1] یہ واقعات ۵۱۸ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵۔

ملک طغرل و دبیس عراق میں

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ دبیس بن صدقہ محاصرہ حلب کے بعد ملک طغرل شاہ کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ عراق پر اُبھارنا شروع کیا۔ اور جب یہ پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اُٹھا لیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو آراستہ کر کے عراق کیطرف بڑھا۔ دقوقا میں پہونچ کے پڑاؤ کیا مجاہد الدین بہروز نے تکریت سے خلافت مآب کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور عزلیت سے مطلع کیا خلافت مآب نے ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے سفر و جنگ کی طیاری کا حکم دیا" یرتقش زکوی شحنہ بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ پر مستعد رہنا" علاوہ اہل بغداد کے بارہ ہزار فوج مجتمع ہو گئی۔ پانچویں صفر ۵۱۹ھ کو خلافت مآب نے دار الخلافت بغداد سے نکل کے صحرار شماسیہ میں قیام فرمایا۔ ملک طغرل نے یہ سُنکے راہ خراسان کی جانب قدم اُٹھائے۔ اس کے لشکریوں نے غارتگری شروع کر دی رباط جلولا میں پہونچکے ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اسکی طرف بڑھایا اور دسکرہ میں پہونچکے ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا موکب ہمایوں بھی آگیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اوتر پڑا۔ ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولا سے نکلکے ہارونیہ میں قیام کیا ملک طغرل اور دبیس میں یہ رائے قرار پائی کہ پہلے دونوں متفق ہو کے جسر نہروان کو عبور کریں بعد ازاں دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی محافظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دار الخلافت بغداد کیطرف بڑھائے۔ مگر اتفاقیہ موانع ایسے پیش آئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوئی ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوا۔ رسد و غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہونچی۔ دبیس عبور کرنے کی غرض سے نہروان پر آیا۔ بھوک سے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ ملگئے جنپر کپڑے

اور مختلف قسم کے کھانے لدے ہوئے تھے۔ یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلافت مآب کی خدمت میں جارہے تھے۔ دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ لشکر گاہ خلیفہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہل چل مچگئی لشکری مال و اسباب چھوڑ کے نہروان کیطرف بھاگے۔ خلافت مآب نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کیا۔ نہروان میں پہونچے تو دبیس اور اس کے ہمراہیوں کو سوتے ہوئے پایا۔ شور وغل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلافت مآب علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی تملق اور خوشامد سے اظہار عجز و اطاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا اس عرصہ میں وزیر السلطنت جلال الدین پہونچگیا۔ اس نے خلافت مآب کو اس رائے سے پھیر لیا بعد اس کے خلافت مآب کا موکب ہمایوں نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی غیبوبت کے پچیسویں روز بغداد پہونچا۔ اور دبیس نے ملک طغرل کی جانب معاودت کی۔

بعد اسکے ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کیطرف کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر گذرے۔ اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا عمال شاہی سے تاوان اور جرمانے وصول کئے۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کے ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ملک سنجر کے پاس خراسان میں جا کے دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور یرتقش شحنہ بغداد کے شکایات کے دفتر کھولے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی ناصافی

۵۲۰ھ میں یرتقش زکوی شحنہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے نواب میں چلگئی خلیفہ مسترشد نے یرتقش زکوی کو تہدید کا خط تحریر کیا یرتقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا ماہ رجب سنہ مذکور میں

بغداد کو خیر آباد کہہ کے سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں مرتب کر لی ہیں۔ سامان جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر لیا ہے۔ مالی قوت بھی انکی ایک گونہ قابل اطمینان ہے اگر حکومت پناہ، دار الخلافت بغداد کے قبضہ سے ذرا بھی تساہلی فرمائینگے تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہوگا اور پھر وہ آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہو جائیگا۔ سلطان محمود نے فوج کو طیاری کا حکم دیا۔ اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اسکی خبر لگی کہلا بھیجا "چونکہ دبیس کی بغاوت و سرکشی کیوجہ سے ممالک محروسہ میں امن و عافیت کا وجود معدوم ہو رہا ہے اسوجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ۔ جسقدر روپیوں کی ضرورت ہو ما بدولت واقبال دینے کو طیار ہیں"۔ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی۔ اور وہ کل خیالات جو یرنقش نے جما دیئے تھے مجسم صورت ہو کے روبرو آ گئے۔ بہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کے بغداد کے غربی ساحل کو باظہار اس امر کے عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کے چلا جاؤنگا۔ سلطان محمود کو اسکی خبر لگی اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ بغداد میں واپس آنیکی درخواست کی خلافت مآب نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ غضبناک بغداد کیطرف چلا۔ اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھیرا رہا۔ اپنے خادم خاص عفیف نامی کو بسرافسری ایک لشکر کے واسط کیجانب سلطان محمود کے نواب سے مزاحمت کرنے کو روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض عفیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار عفیف کے لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا کھیت رہا۔ بہزار خرابی عفیف بھاگ کر خلافت مآب کی خدمت میں پہونچا خلافت مآب نے

کشتیاں جمع کرائیں اور محلسرائے خلافت کے کل دروازے باستثناء باب النوبی بند کرا دیئے اتنے میں سلطان محمود دسویں ذی حجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے واپس جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور معاودت سے انکار کیا۔ بعد اس کے سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پاکے پہلی محرم ۵۲۱ھ میں محلسرائے خلافت میں گھس پڑا اور تاج کو لوٹ لیا۔ اس سے عوام الناس کو بیحد اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہو کے خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہونچے۔ خلیفہ مسترشد طیش میں آکے نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا وزیر السلطنت آگے آگے تھا۔ نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جاتی تھیں اور خود بدولت باآواز بلند "یا لہاشم" "یا لہاشم" پکار اٹھے۔ کشتیوں کے پل بنائے جانیکا ارشاد فرمایا بات کی بات میں بنکر طیار ہو گیا۔ ایک ہی بار میں کل ہمراہیان خلیفہ عبور کر گئے۔ اسوقت خلافت مآب کے مکان میں پردوں کی آڑ میں ایکہزار جنگ آور روپوش تھے سلطانی لشکر بیخوف و ہراس غارتگری میں مصروف تھا۔ خلافت مآب کے ہمراہیوں نے پہونچکر انکو قتل و قید کرنا شروع کیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد معہ تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد کے شرقی ساحل کو عبور کیا۔ دمدمے، خندقیں، اور مورچوں کے بنانیکا حکم صادر فرمایا۔ رات بھر میں بغداد کی حفاظت کا انتظام کامل کر لیا گیا لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا ہر روز کنارۂ دجلہ پر خون کا دریا بہایا جاتا تھا اس اثناء میں عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آپہونچا جس نے دریا اور خشکی کو گھیر لیا سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی طیاری شروع کی خلافت مآب نے اپنی کمزوری کا احساس کر کے صلح کا پیام دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ جنگ سے تنگ آگیا تھا اسوجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

Marfat.com

بعد مصالحت سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا بعد ازاں بیمار ہو گیا۔ اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی۔ چنانچہ ماہ مذکور کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلافت مآب نے ہدایا، تحائف اور انعامات دیئے جسکو سلطان نے بسر و چشم قبول کیا۔ اور شحنگی عراق پر بعد غور و فکر عماد الدین زنگی کو متعین فرمایا۔

جوں ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابوالقاسم علی بن ناصر نشا بادی کو بالزام سازش خلیفہ مسترشد گرفتار کر کے شرف الدین انوشیروان بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ شرف الدین بوقت گرفتاری وزیر ابوالقاسم بغداد میں تھا۔ سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کے اصفہان پہونچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کے خلعت وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء اور رؤساء نے نذریں گذرانیں خلافت مآب نے بھی چند تحفے دیئے۔ چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی بعد اس کے استعفاء دیکے بغداد لوٹ آیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم اُس زمانہ سے برابر مقید اور محبوس رہا تا آنکہ آئندہ سنہ میں سلطان سنجر رے آیا اور اوسکو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوائی۔

دبیس اور ملک سنجر

جسوقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہونچا ملک طغرل بھی اسکے ہمراہ تھا ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کیطرف سے بدظن کرنا شروع کیا رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال اسکے دماغ میں مرتسم کر دیا۔ اور عراق پر قبضہ کر لینے کی طمع دی۔ چنانچہ ملک سنجر سامان سفر و جنگ درست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہونچا۔ سلطان محمود اسوقت ہمدان میں تھا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمایش کے لئے کہ آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں بلا بھیجا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا چپ سے ملنے کو روانہ ہوا جسوقت ملک سنجر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچا

ملک سنجر نے کل فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی بعزت واحترام ملک محمود سے ملا اپنے
برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا بعد ازاں ملک سنجر
نے پندرھویں ذی قعدہ کو خراسان کیجانب کوچ کیا روانگی کیوقت دبیس کو سلطان محمود
کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اسکو اس کے شہر واپس کر دینا۔ ملک سنجر کی روانگی کے بعد
سلطان محمود نے بھی ہمدان کیطرف مراجعت کی دبیس اس کے ہمراہ تھا۔ ہمدان میں چندے
قیام کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ نویں محرم ۵۲۳ھ کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔
دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے عفو تقصیر کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے اس شرط
سے اسکی تقصیر معاف فرمائی کہ اسکو حلہ کے سوا اور کسی صوبہ کی حکومت دیجائے۔ چنانچہ
دبیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومت موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی
عماد الدین زنگی کو اسکی اطلاع ہو گئی۔ تحائف اور ہدایا لیکے چپکے سے سلطان محمود کی
خدمت میں حاضر ہوا ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اسکو بھی حکومت
موصل پر واپس اور بہروز کو بغداد کی شحنگی عنایت کی حلہ کی نگرانی بھی اسیکے متعلق کی گئی۔
بعد اس کے ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کیطرف کوچ
کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہونچکے علیل ہو گیا۔ دبیس کو موقع ملگیا عراق جا پہونچا
خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی طیاری کی۔ دبیس نے بغداد سے اعراض
کر کے حلہ کا راستہ لیا بہروز نے یہ سنکے حلہ چھوڑ دیا پس دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں
حلہ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کنزل اور امیر احمد یلی کو
حلہ کیطرف روانہ کیا جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اسکی آیندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری
کی تھی۔ دبیس یہ خبر پا کے خلیفہ مسترشد کو ملانے لگا۔ عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خط و کتابت کا
سلسلہ شروع ہوا۔ مگر باایں ہمہ دبیس اپنی تدابیر اور عاملانہ حکمتوں سے غافل نہ ہوا۔ فوجیں
اسباب جنگ اور روپیہ فراہم کرتا جاتا تھا تا آنکہ اسکی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی۔

Marfat.com

اس عرصہ میں احمدیلی ماہ شوال میں بغداد پہونچا اور دبیس کے تعاقب میں فوراً روانہ ہوا۔ بعد ازاں ماہ ذیقعدہ میں سلطان محمود بھی دار الخلافت بغداد پہونچا دبیس نے ہدایا اور تحائف پیش کرکے معافی تقصیر کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے عفو تقصیر سے انکار کیا۔ دبیس نے حلہ کو خیر آباد کہہ کے بصرہ کا راستہ لیا۔ اور جسقدر بصرہ میں خلافت مآب اور سلطنت پناہ کا مال واسباب تھا سب پر قبضہ کرلیا۔ سلطان محمود یہ خبر پاکے آگ بگولا ہوگیا اسیوقت اس کے تعاقب پر ایک فوج متعین کی۔ اس نے یہ خبر پاکے بصرہ چھوڑ دیا جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا چھپا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے اپنی حکومت کے تیرہویں برس وفات پائی باتفاق رائے وزیر السلطنت ابو القاسم نشابادی اور اتابک آقسنقر احمدیلی، سلطان محمود کا بیٹا داؤد سریر حکومت پر متمکن کیا گیا تمام بلاد جبل اور اذربیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جدید سلطان کی تخت نشینی کیوجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف وجوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوئے مگر بہت فرو بھی ہوگئے۔ وزیر السلطنت اس خیال سے کہ آیندہ کسی خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑے سارا مال واسباب لے دیکے سلطان سنجر کے پاس رے چلا گیا۔ بعد اس کے سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کیجانب کوچ کیا۔ دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ اس اثناء میں یہ خبر گوشگزار ہوئی کہ اسکا چچا ملک مسعود جرجان سے تبریز چلا آیا ہے اور اسپر قبضہ کرلیا ہے۔ اس خبر کا سننا تھا کہ فوج کو طیاری کا حکم دیدیا اور جسقدر جلد ممکن ہوا تبریز پہونچکے آخر ماہ محرم ۵۲۶ھ میں محاصرہ ڈالدیا چچا اور بھتیجہ میں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ آخر الامر دونوں میں مصالحت ہوئی داؤد نے تبریز سے محاصرہ اُٹھا کے ہمدان کیجانب کوچ کیا اور ملک مسعود تبریز سے باہر آکے فراہمی لشکر میں مصروف ہوا۔ تھوڑے

Marfat.com

دنوں میں جب ایک عظیم لشکر مجتمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کر کے ہمدان کیطرف کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد سے کہلا بھیجا "میرے نام کا خطبہ جامع مساجد میں پڑھے جانے کی اجازت دیجائے" دربار خلافت سے جواب آیا "بالفعل سلطان سنجر والی خرسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ بعد اس کے جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائیگا" اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیجدیگئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب اور سزاوار ہے۔ کسی دوسرے کو اس کا استحقاق نہیں پہونچتا ہے۔ اس یادداشت سے ایک خاصہ موقع ہاتھ آ گیا۔ بعد اسکے ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والی موصل سے اعانت طلب کی عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا اقرار کیا۔ اور لشکر طیار کر کے ملک مسعود کیجانب کوچ کیا رفتہ رفتہ معشوق تک پہونچا اس عرصہ میں قراجا ساقی والی فارس و خوزستان بہمراہی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پہونچگیا اور دار الخلافت میں اوتر پڑا۔ خلافت مآب نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنی ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ بعد اس کے ملک مسعود نے عباسیہ میں پہونچکے پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر پاکے مقابلہ کی غرض سے لشکر کو طیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر لگی قراجا ساقی نے زنگی کی روک تھام کرنے کو ساحل غربی کو عبور کیا۔ زنگی اور قراجا ساقی میں لڑائی چھڑ گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا زنگی اپنی جان بچاکے تکریت کیطرف بھاگا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا اس نے زنگی کے عبور کرنے کو کشتیاں فراہم کر دیں پل بندھوا دیا۔ زنگی نے جیوں تیوں دریا کو عبور کیا اور باطمینان تمام اپنا راستہ لیا۔ بعد اس کے ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ کو آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے جہاں پر زنگی نے قائم کئے تھے مگر یہ سُنکے کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھاکر

بھاگ گیاہے بلاجدال وقتال لوٹ کھراہوا۔ اور خلافت مآب کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر بقصد قبضہ عراق رے آگیاہے اگر خلافت مآب اور سلجوق شاہ وقراجا ساقی مجھ سے مصالحت کرلیں اور میرے ہم آہنگ ہوجائیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہ کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلافت مآب کا قبضہ وتصرف جاری ونافذ رہیگا خلافت پناہی کے عمّال ولواب اسپر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر زمام حکومت میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج وتخت ہوگا۔ خلافت مآب اور سلجوق شاہ نے اس دم پٹی میں آکے شرائط مصالحت منظور کرلی۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۶ھ میں پھر بغداد آیا۔ صلحنامہ لکھا گیا مصالحت ہوگئی۔

جنگ سلطان مسعود و ملک سنجر

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان مسعود کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا داؤد سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ یہ امر اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گذرا۔ فوجیں مرتب کرکے ملک داؤد کے زیر کرنے کو بلاد جبل کیجانب کوچ کیا اس کے ہمراہ اسکا دوسرا برادرزادہ ملک طغرل[۱] بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہونچا۔ دوچار روز قیام کرکے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کرکے معہ اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ملک سنجر کے روک تھام کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی حسب وعدہ اس مہم میں شریک ہونے کو سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

ملک سنجر نے ہمدان پہونچکے دبیس کو حملہ عنایت فرماکے بغداد کیجانب بڑھنے کا اشارہ کیا

سلہ[۱] ملک طغرل، دبیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس، قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اسوقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔ منہ

دبیس نے اپنی جانب سے شحنگی بغداد پر عماد الدین زنگی کو مامور کرکے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اسکی روانگی کے بعد آپ بھی روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پاکے کہ زنگی اور دبیس بغداد کیطرف بڑھ رہے ہیں ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دار الخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اور سلطان مسعود معہ اپنے امراء اور لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنیکو آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استر آباد میں ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے پڑاؤ کیے ہوئے تھا سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بلا جدال وقتال چار منزل پیچھے ہٹ آیا جاسوسوں نے ملک سنجر کو اسکی خبر کر دی۔ اسیوقت فوج کو طیاری کا حکم دے کے تعاقب میں اٹھ کھڑا ہوا۔ آٹھویں رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریف کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر کنزل تھا۔ میسرہ پر یرنقش باز دار اور یوسف جاروش۔ پہلا حملہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا حملہ آور گروہ جوش حروانگی میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کے قراجا ساقی کو دونو طرف سے گھیر لیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قراجا ساقی زخمی ہو کے گھوڑے سے گرا ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہونچکے گرفتار کر لیا سارا لشکر تتر بتر ہو کے بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ہمراہی اس غیر متوقع ہزیمت سے نکل بھاگے۔ اثناء دار و گیر میں بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کرلئے گئے مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ قیدیاں جنگ بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر کے روبرو پیش کیے گئے ملک سنجر نے ان لوگوں کو زجر و توبیخ کی اور سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا۔

بعد اس واقعہ کے سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا ملک سنجر عزت و توقیر سے پیش آیا۔ گلے سے لگاکے پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا۔ اونچا نیچا سمجھایا۔ خود رائی اور مخالفت پر ناراضی ظاہر کی

اور سند امارت عطا فرما کے گنجہ کیجانب روانہ کیا۔ باقی رہا دوسرا برادرزادہ ملک طغرل اسکو سریر حکومت پر متمکن کرکے اسکی وزارت کا قلمدان ابوالقاسم نشاباذی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہوکے خراسان کیجانب لوٹا۔ بیسویں ماہ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہونچا۔

خلافت مآب نے جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو دبیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کیطرف مراجعت کی تھی۔ بغداد پہونچکے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ سلطان مسعود کو بمقابلہ ملک سنجر ہزیمت ہوگئی۔ خلافت مآب نے یہ سنتے ہی فوج کو طیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کرکے عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ستائیسویں رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ براکہ پر زنگی اور دبیس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ خلافت مآب کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلافت مآب کے میمنہ پر حملہ کیا اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ مطر نے اس امر کا احساس کرکے حملہ آور گروہ پر پس پشت سے حملہ کیا۔ خلافت مآب بھی نعرہ اللہ اکبر مارکے حملہ آور ہوئے۔ دبیس شکست کھاکے بھاگا۔ زنگی نے کمال استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے سے ایک لحظہ بھی خلافت مآب کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کرکے چلتا پھرتا نظر آیا۔

دبیس نے ہزیمت اوٹھاکے حلہ میں جاکے دم لیا۔ حلہ اور اس کے کل مضافات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا۔ اقبال نے یہ خبر پاکے دارالخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کرلی اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے دبیس کے سر پر جا پہونچا۔ دبیس مقابلہ پر آیا باہم لڑائیاں ہوئیں۔ آخرکار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دبیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی۔ بھاگ کر واسط پہونچا۔

Marfat.com

تھوڑے دنوں میں اس کے لشکری بھی اسکے پاس آ آکے مجتمع ہو گئے۔

انہیں واقعات پر ۵۲۷ھ تمام ہو جاتا ہے۔ یرتقش باز دار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں مرتب کرکے دبیس کی سرکوبی کو آجاتے ہیں۔ دریا اور خشکی کی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں۔ لیکن ہزیمت فاش اوٹھا کے بھاگ جاتے ہیں۔

ملک طغرل کے سریر حکومت پر متمکن ہونیکے بعد، ملک سنجر نے بوجہ بغاوت و سرکشی احمد خان والی ماوراء النہر، خراسان کیجانب معاودت کی۔ اندنوں ملک داؤد بلاد آذربیجان اور گنجہ میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہوکے فوجیں فراہم کیں اور انکو مرتب اور مسلح کرکے ہمدان کیطرف بڑھا ملک طغرل بھی یہ سُنکے اوٹھ کھڑا ہوا۔ اسکے میمنہ پر ابن برسق تھا۔ میسرہ پر کزل۔ مقدمۃ الجیش پر آقسنقر۔ اور ملک داؤد کے میمنہ پر یرتقش زکوئی۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک قریہ میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ یرتقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی ترکوں کو اس سے شبہہ پیدا ہوا۔ مجتمع ہوکے اس کے خیمہ کو لُوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تمام لشکر میں ہُلڑ مچ گیا اسکا اتابک آقسنقر احمدیلی بخوف جان بھاگ گیا۔ ساری فوج میں بھگدڑ مچگئی۔ حریف نے اس امر کا احساس کرکے حملہ کر دیا۔ یرتقش زکوئی گرفتار کرلیا گیا۔ ملک داؤد موقع پاکے نکل بھاگا۔ ایک مدت تک اِدھر اودھر مارا پھرا بعدازاں معہ اپنے آقا آقسنقر کے وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب نے شاہی محلسرا میں عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود نے یہ سُنکے کہ ملک داؤد کو بمقابلہ ملک طغرل ہزیمت ہوئی ہے اور وہ شکست کھاکے بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کیجانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریب بغداد پہونچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کے استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے

بغلگیر ہوا۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہونچکے ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دارالخلافت بغداد کے ممبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعدہ سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ باتفاق رائے خلافت مآب یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربیجان پر فوج کشی کریں دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دیجائیگی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربیجان کیطرف روانہ ہوئے اور پہونچتے ہی کل صوبہ پر قابض و متصرف ہوگئے مقام اردبیل میں ملک طغرل کے چند امرا تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے انکو بھی ان لوگوں نے جا گھیرا۔ بعض ان میں سے چھپکے بھاگ گئے اور بعض قتل کرڈالے گئے بعدازان ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ اسکا بھائی ملک طغرل فوجیں مرتب کرکے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکے بھاگا۔ سلطان مسعود نے ہمدان میں داخل ہوکے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اسی اثنا میں آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کرڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد رے کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ قم پہونچا یہاں بھی اسکو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصفہان کیجانب مراجعت کی۔ اس غرض سے کہ اسکو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجۂ غضب سے بچائے سلطان مسعود بھی یہ خبر پاکے اصفہان کے محاصرہ کو بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا اسوجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر بلاد فارس کا رستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے اعراض کرکے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امرا لشکر نے گھبراکے سلطان مسعود سے امن حاصل کرلی جو باقی رہ گئے ان سے ملک طغرل مشکوک

Marfat.com

ہوگیا۔ اُن لوگوں سے علیحدہ ہوکے بھاگتے بھاگتے ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں رے پہونچا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا وہ بھی سراغ لگاتا ہوا رے پہونچگیا۔ لڑائی چھڑگئی ملک طغرل کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ اس کے سرداران لشکر کا گرفتار کرلیا سلطان مسعود نے مظفر و منصور ہمدان کیجانب مراجعت کی۔

جسوقت ملک طغرل فارس سے رے آرہا تھا اثناء راہ میں اسکا وزیر ابوالقاسم نشاباذی ماہ شوال ۵۲۷ھ میں مار ڈالا گیا۔

روانگی مسترشد بحصار موصل

جسوقت عماد الدین زنگی کو بمقابلہ خلیفہ مسترشد ہزیمت ہوئی جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کرآئے تو عماد الدین زنگی نے موصل میں جاکے دم لیا اور سلاطین سلجوقیہ ہمدان میں بوجہ مخالفت باہمی اور خانہ جنگی باہم مصروف جدال وقتال ہوگئے اوسوقت اُمراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مسترشد کے مضمحل و کمزور قوائے حکمرانی میں توانائی عود کرآئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اسوقت سربرآوردہ افراد سے تھے عماد الدین زنگی کے پاس سمجھانے بجھانے کو روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہونچ کے سمجھانے بوجھانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بلکہ موعظت و پند میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا۔ زنگی نے انکی بے توقیری کی اور گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا قصد فرمایا۔ سلطان مسعود کو بھی اسکی تحریک کی چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے کوچ کیا۔ جسوقت موصل کے قریب پہونچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اسکا نائب نصیر الدین جقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکلکے سنجر کے پاس جاکے قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے یا ہر ہی یا ہر ناکہ بندی کرلی کہ خلیفہ مسترشد کی امداد و رسد کا سلسلہ منقطع ہوگیا جس سے خلافت مآب کو بہت سے امور میں صدہا

Marfat.com

دقتیں اوٹھانا پڑیں مگر پھر بھی تین ماہ کامل موصل کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اوٹھا کے دار الخلافت بغداد کیجانب مراجعت کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یوم عرفہ کو بغداد میں پہونچگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سطر خادم نے لشکر گاہ سلطان مسعود سے حاضر ہو کے یہہ گذارش کر دی تھی کہ سلطان مسعود عراق کا قصد کر رہا ہے اسوجہ سے خلافت مآب نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کے دار الخلافت کیجانب معاودت فرمائی تھی۔

جنگ طغرل و مسعود جسوقت سلطان مسعود نے طغرل کی ہزیمت کے بعد ہمدان کیطرف مراجعت کی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجہ) اذربیجان میں باغی ہو گیا ہے۔ فوراً لشکر کو از سر نو مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اذربیجان کے ایک قلعہ پر پہونچکے اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ ملک طغرل کو موقع ملگیا۔ میدان خالی دیکھہ کے بلاد جبل کیطرف قدم بڑھائے۔ رفتہ رفتہ فوجیں بھی مجتمع ہو گئیں۔ بلاد جبل کے اکثر شہروں کو مفتوح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہونچا سلطان مسعود بھی یہ خبر پاکے ملک طغرل کی سرکوبی کو آیا چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اسوجہ سے بوقت مقابلہ، سلطان مسعود کی فوج کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوا جس سے چار ناچار سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں اپنے باغی بھتیجہ سے ہزیمت اوٹھانا پڑی۔

سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کے بغداد کا راستہ لیا اور خلافت مآب سے دار الخلافت میں داخل ہونیکی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلاحی مع اسکے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا اس ناگہانی ہزیمت کا حال سُنکے یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہونچکے مجلس اے

Marfat.com

شاہی میں قیام کیا۔ خلافت مآب نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیجدیئے۔ بعد اسکے سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ اثنا راہ میں اس نے بڑے بڑے مصائب اُٹھائے اس کے ہمراہیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادے خیمے بھی نہ تھے۔ مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے ثابت نہ تھے خلافت مآب نے نئے خیمے مرحمت فرمائے۔ مال واسباب اور روپیے دیئے۔ عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ غرض پندرہویں شوال ۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہوکے دار الحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔

ملک طغرل کی وفات

دار الخلافت بغداد میں پہونچکے سلطان مسعود کے ہوش حواس بجا ہوئے دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلافت مآب نے تسلی وتشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا "وتم ناگہانی ہزیمت سے برداشتہ خاطر نہو کمر ہمت باندھ کے پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کو اُٹھو ما بدولت واقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو طیار ہیں" سلطان مسعود نے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے اُٹھ کے خوش خوش اپنے دار الحکومت میں آیا۔

امرا سلجوقیہ کا ایک گروہ جو بخوف فتنہ اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلافت مآب کی خدمت میں آگیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ وبہی خواہ ہوگیا ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط وکتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ سبھوں کو ملا لیا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروہ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سبھوں کی طرف سے شک پیدا ہو گیا مگر صرف اسی شخص کو گرفتار کرکے اسکے مال واسباب کو لٹوا لیا جسکے نام خط آیا تھا۔

Marfat.com

باقی رہنے اور امراء سلجوقیہ وہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ان کو بُلا بھیجا سلطان مسعود نے مخالفت و مزاحمت کی۔ اس سے باہم کسیقدر کشیدگی پیدا ہوئی۔ بعد اس کے سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے جنگ ملک طغرل پر چلنے کی درخواست کی ہنوز کوئی امر طے نہوا تھا کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی سلطان مسعود نے سُنتے ہی ہمدان کیطرف کوچ کیا۔ فوجوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔۔ رؤسار ملک وملت نے حاضر ہوکے فرمانبرداری واطاعت کی قسمیں کھائیں۔ غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور قلمدان وزارت شرف الدین انوشیروان خالد کو مرحمت کیا۔ یہ مع اپنے اہل وعیال کے سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد

ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے پر امراء سلجوقیہ کے چند سربرآوردہ اشخاص کو سلطان مسعود سے منافرت وکشیدگی پیدا ہوئی ازانجملہ یرنقش، کزل، اسنقر والی ہمدان اور عبدالرحمن بن طغرل بک وغیرہم تھے انہیں لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا ان سبھوں نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کرکے خلافت مآب سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہونچکے برسق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت وفرمانبرداری کا باہم معاہدہ کیا۔ چونکہ خلیفہ مسترشد کو دبیس کیطرف سے بدظنی تھی اسوجہ سے خلافت مآب نے سدید الدولہ بن انباری کو باستثناء دبیس، اور کل امراء کا امان نامہ مرحمت فرماکے ان لوگوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آیا اور امراء نے بغداد کا راستہ لیا خلافت مآب نے ان لوگوں سے بعزت واحترام ملاقات کی، اس سبب سے مابین خلافت مآب اور سلطان مسعود منافرت وکشیدگی بڑھ گئی رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہونچی کہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود بیسویں رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفیع میں پہونچکے پڑاؤ کیا والی بصرہ سے

امداد طلب کی اس نے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے سے انکار کیا مگر اور امراء سلجوقیہ جو خلافت مآب کے ہم رکاب تھے وہ خلافت مآب کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو برابر ابھارتے اور امداد کا وعدہ کر رہے تھے خلافت کا مقدمۃ الجیش کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہونچا بعد اس کے ماہ شعبان سنہ مذکور میں خود خلافت مآب نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے چھوڑ کر کوچ فرمایا۔ اس اثناء میں برسق بن برسق بھی آملا جسکی وجہ سے اسکی فوج کی تعداد سات ہزار تک پہونچگئی امراء اعراب، خلافت مآب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے۔ سلطان مسعود کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے ان لوگوں کی تالیف قلوب کی اور انکو اپنا ہم آہنگ بنالیا۔ ان لوگوں کے ملجانے سے اسکے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہونچگئی خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگ آور سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آگئے تا آنکہ خلافت مآب کی رکاب میں صرف پانچہزار فوج باقی رہ گئی ملک داؤد بن محمود نے اذربیجان سے یہ کہلا بھیجا "آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کو دینور کا قصد فرمائے"۔ چنانچہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود دینور کیجانب کوچ کیا۔ یرنقش باردار، نورالدولہ سنقر، کزل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھا۔ جاولی برسقی، شراب سالار اور اعلبک میسرہ میں۔ اعلبک وہ شخص ہے جسکو خلیفہ مسترشد نے امراء سلجوقیہ سے بہ الزام سازش سلطان مسعود گرفتار کیا تھا[۱] دسویں[۱] رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف معرکہ آرا ہوئے۔ اثناء جنگ میں خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑا۔ سلطان مسعود نے اس امر کا احساس کرکے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور متواتر حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ سلطان مسعود اسکو تاڑ گیا۔ فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلافت مآب کی فوج

---

[۱] اس مقام پر اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔ مترجم

Marfat.com

بھاگ کھڑی ہوئی خلیفہ مسترشد مع اپنے اسٹاف کے گرفتار کرلئے گئے جس میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زینبی، قاضی القضاۃ، خطیب، فقہاء اور شہود تھے خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اوتارا گیا باقی قلعہ سرخاب میں قید کردیئے گئے بعدہ سلطان مسعود نے میدان جنگ سے ہمدان کیجانب مراجعت کی۔

اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بک آبے محمدی کو شحنہ مقرر کرکے بغداد کیجانب روانہ کیا۔ اسکے ہمراہ عمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو وارد بغداد ہوا۔ خلیفہ مسترشد کے جسقدر املاک تھے سب کو ضبط کرلیا۔ مجلسرائے خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے، عورتوں نے واویلا کا شور مچایا۔ عوام الناس منبر کیطرف دوڑ پڑے اور اسکو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا۔ بازاروں میں ڈوند مچگئی۔ سروں پر خاک اوڑاتے شور وغل مچاتے شحنہ بغداد کی فوج سے جا بھڑے۔ کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے۔ والی اور حاجب شہر چھوڑ کے بھاگ نکلے۔ جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے فتنہ وفساد کے امن وعافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔

اسی عرصہ میں ماہ شوال سنہ مذکور میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ملک داؤد ابن سلطان محمود نے مراغہ میں علم مخالفت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کرکے ملک داؤد سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور بمعیہ خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہیں سے باہم مصالحت کے نامہ وپیام شروع ہوئے۔

راشد کی خلافت

ہم اوپر بیان کرآئے ہیں کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کیجانب روانہ ہوگیا ہے۔ اور خلیفہ مسترشد ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کردیا گیا ہے جسکی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے۔ روانگی مراغہ کیوقت سے

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کاران شرائط پر باہم صلح ہوئی۔

(۱) خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

(۲) خلیفہ مسترشد کو بخیال جنگ اور فتنہ فوج رکھنے کا اختیار نہو گا۔

(۳) کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نہ نکلیں صلحنامہ لکھے جانیکے بعد فریقین کے وکلا نے صلحنامہ کو اپنے اپنے دستخطوں سے مرتب کیا خلیفہ مسترشد بقصد واپسی بغداد سامان سفر درست کرنے لگا ردائے خلافت روبروائی گئی اتنے میں یہ خبر لگی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے۔ اسوجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کو سوار ہو گیا خلیفہ مسترشد کا خیمہ، شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب ہوا تقریباً بیس نفر باطنی یا اس سے کچھ زیادہ دفعتہً خلافت مآب کی خیمہ میں گھس پڑے اور اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سرکاٹ کر صلیب پر چڑھا یا یہ واقعہ سترہویں ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ ساڑھے سترہ سال خلافت کی، خلافت مآب کے مارے جانیکے بعد قاتلیں گرفتار کئے گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

بعد اسکے اسکا بیٹا ابوجعفر بولیعہدی اپنے باپ کے سریر خلافت پر رونق افروز ہوا بغداد میں بحاضری اراکین ملک وملت بعیت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اسوقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو ساحل غربی کو عبور کر کے تکریت کا راستہ لیا اور مجاہد الدین بہروز کے پاس جاکے قیام کیا۔

خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سرا وقہ دروازہ پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اسکے قتل پر مامور کیا تھا چنانچہ اس نے راہ چلتے اوسکا سر اوتار لیا۔

بعد قتل دبیس اسکا لشکر اس کے خدام ہاس ہوکے باپ صدقہ کے پاس حلہ میں جا کے مجتمع ہوئے قطلغ تکین بھی امن حاصل کرکے اسکے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیر بک شحنہ بغداد کو حلہ پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ امیر بک نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حلہ کیجانب روانہ کیا صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی۔ تا آنکہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ اسوقت صدقہ نے حاضر ہو کے مصالحت و صفائی کرلی اور اسکے ہمراہ رہا۔

راشد اور سلطان مسعود سریر خلافت پر خلیفہ راشد کے متمکن ہونے کے بعد یرنقش زکوئی سلطان مسعود کے پاس سے اُس زر نقد کے وصول کرنے کو بغداد آیا جسکا اقرار اسکے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جسکی تعداد چار لاکھ تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا "پدر بزرگوار ایک حبہ خزانہ میں نہیں چھوڑ گئے جو کچھ مال واسباب اور زر نقد تھا وہ ان کے ہمراہ تھا وہ سب کا سب لٹ گیا" یرنقش یہ یہ سنکے خاموش ہو رہا بعد اسکے لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ یرنقش محلسرائے خلافت پر دفعتہً قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ مہیا کر رہا ہے" خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کرلیں، شہر پناہ کی مرمت کرائی موقع موقع سے دُھس اور دمدمے بندھوائے۔ بعد اسکے یرنقش معہ امراء سلجقیہ کے سوار ہو کے محلسرائے خلافت کے لوٹنے کو نکلا عوام الناس اور خلافت مآب کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلافت مآب کے لشکر نے یرنقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ دار الخلافت سے نکلنے خراسان کا راستہ لیا۔ امیر بک شحنہ بغداد بھی خراسان کیجانب نکل بھاگا۔ یرنقش بھی بحال پریشان بنا بجیین میں جا کے دم لیا۔ عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص و عام کو خاطر خواہ لوٹا اس واقعہ سے مابین سلطنت پناہ

Marfat.com

اور خلافت مآب منافرت وکشید گی بڑھ گئی اراکین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے خلافت مآب کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔
ملک داؤد بن سلطان محمود معہ لشکر آذربیجان" بغداد کیجانب روانہ ہوا ماہ صفر سنہ ۵۳۰ھ میں وارد بغداد ہو کے محلسرائے سلطانی میں قیام کیا۔ عماد الدین زنگی موصل سے، یرنقش باز دار والی قزوین، قزوین سے، بقش کبیر والی اصفہان، اصفہان سے، صدقہ بن دبیس والی حلہ، حلہ سے، ابن برسق اور احمدیلی وغیرہم بھی آپہونچے ملک داؤد نے یرنقش باز دار کو بغداد کی شحنگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابو عبد اللہ حسن بن جہیر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا۔ زنگی کی سفارش سے اقبال رہا کر دیا گیا رہائی کے بعد اقبال زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابوالرضا بن صدقہ زنگی سے ملنے کو آیا اور چندے اسکے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اسکی سفارش کر دی خلافت مآب نے پھر اسکو عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔ قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آگیا تھا اور پھر اسکے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں سلجوق شاہ واسط پہونچگیا اور امیر بک آبی کو گرفتار کر کے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا زنگی یہ خبر پا کے واسط جا پہونچا اور دونوں میں مصالحت اور صفائی کرا کے بغداد واپس آیا۔

ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے بقصد جنگ سلطان مسعود بطریق خراسان کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اسکے رکاب میں تھا خلیفہ راشد بھی اپنی فوج آراستہ کر کے پہلی رمضان سنہ ۵۳۰ھ کو بغداد سے بطریق خراسان کیجانب روانہ ہوا۔ مگر تیسرے ہی روز واپس آیا ملک داؤد اور کل امراء کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ملک داؤد اور کل امراء و اراکین دولت واپس آئے اور اس امر پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے

اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کیجائے ۔ اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا "میں بدل و جان خلافت مآب کی اطاعت پر آمادہ ہوں مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے" خلافت مآب نے اس خط کو اراکین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کی ۔ چار ناچار خلافت مآب نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پاکے بغداد کا قصد کیا اور طے مسافت کر کے بغداد پہونچکے محاصرہ ڈالا ۔ اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی ۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کردی تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اوٹھا کے ہمدان کیطرف روانہ ہوا ۔ اس عرصہ میں طرنطائی والی واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آپہونچا ۔ سلطان مسعود نے اوسیوقت پھر بغداد کیجانب معاودت کی ، بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رُکا دجلہ کو ساحل غربی سے عبور کیا ۔ اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہل چل سی مچگئی ۔ سبھوں نے اپنا اپنا بوریا بندھنا سنبھال اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی ۔ زنگی اسوقت ساحل غربی پر سلطان مسعود کی فوج سے مصروف جدال و قتال تھا خلیفہ راشد نے اسکے پاس جاکے کل حالات بتلائے زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف کے حوالہ کر کے معہ خلافت مآب کے موصل کا راستہ لیا ۔ پندرہویں ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود مظفر و منصور بغداد میں داخل ہوا ۔ امن امان کی منادی کرادی قضاۃ ، فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلفنامہ دکھلایا جسمیں بخط خاص لکھا تھا "جسوقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جدال و قتال ہوں تو اسوقت

Marfat.com

میں معزول سمجھا جاؤں میں خود اپنے آپکو بار خلافت سے سبکدوش کر لونگا"۔ قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلع خلافت اور معزولی پر فتوی دیا۔ اراکین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور اسکے معایب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اسکے نام کا خطبہ موقوف کیا جائے چنانچہ اسکی خلافت کے ایک برس بعد ماہ ذیقعدہ میں بغداد اور کل بلاد اسلامیہ میں اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔

مقتفی کی خلافت

خلیفہ راشد کی معزولی اور اسکے نام کا خطبہ موقوف ہونیکے بعد سلطان مسعود نے اراکین دولت اور مشیران سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کے محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا محضر لکھوایا۔ محضر میں ظلم، غصب اور کل ان افعال کو تحریر کرایا جو منافی شان امامت اور خلافت تھے اخیر محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسے صفات ہوں وہ امامت وخلافت کی قابلیت نہیں رکھتا قاضی ابوطاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر فرمایا۔ اور قاضیوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ اندنوں دارالخلافت میں موجود نہ تھا۔ زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور صاحب مخزن ابن عسقلانی ساتھ ساتھ تھے۔ ابو عبداللہ بن مستظہر کو محلسرائے شاہی سے طلب کر کے سریر خلافت پر متمکن کیا۔ سلطان مسعود اور جدید خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کے حسب دستور بیعت کی بعد ازاں اراکین دولت ارباب مناصب، فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی۔ بارھویں ذی الحجہ ۵۳۰ھ کا یہ واقعہ ہے

Marfat.com

اور المقتفی لامر اللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان
وزارت سپرد کیا گیا معزول خلیفہ کی معزولی اور خلع خلافت کا گشتی فرمان تمام بلاد اسلامیہ
میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابوالقاسم علی بن حسین کو موصل سے طلب کرکے بدستور قاضی القضاۃ
کے عہدہ پر مامور کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ صاحب مخزن کو بھی اسکے سابق عہدہ پر بحال رکھا

جنگ سلطان مسعود و ملک داؤد

خلیفہ مقتفی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے
اپنی فوج کے ایک حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کو
روانہ کیا۔ بمقام مراغہ میں ملک داؤد سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو چار ہاتھ لڑکر ملک داؤد
بھاگ کھڑا ہوا۔ قراسنقر نے آذربیجان پر قبضہ کرلیا۔ اور ملک داؤد خوزستان
پہونچکے فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا
جنکی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح
کرکے تستر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اسوقت واسط میں تھا اپنے بھائی سلطان
مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کرکے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک
فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیجدی سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی پشت گرمی
سے تستر بچانے کو روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے کمال مردانگی اور ہوشیاری سے
مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو ہزیمت ہوئی۔

اندنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا معزول خلیفہ راشد موصل سے
عراق کا قصد نکر بیٹھے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانہ قیام میں سلطان مسعود نے
زنگی کو مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب
۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کرکے جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا خلیفہ
راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گذرا موصل کو چھوڑکر چل کھڑا ہوا سلطان مسعود نے
اس واقعہ سے مطلع ہوکے اپنے امراء لشکر کو اپنے بلاد کی طرف مراجعت کرنیکا حکم دیا۔

Marfat.com

صدقہ بن دبیس والی حلہ نے بھی اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلہ کیجانب معاودت کی۔ اسی اثناء میں ایک گروہ اُن امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جنہیں بقش سلامی، برسق بن برسق والی تستر اور سنقر خمارتکین شحنہ ہمدان تھا سلطان مسعود نے ان لوگوں سے بہ کمال خندہ پیشانی ملاقات کی۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا اور بقش سلامی کو دارالخلافت بغداد کی شحنگی عنایت کی۔ اس نے رعایا کو ظلم وستم سے پریشان کرنا شروع کیا۔

خلیفہ راشد موصل سے نکلکے آذربیجان کیجانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا مراغہ پہونچا۔ چونکہ بوزابہ والی خوزستان، امیر عبدالرحمن طغرلبک والی خلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے خالف اور اسکے مخالف تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے امیر منکبرس والی فارس کے پاس مجتمع ہو کے متفق ومتحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد وپیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کرنا چاہیے چنانچہ اس رائے کی مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا خلیفہ راشد نے ان لوگونکی درخواست کو منظور فرمایا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد ان لوگوں تک نہ پہونچ سکا اور اسکی خبر سلطان مسعود تک پہونچگئی۔ سلطان مسعود لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۲ھ میں دارالخلافت بغداد سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگونکو ہزیمت دیدی۔ امیر منکبرس والی فارس گرفتار کرلیا گیا سلطان مسعود نے اسکو اپنے روبرو قتل کرادیا۔ سارا لشکر اسکا تتر بتر ہوگیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزابہ اور عبدالرحمن نے سلطان مسعود کی کمی فوج کا احساس کر کے دوبارہ لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہوگیا۔ سلطان مسعود کے امراء لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہوگیا ازانجملہ صدقہ بن

دبیس، ابن قراسنقر اتابک والی آذربیجان اور عنتر بن ابوالعسکر تھا۔ اس واقعہ میں میدانِ جنگ، بوزابہ اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو ہزیمت ہوئی جسوقت بوزابہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے اسیوقت اُس نے اُن سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف کے قید کئے گئے تھے تہ تیغ کر دیا اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ فریقین کو ہزیمت ہوئی دونوں حریف کی فوجیں میدانِ جنگ سے گھونگھٹ کھا گئیں۔

بعد اس واقعہ کے سلطان مسعود نے آذربیجان کا قصد کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کیجانب قدم بڑھائے۔ اتنے میں خلیفہ راشد آپہونچا۔ بوزابہ نے جو اس گروہ کا سرا تھا فارس پر قبضہ کرنے کی رائے دی۔ چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہونچکے قبضہ حاصل کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

انہیں واقعات کے اثنا میں سلجوق شاہ بن سلطان محمود کو بغداد کے قبضہ کی طمع دامنگیر ہوئی لشکر آراستہ کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب بڑھا۔ بقش شحنہ بغداد اور نظر خادم امیر حجاج اسکی مدافعت کی طرف متوجہ و مصروف ہوا۔ بازاریوں اور اوباشوں کی بن آئی۔ قتل و غارتگری کی بغداد میں گرم بازاری ہو گئی۔ شرفا اور رؤسا بغداد چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ تا آنکہ سلجوق شاہ نے بے نیل مرام مراجعت کی بقش سلامی نے بغداد میں واپس آ کے لوٹ مار کرنے والوں کو چُن چُن کر قتل و قید کرنا شروع کیا اور خوب خوب ان لوگوں کو سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اسکے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل برادر عنتر بن ابوالعسکر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ

ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو عراق کا قصد کیا۔ خوارزم شاہ بھی انہیں لوگوں کے ہمراہ تھا۔ جسوقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہونچے۔ سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لئے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا۔ یہ لوگ اس خبر کو سُنکے متفرق و منتشر ہوگئے ملک داؤد فارس چلا گیا، خوارزم شاہ اپنے مقر حکومت کیجانب لوٹا خلیفہ راشد تن تنہا رہ گیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ اختیار کیا۔ اثنار راہ میں چند خراسانی غلاموں نے جو اسکے ہمرکاب تھے پندرہویں رمضان ۵۳۲ھ میں جسوقت کہ یہ کھانا کھا کے قیلولہ کر رہا تھا دفعتہً حملہ کرکے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

انہیں واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور ختم ہوجاتا ہے اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کیوجہ سے زمانہ کا رنگ دگرگون ہوجاتا ہے۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھل جاتے ہیں غلاف خانہ کعبہ جو منجانب سلاطین دار الخلافت بغداد سے آیا کرتا تھا اس سنہ میں نہیں آتا ہے۔ ایک سوداگر فارسی النسل جسکی آمد و رفت بذریعہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی وہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی طیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے۔ اوباشوں کی لوٹ مار اسی سنہ میں حد سے متجاوز ہوجاتی ہے یہانتک کہ یہ لوگ مجتمع ہوکے دار الخلافت بغداد کو آگھیرتے ہیں اور اسکا سردار اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیتا ہے شحنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع و قمع پر کمر باندھ کے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور گروہ کے سردار کو قتل کر ڈالتا ہے۔ عوام الناس اور رعایا ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور کل بیجا کارروائیوں کو بقش شحنہ بغداد کیطرف منسوب کردیتی ہے اس عداوت سے کہ اسنے پیشتر اسکے ان لوگوں کو ستایا تھا۔ پس سلطان مسعود بقش شحنہ بغداد کو گرفتار کرکے تکریت کے جیل میں ڈالدیتا اور بعد چندے مجاہد الدین بہروز والی تکریت کے پاس اسکے قتل کا حکم بھیجدیتا ہے

پس مجاہدالدین بہروز قتش کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اس اثنا میں ۵۳۳ھ کا دور آجاتا ہے۔
سلطان مسعود ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد بغداد ہوتا ہے۔ سلطان مسعود
موسم سرما کو ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پر چلا جایا کرتا تھا۔
اس مرتبہ جب دارالخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹکس معاف کر دیئے۔ اور رجوب قلم
سے معافی کا حکم لکھوا کے بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر تختیاں کرا دیا عوام الناس کو
اور رعایا سے لشکر کا بھی ٹکس معاف کر دیا۔ اس سے لوگوں نے اسکو دعا اور ثنا
سے یاد کرنا شروع کیا۔

وزارت خلیفہ ۵۳۴ھ میں مابین خلیفہ مقتفی اور وزیرالسلطنت علی بن طراد زینبی
اَن بَن ہو گئی۔ بوجہ سے کہ وزیرالسلطنت خلافت مآب کے کاموں پر اکثر معترض ہوجاتا
تھا وزیرالسلطنت کو اپنی اس حرکت سے خوف پیدا ہوا سلطان مسعود کے پاس جا کے
پناہ گزیں ہوا۔ سلطان مسعود نے وزیرالسلطنت کی سفارش کی مگر خلافت مآب نے
اسکو عہدۂ وزارت پر بحال نہ فرمایا بلکہ اسکے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور بجائے
اسکے قاضی القضاۃ زینبی کو جو برادرزادہ وزیر تھا مامور فرمایا بعد چندے اسکو معزول
کر کے سدیدالدولہ انباری کو یہ عہدہ عنایت کیا بعدازاں ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود
دارالخلافت بغداد میں آیا۔ معزول وزیر کو اپنے دارالحکومت میں موجود پایا۔ اپنے
وزیر کو خلافت مآب کی خدمت میں وزیرالسلطنت کی عفو تقصیر کرانے اور اُسکو اُس کے
مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا۔ چنانچہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کی
درخواست پر وزیرالسلطنت کو اسکے مکان پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شحنگی بغداد ۵۳۶ھ میں مجاہدالدین بہروز شحنہ بغداد معزول کیا گیا۔ سلطان
محمود کے خدام میں سے امیر کزل جو حکومت بصرہ پر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا۔ اس
تبدیلی سے اوباشوں نے بےحد فائدہ اُٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دارالخلافت بغداد

Marfat.com

میں وارد ہوا تو اسنے اس نقصان کا احساس کرکے مجاہد الدین بہروز کو پھر شحنگی بغداد پر متعین کیا مگر اس مرتبہ مجاہد الدین کی شحنگی سے لوگوں کو نفع نہ پہونچا۔ اسوجہ سے کہ اوباشوں نے ابن وزیر اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا ساز کرلیا تھا جو مال غارتگری سے ہاتھ آتا اسمیں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہد الدین شحنہ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ کے انسداد نہ کرنے پر سخت تنبیہ کی نائب نے عرض کی ''حضور ہم خانہ زادوں کا اسمیں کچھہ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے ساز کرلیا ہے اسوجہ سے اسکا انسداد نہیں ہوسکتا'' سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ بعد تحقیق وتفتیش واقعہ میں ان دونوں کو صلیب پر چڑھا دونگا۔ چنانچہ اپنے سالے ابن قاروت کو گرفتار کرکے صلیب دیدی ابن وزیر ہاتھہ نہ آیا بھاگ گیا۔ اکثر اوباش گرفتار کرلئے گئے اور کچھہ بھاگ گئے رعایا اور خلق اللہ کو انکے ظلم وستم سے پناہ ملی۔

امیروں کی سرکشی اور قتل

۵۴۱ھ میں بوزابہ والی فارس وخوزستان معہ اپنی فوج کے قاشان کیجانب روانہ ہوا ملک محمد بن سلطان محمود بھی اسکے ہمراہ تھا ملک سلیمان شاہ بن سلطان محمد ان لوگوں سے آملا۔ بوزابہ نے امیر عباس والی رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متفق ہوکے سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی اور سلطان مسعود کے اکثر بلاد مقبوضہ پر قبضہ کرلیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہوکے بغداد سے روانہ ہوا امیر مہلہل اور نظر خادم معہ ایک گروہ غلامان بہروز کے آپہونچا۔ اس مہم میں امیر عبد الرحمن طغر لبک حاجب بھی شریک تھا یہ شخص نہایت چالاک اور صاحب قابو تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا بزور کرالیتا تھا۔ باوجود اسکے اس کا میلان طبع اُن دونوں بادشاہوں کیطرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے۔ سلطان مسعود اور امیر عبد الرحمن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہونچکے مورچہ

قائم کیا نامہ وپیام شروع ہوا سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا باتوں باتوں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمن دونوں فریق کی اصلاح کر رہا تھا آخر کار فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ امیر عبدالرحمن کو علاوہ اُن شہروں کے جو اُسکے زیر حکومت تھے آذربیجان اور ارمینیہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوئی۔ ابوالفتح بن وراست کو سلطان مسعود کی وزارت دیگئی یہ بوزابہ کا وزیر تھا۔ ان لوگوں نے سلطان کو بہ حکمت عملی ایسا کچھ دبالیا کہ وہ اپنے تصرفات اور احکام جاری و نافذ نہ کرسکتا۔ بظاہر یہ لوگ اسکے ساتھ تھے مگر حقیقتاً میں اس سے علیحدہ تھے بک ارسلان بن بلنکری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملالیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اسکا پروردہ تھا۔ اسکی سازش سے ان لوگوں نے خاصہ فائدہ اُٹھایا سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم نہ مارتا تھا۔ غرض جب عبدالرحمن والی طلخال اور بعض آذربیجان کا تحکم واستیلاء اسدرجہ بڑھگیا کہ سلطان مسعود نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت اسکے قبضہ اقتدار میں آگئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرماکے اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمن کے مارڈالنے کا اشارہ کیا خاص بک نے اگرچہ اُن امراء سے سازش کرلی تھی جو صورتاً سلطان مسعود کے ہواخواہ تھے اور معناً مخالف۔ مگر سلطان مسعود کے حالات سُنکے خاص بک کا دل بھر آیا۔ رخصت ہوکے اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو بلاکے عبدالرحمن کے قتل کا اشارہ کردیا چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن کے سر پر ایک گرز رسید کیا جبکہ وہ اپنی فوج میں تھا۔ عبدالرحمن چکراکے زمین پر گرا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والی رے اسکے ہمراہ تھا۔ اسکا لشکر سلطانی لشکر سے بدرجہا زیادہ تھا۔ اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا

Marfat.com

سلطان مسعود کو اسکا احساس ہوگیا بے رخی وملاطفت پیش آنے لگا ایک روز موقع پاکے اپنے محلسرا میں بلا بھیجا۔ جسوقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کے سر پر سلطانی کیطرف بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کردیا غلامون نے لپک کر سر اوتار لیا۔

عباس سلطان محمود کا غلام تھا خلیق، عادل، رعایا پرور، امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا۔ اس فرقہ پر عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اسنے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ میں اسکا واقعہ قتل وقوع میں آیا۔

عبدالرحمن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کردیا۔ شدہ شدہ ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزابہ والی فارس تک پہونچی فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کرکے اصفہان پر چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی محاصرہ ڈالدیا۔ بعد چندے اصفہان سے محاصرہ اٹھا کے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام مرج قراتکین مین مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر جی توڑ توڑ لڑے۔ اثنائے جنگ میں بوزابہ مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اسکو آلگا تھا جسکے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعضون کا بیان ہے کہ زندہ گرفتار ہوگیا تھا سلطان مسعود نے اسکو قتل کروایا الغرض بوزابہ کے قتل ہوتے ہی اسکے لشکر میں بھگدڑ مچگئی کوئی ہمدان کیطرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں جاکے دم لیا۔

جسوقت سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جنکو جنکو قتل کرنا تھا قتل کرچکا تو امیر خاص بک کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کرلیا۔ چونکہ امیر خاص بک میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ تھوڑے دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہوگیا۔ تمام ممالک محروسہ میں اسکے احکام جاری وساری ہونے لگے۔

Marfat.com

اراکین دولت کو یہ ناگوار گزرا حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا
خاموش رہے۔ پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کیا جاوے
جو عباس، عبدالرحمن اور بوزابہ کے ساتھ برتا گیا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان
مسعود کی ترک رفاقت کر کے عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے ایلدکز مسعودی والی گنجہ
و ارانیہ و قیصر، بقش کون والی صوبجات جبل، حاجب یعنی مسعودی، طرنطائی محمودی
شحنہ واسط اور ابن طغایرک وغیرہم نامی امیر بخوف جان نکل بھاگے کوچ و قیام
کرتے ہوئے حلوان پہونچے۔ اہل بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ مقتفی شہرپناہ
کی مرمت کرانے لگا۔ اور ان لوگوں سے کہلا بھیجا "آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں
نہ آئے" ان لوگوں نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ چلتے چلتے ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں
بغداد پہونچ گئے ملک محمد بن سلطان محمود انہیں لوگوں کے ہمراہ تھا بغداد کے شرقی
جانب یہ لوگ مقیم ہوئے مسعود جلال شحنہ بغداد بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے
لوگوں پر اور بد حواسی چھا گئی۔ اسی اثنا میں علی بن دبیس والی حلہ آگیا اور جانب
غربی بغداد میں قیام کیا۔ خلیفہ مقتفی نے شہر کی محافظت کی غرض سے متعدد فوجیں مرتب
کیں۔ بغداد کے عوام الناس اور امیروں میں لڑائی چھڑ گئی کئی بار لڑائی ہوئی کبھی
امراء، عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوتے عوام الناس دور تک ان کا
تعاقب کرتے چلے جاتے بعد ازاں وہ دفعۃً لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت
بیرحمی سے قتل اور پائمال کرتے۔ اس قسم کے واقعات بدفعات وقوع میں آئے۔ غارتگری اور
قتل کے ہنگامے برپا رہے۔ چند دنوں بعد کل امراء مجتمع ہو کے تاج کے مقابل گئے۔ زمین
بوسی کی جسارت اور دلیری کا عذر کیا۔ خلافت مآب اور ان لوگوں سے خط و کتابت
شروع ہوئی۔ آخرکار ان لوگوں نے بغداد کو چھوڑ کے نہروان کا راستہ لیا۔ مسعود جلال
شحنہ بغداد تکریت سے بغداد واپس آیا۔ دیہاتوں۔ قصبات اور شہروں کو تاخت

Marfat.com

وتاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق و منتشر ہو گئے
باوجودیکہ تمام ملک میں ہل چل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلاد جبل ہی میں مقیم رہا۔
اس سے اور اسکے چچا ملک سنجر سے برابر خط وکتابت ہوتی رہی اور یہ اوسکو خاص ملک
کے بڑھانے پر اور ارکین و دولت کی علیحدگی پر نصیحت فضیحت کر رہا تھا۔ اتنے میں
۵۴۴ھ کا دور آگیا۔ ملک سنجر نے رے کیجانب کوچ کیا۔ سلطان مسعود یہ خبر پاکے اپنے
چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے ملک سنجر نے قبول کر لئے۔
بعد اسکے رجب ۵۴۴ھ میں ارکین دولت کا ایک گروہ جسمیں لقبش کون طرنطائی
اور ابن دبیس وغیرہم تھے عراق کیجانب واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود انہیں
لوگون کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط
وکتابت کی مگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کرکے دار الخلافت کی قلعہ
بندی کرلی۔ سلطان مسعود کو ان لوگون کے آنیکا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنیکا
وعدہ کیا۔ لیکن اپنے چچا ملک سنجر کیوجہ سے نہ آسکا رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ
خبر لگی کہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا تھا تو اسنے جی کھول کے
نہروان کو لوٹ لیا۔ علی بن دبیس کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا طرنطائی نعمانیہ کیجانب
بھاگ گیا بعد اسکے نصف ماہ شوال ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا بقش
نے یہ سنکے نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کیوقت علی بن دبیس کو رہا کر گیا۔

وزارت ۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا
چونکہ زمانہ محاصرہ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے
کام لیا تھا اسوجہ سے اسکے صلہ میں خلافت مآب نے عہدہ وزارت عطا فرمایا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی پہلی ماہ رجب ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود نے اپنی حکومت کے
اکیسویں سال اور اپنے بھائی کی منازعت کے بیسویں برس مقام

ہمدان میں وفات پائی۔ امیر خاص بک بن بلنکری نے جو اسکے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اسکے برادرزادہ ملک شاہ بن سلطان محمود کو سریر حکومت پر بٹھایا۔ حکومت وسلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جسنے بغداد میں حکومت کی اس کے مرنے سے خاندان سلجوقی کی سعادت اور نیکنامی مفقود ہوگئی۔ اسکے بعد کوئی شخص ایسا نہ ابھرا کہ اسکی طرف التفات کیجاتی خلیق، کثیرالمزاح، عادل اور نماز و روزہ کا پابند تھا۔

سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسرگروہی امیر سالار کرد حلہ پر قبضہ کرنیکو روانہ کی۔ امیر سالار کرد نے پہونچتے ہی حلہ پر قبضہ کرلیا مسعود جلال شحنہ بغداد یہ خبر پاکے حلہ چلا آیا امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر ثنا و صفت کی۔ اور اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ دو ہی چار روز بعد موقع پاکے امیر سالار کرد کو گرفتار کرکے دریا میں ڈبوا دیا اور خود حلہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب کو اسکی خبر لگی۔ ایک لشکر مرتب کرکے بافسری وزیر السلطنت عون الدولہ ابن ہبیرہ، مسعود جلال کی سرکوبی کو روانہ فرمایا مسعود جلال بھی لشکر آراستہ کرکے دریائے فرات کو عبور کیا اور کمال مردانگی سے سینہ سپر ہوکے مقابلہ پر آیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی اور باغی وسرکش کو شہر میں گھسنے ندیا۔ مجبوراً تکریت کیطرف لوٹا۔ اور وزیر السلطنت مظفر ومنصور حلہ میں داخل ہوا۔ بعد ازاں وزیر السلطنت نے ایکدستہ فوج کوفہ کیطرف اور ایکدستہ فوج واسط کیجانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط کیطرف آئی۔ خلافت مآب کی فوج نے واسط کو چھوڑ دیا۔ خلافت مآب یہ سنکے بنفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پر آپہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ دو چار روز قیام کرکے حلہ کیطرف کوچ

Marfat.com

فرمایا بعدہ دسویں ذیقعدہ ۵۴۷ھ کو دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

ان واقعات کے بعد امیر خاص بک جو سلطان ملک شاہ کو بحکمت عملی دبائے ہوئے تھا اس طمع میں کہ خود مستقل حکمران ہو جائے سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو گیا۔ ملک محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلا بھیجا اور پہلی صفر سنہ مذکور میں اسکے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی نفیس نفیس تحائف قیمتی قیمتی ہدایا پیش کئے۔ مگر دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے اسکو بھی گرفتار کرکے اپنی حکومت سلطنت کی بیعت لینا چاہئے۔ بیعت و تخت نشینی کے دوسرے روز امیر خاص بک ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اسکے تیور سے تاڑ گیا کہ اسکی نیت اچھی نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کے اسکی گردن اتار لی۔ ابدغدی ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بک کے مصاحبوں سے تھا خاص بک کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا۔ لیکن خاص بک نے اسپر کچھ توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اُس کے لشکرگاہ کو لوٹ کے خوزستان میں جاکے دم لیا۔

امیر خاص بک ایک ترکمان کا لڑکا تھا۔ تیز، ذہین اور ہوشیار تھا۔ سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اسکو اسقدر عروج ہوا کہ کل اراکین دولت اس سے دب گئے۔

محاصرہ تکریت ۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتفی نے ایک فوج بسر افسری پسر وزیر عون الدولہ اور امیر ترشک جو خلافت پناہی کا خاص مصاحب تھا تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمایا اتفاق وقت سے مابین پسر وزیر اور ترشک اَن بَن ہو گئی۔ امیر ترشک نے اس خوف سے کہ مبادا پسر وزیر مجھے گرفتار نہ کر لے مسعود جلال شحنہ والی تکریت سے ملکے پسر وزیر اور اُن امیروں کو جو اسکے ساتھ تھے گرفتار کرکے والی تکریت کے حوالہ کر دیا والی تکریت نے انکو جیل میں ڈالدیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچگئی۔ لشکر کا حصہ کثیر دریا دریا میں ڈوب گیا ترشک اور شحنہ نے طریق خراسان کا قصد کیا اثناء راہ میں جسقدر آبادیاں

Marfat.com

پڑیں انکو تاخت وتاراج کرنے لگے ۔ خلافت مآب نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے ۔ خلافت مآب نے تکریت پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا چند روز محاصرہ کئے رہے بعدازاں دارالخلافت کی جانب مراجعت فرمائی ۔

بعد اس کے ۵۴۹ھ میں خلافت مآب نے پسر وزیر وغیرہ قیدیوں کی رہائی کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کرلیا ۔ تب خلافت مآب نے انکی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی ۔ اہل تکریت نے مقابلہ کیا خلافت مآب کی فوج شہر پر قبضہ نہ کرسکی ۔ خلافت مآب کو اسکی خبر لگی لشکر مرتب فرماکے ماہ صفر سنہ مذکور میں بذاتہ اس مہم پر تشریف لیگئے ۔ شہر تکریت پر تو پہونچتے ہی قبضہ کرلیا باقی رہ گیا قلعہ تکریت ۔ وہ مفتوح نہوا تھا ، محاصرہ ڈالدیا ۔ چند روز محاصرہ کرکے آخری ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو بے نیل مرام بغداد کی طرف مراجعت کی ۔ بغداد پہونچکے وزیرالسلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ محاصرہ قلعہ تکریت پر روانہ کیا قلعہ شکن منجنیقیں ، آلات حصار ، اور بیحد سامان جنگ مرحمت فرمایا ۔ ساتویں ربیع الثانی کو وزیر سلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چہار طرف سے ناکہ بندی کرکے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا ۔ اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ مسعود جلال شحنہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لئے ہوئے تکریت میں آگئے ہیں انہیں لوگوں کے ساتھ لقش کون بھی ہے انہیں لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر ابھارا تھا اگرچہ اسپر وہ آمادہ نہیں ہوا مگر یہ لشکر اوسنے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا ہے علاوہ اسکے ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر اس لشکر میں آملا ہے ۔ خلیفہ مقتفی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کی غرض سے کوچ کردیا مسعود جلال شحنہ ایک چلتا پرزہ تھا یہ سمجھ کے کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہ کرسکونگا ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک

مدت سے تکریت میں قید تھا خلافت مآب کے مقابلہ پر طیار کیا اور اپنی فوج اور نیز سلطانی لشکر کو یہ دم پٹی دی کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اسکے ساتھ ہو کر مدعی خلافت سے لڑو جو درحقیقت سزاوار خلافت نہیں ہے۔ بمقام عقربابل میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار آخری رجب کو خلافت مآب کا میمنہ شکست کھا کے بغداد کیجانب بھاگا۔ فتحمند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی گھمسان لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ خلافت مآب کے لشکر کا حصہ کثیر اگرچہ بھاگ گیا تھا مگر خلافت مآب نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے اور اپنی بقیہ فوج کو لڑاتے رہے اس استقلال اور ثابت قدمی کا یہ نتیجہ ہوا کہ عجمی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی خلافت مآب کو فتح نصیب ہوئی۔ ترکمانوں کا کل مال واسباب لوٹ لیا گیا عورتیں لونڈی لڑکے غلام بنائے گئے۔ بقش کون معہ ارسلان بن طغرل کے قلعہ مہاکین بھاگ گیا اور خلافت مآب نے پہلی شعبان سنہ مذکور کو دارالخلافت بغداد کیجانب مراجعت فرمائی۔

بعد اس واقعہ کے مسعود جلال شحنہ اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور بقصد غارتگری واسط کیطرف بڑھے خلافت مآب نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلال وغیرہ کی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوںکو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لیکے دارالخلافت بغداد واپس آیا خلافت مآب نے خوش ہوکر "سلطان العراق" کا لقب عنایت کیا۔

ارسلان بن طغرل جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو بقش کون کے ساتھ قلعہ مہاکین چلا گیا تھا سلطان محمد نے یہ خبر پاکے بقش کون کو ارسلان کے حاضر کرنے کو لکھ بھیجا اتفاق یہ کہ بقش کون اسی سنہ کے ماہ رمضان میں مر گیا اور ارسلان، بقش کے

بیٹے اور حسن خازندار کے قبضہ میں رہگیا۔ یہ دونوں اوسکو بلاد جبل لیکر چلے گئے پھر وہاں سے ابوالبهلوان شوہر مادر سلطان محمد کے پاس جا پہونچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ اس ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کا آخری یادگار رہا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتفی نے ۵۵۰ھ میں وقوقا پر فوج کشی کی چند روز تک اسپر محاصرہ ڈالے رہا۔ بعدازان یہ خبر پاکے کہ لشکر موصل اسکی مدافعت کو آرہا ہے دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شملہ ترکمان نسل کا تھا اسکا نام ایدغدی تھا اور امیر خاص بک ترکمانی کے خاص مصاحبوں سے تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بک کو قتل کیا اسی روز بخوف جان خوزستان کیجانب بھاگ کھڑا ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پاکے کہ شملہ خوزستان کیجانب جا رہا ہے ایک فوج اسکی تعاقب پر روانہ کی شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور بکمال مردانگی سے اسکو ہزیمت دیکے اسکے سرداروں کو قید کرلیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد انکو رہا کرکے خلافت مآب کی خدمت میں بھیجدیا اور اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ خلافت مآب نے اسکا عذر منظور فرمالیا۔ شملہ خوزستان کیطرف بڑھا اور اسکو ملک شاہ بن سلطان محمود کے قبضہ سے نکال کے خود حکمرانی کرنے لگا۔

ابتداء دولت بنی خوارزم شاہ

سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا صلبی لڑکا تھا جسوقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ہم اسکے حالات کے ضمن میں مفصل بیان کرینگے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مامور کیا اور محمد بن انوش تکین کو امیر داد حبشی بن بوساق کیجانب سے خوارزم پر متعین فرمایا۔ پھر جب سلطان محمد نے علم حکومت

Marfat.com

بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کی بابت جھگڑا اور یہ فساد ایک مدت تک برابر جاری رہا۔ اُسوقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی اسوجہ سے کہ وہ اسکا حقیقی بھائی تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا رہا تاآنکہ سلطان محمد کے بعد اسکی اولاد میں مخالفت پیدا ہوئی۔ اسوقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور معتمد علیہ تھا ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دارالخلافت بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اوسکو "سلطان العراق" کے لقب سے یاد کرتا بعدازاں ترکوں میں سے خطا کا گروہ دڑہائے کوہستان چین سے نکلا اور اسنے ماوراءالنہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ[1] ملوک ترکستان سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا جیساکہ ہم آیندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو بالتفصیل بیان کرینگے سلطان سنجر نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی۔ ترکان خطا نے اُسکو ہزیمت دیکے اسکے لشکر کے حصہ کثیر کو کاٹ ڈالا اس سے اسکے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہوگیا اور خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع ملگیا۔ ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ بلاد ترکستان پر قابض ہوتے تو غز کو جو وہاں پر یادگار بقیہ سلجوقیہ تھے تنگ کرکے خراسان کیطرف نکال دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی شروع حکومت میں خراسان کو اپنا مقر حکومت بنالیا تھا اور اسپر قابض و متصرف ہوئے تھے اور انکے بقیہ اخلاف جو غز کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آرہے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جمایا۔ پھلے پھولے اور بڑھے بعدازاں جب انکا شور و شر بڑھا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں انپر فوج کشی کی ان لوگوں نے سلطان سنجر کو ہزیمت دی۔ اُسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا

نوٹ ۱؎ سلاطین خانیہ افراسیاب ترکی نسل سے تھے اور مسلمان تھے انکا مورث اعلیٰ ایشین قراخاقان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۰۔

اور اوسکو قید بھی کرلیا۔ کل بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہوگئے امرا و اراکین دولت منتشر و متفرق ہوگئے۔ جو جس شہر پر پہونچا اوسکو وہ داب بیٹھا۔ ترکان خطا کو بھی پیر زبر کرنے لگے۔ سلطان سنجر کو نظر بند کیئے ہوئے تمام ملک کو لوٹتے پھرتے تھے یہی ذریعہ اونکے لوٹ لینے اور تاخت و تاراج کرنیکا تھا رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہوگئے تا آنکہ سلطان سنجر انکی حراست سے ۵۵۱ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی تمنا لیئے ہوئے مرگیا۔ اسوقت خراسان انکے امیروں پر تقسیم ہوگیا جیساکہ آیندہ ہم ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کرینگے۔ بعدازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد پر اور نیز اصفہان، رے اور صوبجات غزنہ پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کرلیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ چنگیز خان بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں انکے دولت و حکومت کا خاتمہ کردیا جیساکہ ہم آیندہ جہاں پر ان لوگوں کے حالات علیحدہ وجداگانہ تحریر کرنے والے ہیں ضبط تحریر میں لائینگے انشاء اللہ تعالی۔

جنگ سلیمان شاہ وسلطان محمد

سلیمان شاہ بن محمد برسوں سے اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اسکے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا۔ پس جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کرکے گرفتار کرلیا تو سلیمان شاہ اسکے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ بعدازان ترکان غز سے یہ بھی مغلوب ہوا۔ بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہونچا۔ خوارزم شاہ نے اسکی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اسکا نکاح کردیا لیکن بعد چندے کسیوجہ سے ناراض ہوگیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا۔ شحنہ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا تب سلیمان شاہ نے قاشان کیجانب کوچ کیا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پاکے ایک فوج بھیجدی جسنے غریب سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہونے دیا۔ بدرجہ مجبوری

Marfat.com

خوزستان کا رخ کیا۔ وہاں ملک شاہ نے روکا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز نہ سنائی دی اور تلوار و نیزوں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا سید محسن کے پاس قیام پذیر ہوا۔ خلافت مآب سے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آیندہ خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہونگا اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں رہن کر دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جسکی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور ارا کین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ ماہ محرم ۵۵۱ھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ، ارا کین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی نامی ممبر موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس امر کا اقرار کیا کہ آئندہ عراق سے متعرض نہونگا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کے خلعت دی۔ جامع بغداد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اسکو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے باپ کے تھے اور لشکر بغداد سے تین سو سوار مرحمت فرمائے۔ امیر قویدان والی حلہ کو طلب فرما کے اسکا امیر حاجب مقرر کیا۔

ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کیجانب کوچ کیا اور خلافت مآب کا موکب ہمایوں حلوان کیطرف روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود برادر سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلافت مآب نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس امر کا عہد کیا کہ بعد سلیمان کے ملک شاہ وارث تخت و تاج ہوگا۔ بعد اسکے خلافت مآب نے دونوں کو مال و اسباب، زر نقد اور آلات حرب سے مدد دی۔ سب کے سب مجتمع ہو کے ہمدان اور اصفہان کیطرف بڑھے ایلدکز والی بلاد اران بھی انہیں لوگوں میں آملا جس سے انکی جمعیت بہت بڑھ گئی

Marfat.com

سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر لگی۔گھبرا کے قطب الدین مودود زنگی
والی موصل اور اسکے نائب زین الدین کو خط لکھا۔امداد طلب کی۔ان لوگوں نے
نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے معہ ان لوگوں کے سلیمان
شاہ سے مقابلہ کرنے کو خروج کیا ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں فریقین نے صف
آرائی کی۔کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخرکار سلیمان شاہ کو ہزیمت ہوئی سارا لشکر
متفرق و منتشر ہوگیا۔ایلدکز اپنے شہر بھاگ گیا۔سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ اختیار
کیا شہر زور ہو کر گزرا زین الدین کوجک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی
امیر بزان نے جو زین الدین کیطرف سے شہر زور پر حکمرانی کر رہا تھا آگے بڑھ کے راستہ
روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے حملہ کر دیا سلیمان شاہ سے کچھ بن نہ آئی گرفتار
ہوگیا زین الدین نے موصل میں لاکے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت
کے ذریعہ سے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

محاصرہ بغداد سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے
نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے۔خلافت مآب نے اس سے انکار کیا تھا۔
طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیکے اسکے نام کا خطبہ
پڑھوایا جیسا کہ ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو۔سلطان محمد کو یہ امر ناگوار گزرا لشکر آراستہ
کرکے ہمدان سے عراق کیجانب کوچ کیا۔ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں عراق پہونچا قطب الدین
اور اسکے نائب زین الدین کیطرف سے لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا
بغداد میں اس سے بیحد اضطراب پیدا ہوگیا۔خواص اور عوام کے ہوش و حواس جاتے
رہے۔خلافت مآب نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ فرمائی۔خطلوبرس والی واسط ایک
لشکر لیکے آ پہونچا۔مہلہل نے حلہ پر قبضہ کرلیا۔وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی میں
مصروف ہوا۔موقع موقع سے ڈھس بند ہوائے نہریں کھدوائیں۔مورچے قائم کئے

پلوں کو توڑوا دیا۔ اور کل کشتیاں تاج کے نیچے جمع کرلیں۔ اہل بغداد غربی جانب سے وسط بغداد میں آرہے ہے۔ مال واسباب محاسرائے خلافت میں رکھوا دیا گیا بعدازاں خلیفہ مقتفی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کرکے محاصرین کی مدافعت کو نکلا ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل شرقی پر ایک پل بندھوا کے عبور کیا اور اس جانب بھی ہنگامہ کارزار گرم کردیا۔ اسوقت بغداد میں دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ محصوروں پر دائرہ حیات تنگ ہو رہا تھا۔ رسد وغلہ کی کمی محسوس ہو چلی تھی۔ گھمسان لڑائی ہو رہی تھی محاصروں نے ناکہ بندی کرلی تھی باہر کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی تھی لشکر موصل آنیکو تو میدان جنگ میں آگیا تھا لیکن اسوجہ سے کہ سلطان نورالدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا زین الدین کو خلافت مآب سے جنگ کرنے پر ملامتانہ خط لکھ بھیجا تھا جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا۔ اثناء جنگ میں یہ خبر لگی کہ ملک شاہ اور ایلدکز والی بلاد اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر پہونچکے قبضہ کرلیا ہے سلطان محمد یہ سنتے ہی محاصرہ سے دست کش ہو کے آخری ماہ ربیع الاولی ۵۵۲ھ میں ہمدان کیطرف کوچ کرگیا اور زین الدین نے موصل کیجانب معاودت کی۔

سلطان محمد نے جسوقت ہمدان کا قصد کیا تھا ملک شاہ اور ایلدکز معہ اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے رے چلے آئے تھے۔ اینانج شحنہ رے نے مزاحمت کی لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اینانج کو ہزیمت دیدی سلطان محمد نے یہ خبر پاکے امیر سقمان بن قایماز کو بسرافسری ایک فوج کے اینانج کی کمک پر روانہ کیا۔ امیر سقمان ہنوز رے نہ پہونچنے پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکز رے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصد محاصرہ بغداد جا رہے تھے اثناء راہ میں امیر سقمان سے مڈبھیڑ ہوئی ایک خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو ہزیمت ہوئی سلطان محمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ملک شاہ اور ایلدکز کے

تعاقب میں خوزستان کیجانب کوچ کیا حلوان میں پہونچکے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ایلدکز تو اسوقت دینور میں ٹھیرا ہوا ہے۔ اور اینانج نے بعد روانگی و واپسی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کے قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس خبر کی استماع سے سلطان محمد کے تن مردہ میں جان سی پڑ گئی اسیوقت ہمدان کیجانب معاودت کا حکم دیدیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز۔ ان کے رفقاء متفرق اور منتشر ہو گئے شملہ والی خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے چار ناچار اپنے اپنے شہروں کیطرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

جنگ مقتفی واہل نواحی سنقر ہمدانی والی لحف نے ان جھگڑوں اور نزاعات میں سواد بغداد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ایک خاصہ لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا خلیفہ مقتفی کو جب ایک گونہ اس سے فراغت حاصل ہوئی تو اُسنے سنقر ہمدانی کی سرکوبی کیجانب توجہ کی ماہ جمادی الاولی ۵۵۳ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کیطرف بڑھا۔ لحف کے قریب پہونچکے امیر خطلوبرس نے گذارش کی "خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کریگا" خلیفہ مقتفی نے اس رائے کو پسند فرما کے امیر خطلوبرس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلوبرس نے سنقر کے پاس جا کے سمجھایا بوجھایا اور اُسکو مُطیع خلافت کا مطیع بنا کے خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا کل حالات عرض کئے۔ خلافت مآب نے خوش ہو کے امیر خطلوبرس اور امیر ارغش کو بلاد لحف میں جاگیریں عنایت فرما کے دارالخلافت کیجانب مراجعت کی۔

بعد واپسی خلافت مآب امیر ارغش نے بلاد لحف کا قصد کیا۔ سنقر امیر ارغش کو بلاد لحف سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا امیر خطلوبرس یہ خبر پا کے دارالخلافت بغداد سے ایک لشکر لیکے روانہ ہوا۔ سنقر مقابلہ پر آیا گھماگھمی کی لڑائی ہوئی۔ میدان امیر خطلوبرس کے ہاتھ رہا سنقر کو ہزیمت

Marfat.com

ہوئی چار سو سواروں کی جمعیت سے قلعہ ماہکی کیطرف بھاگ گیا جو امیر قایماز عمیدی کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ بعد اس کے ۵۴۰ھ میں اپنی فوج کو آراستہ اور درست کر کے پھر بلاد سحف کا قصد کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو ہزیمت ہوئی کمال ابتری سے بغداد کیجانب مراجعت کی۔ خلافت مآب نے یہ خبر پا کے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو آراستہ کر کے نعمانیہ کیجانب کوچ فرمایا۔ اور بطور مقدمۃ الجیش ایک فوج بسر افسری ترشک، سنقر کی سرکوبی کو روانہ کی سنقر نے پہ سنکے پہاڑوں کا راستہ لیا۔ ترشک نے اسکے پس ماندہ مال و اسباب کو لوٹ کے قلعہ ماہکی پر محاصرہ ڈالدیا چندے محاصرہ کر کے بندنیجین کیطرف مراجعت کی اور ایک عرضداشت اطلاعی دار الخلافت بغداد میں بھیجدی۔

سنقر بحال پریشاں ملک شاہ کے پاس پہونچا ملک شاہ نے پانچسو سواروں سے اسکی مدد کی پھر کیا تھا سنقر نے پھر اپنے قلعہ اور اپنے شہر کا قصد کیا۔ ترشک نے بھی یہ سُنکے خلافت مآب سے امداد طلب کی۔ خلافت مآب نے ایک فوج امدادی بھیجدی سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا ترشک نے اس سفیر کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر پامال ہو گیا مال و اسباب لُوٹ لیا گیا سنقر نے زخمی ہو کے بلاد عجم میں جا کے دم لیا۔ ایک مدت تک ٹھیرا رہا بعد ازاں اسی ۵۴۰ھ کے اخیر میں پوشیدہ طور سے بغداد آیا اور رتاج کے روبرو اپنے کو ڈالدیا خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کے دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

ہاں ۵۴۳ھ میں شملہ اور قایماز سلطانی نے اطراف بادرایا میں لشکر آرائی کی تھی لڑائی سخت اور خونریز تھی۔ قایماز کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں مارا گیا خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ایک فوج شملہ کے سر کرنے کو روانہ کی۔

Marfat.com

شملہ یہ خبر پاکے ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی

سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد کی واپسی کے بعد بعارضہ سل مبتلا ہوا۔ مرض نے اسقدر طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں بمقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی بوقت وفات اقسنقر احمدیلی کو طلب کرکے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے اراکین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہ کرینگے تم اسکو اپنے ملک لیکر چلے جاؤ۔ چنانچہ بعد وفات سلطان محمد اقسنقر اسکے بیٹے کو لیکے مراغہ چلا گیا۔

بعد انتقال سلطان محمد اراکین دولت میں اختلاف پڑا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کیا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت وتاج کا مالک بنانے کا قصد رکھتا تھا اور کچھ لوگ ارسلان بن سلطان طغرل کیطرف مائل تھے جو ایلدکز کے ساتھ بلاد اران میں مقیم تھا۔ اراکین دولت اسی حیص بیص مین پڑے ہوئے تھے۔ کہ ملک شاہ معہ شملہ ترکمانی اور دکلا والی فارس کے خوزستان سے اصفہان آپہونچا ابن خجندی نے گردن اطاعت جھکا دی۔ رسد و غلہ فراہم کردیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکاری جواب دیا۔ بعد ازان ہمدان کے بڑے بڑے امرا نے قطب الدین مودود ابن زنگی والی موصل کے پاس اوائل ۵۵۵ھ میں یہ پیام بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کرکے ہمدان روانہ کردو ہم لوگ بدل وجان اسکی حکومت وسلطنت کے خواہاں ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کرکے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت وتاج کا مالک سلیمان شاہ ہو اسکی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دیجائے

اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدۂ وزارت عطا ہو۔ جوں ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا ہر چہار طرف سے فوجیں جوق جوق آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کیجانب مراجعت کردی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم و برہم ہوگیا۔ جس قصد سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہوسکا۔ لیکن اسنے ہمت نہ ہاری۔ ہمدان میں داخل ہوا اہل ہمدان نے اسکی سلطنت وحکومت کی بیعت کی۔ اس کے نام کا دارالخلافت بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔

اس اثناء میں ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دارالخلافت بغداد میں کہلا بھیجا "سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کرکے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق پہلے تھے وہی پھر جاری کئے جائیں ورنہ میں فوج کشی کردونگا" وزیر عون الدین بن ہبیرہ نے ایک لونڈی بحکمت عملی ملک شاہ کے پاس بھیجدی جسنے اسکو زہر دیکے اسکی زندگی کا خاتمہ کردیا یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے کل امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ شملہ نے خوزستان کی جانب معاودت کی اور اُن کل بلاد پر قبضہ کرلیا جنپر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا تھوڑے دنوں بعد لہو ولعب میں منہمک ہوگیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کے ناچ ورنگ میں اپنی اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور ارکین دولت کی طرف ملتفت نہوتا تھا۔ مسخروں، گویّوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کردباز جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا۔ یہ شخص نہایت دیندار، صاحب عقل اور باتدبیر تھا۔ امراء اور ارکین دولت سلیمان شاہ کی اس سے اکثر شکایت کیا کرتے تھے ایک روز یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور نصیحتانہ کچھ عرض و معروض کرنے لگا۔ سلیمان شاہ اسوقت نشہ میں تھا۔
مسخروں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے شرف الدین کو بنانا شروع کر دیا شرف الدین
ناراض ہو کے اٹھ کے چلا آیا۔ سلیمان شاہ کو جب ہوش آیا تو شرف الدین سے عذر خواہی
کی شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا مگر آنا جانا ایک قلم بند کر دیا سلیمان
شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا ایناج والی رے کو اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ایناج اندنوں
علیل تھا۔ معذرت کی کہ بعد صحت میں معہ اپنی فوج کے حاضر ہونگا۔ اتفاق یہ کہ اسکی خبر
شرف الدین تک پہونچ گئی۔ اس سے سخت ناراضی اور بیحد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک روز
دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو معہ اسکے حاشیہ نشینوں کے اپنے مکان پر
مدعو کیا۔ اراکین دولت تو اس سے بتنگ آہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ
پاکے سلیمان شاہ کو معہ اسکے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی
کے ماہ شوال ۵۵۵ھ میں گرفتار کر لیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسیوقت قتل کر ڈالا
اور سلیمان شاہ کو چندے قید میں رکھا بعد ازاں ایک شخص کو اشارہ کر دیا اُس نے
اسکا گلا گھونٹ دیا مر گیا۔

ایناج والی رے کو اسکی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے غارتگری کرتا ہوا ہمدان پر پہونچکے
محاصرہ ڈالا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدگز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان
شاہ بن طغرل کی بیعت کرنیکی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ ایلدگز بیس ہزار سواروں کی
جمعیت سے ہمدان آپہونچا۔ ایناج محاصرہ سے دست کش ہو کے چلا گیا۔ ایلدگز نے
ہمدان میں داخل ہو کے ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اسکی حکومت و
سلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلدگز اسکا اتابک مقرر کیا گیا اور پہلوان بن
ایلدگز اسکا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاعی عرضداشت
بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے

Marfat.com

اور جیسا کہ سلطان مسعود کی عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلافت مآب نے سفیر کو جواب تک نہ دیا دربار خلافت سے نہایت بیعزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا اینانج والی رے اُسنے ایلدکز سے سازش کرلی اور اپنی بیٹی کا عقد بہلوان بن ایلدکز سے کرکے ہمدان چلا آیا۔

ایلدکز سلطان مسعود کے خادموں سے تھا اسکو اران اور بعض مقامات اذربیجان کی حکومت دی گئی تھی۔ سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ مادر ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے بعد انتقال ملک طغرل نکاح کرلیا تھا جس سے بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوا۔

ایلدکز اور اینانج میں مصالحت ہوجانے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدیلی والی مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسنقر نے اطاعت کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اُس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے اور اسکی بیعت کرنے کی دھمکی دی جو اسکے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نوعمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اسکی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی۔ اسی بناء پر ایلدکز نے ایک فوج بسرافسری اپنے بیٹے بہلوان کے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کیجانب بڑھی آقسنقر نے یہ خبر پاکے ساہر مز والی خلاط سے امداد طلب کی۔ چنانچہ ساہرمز نے ایک فوج ابن آقسنقر کی کمک پر بھیجدی ابن آقسنقر اور بہلوان کا نہر اسبیرود پر مقابلہ ہوا۔ بہلوان نے شکست کھاکے ہمدان کیطرف مراجعت کی اور آقسنقر مظفر و منصور مراغہ لوٹ آیا۔

جسوقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں مسموم وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو اسکے مصاحبوں کا ایک گروہ معہ اسکے بیٹے محمود کے بلاد فارس کیطرف چلا گیا زنگی بن وکلا اسلفری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کے قلعہ

اصطخر میں لیجا کے نظر بند کر دیا پس جب ایلد کز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابو المظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور والیان ملک سے سازش شروع کر دی - زنگی بن وکلاء کو یہ کہلا بھیجا "ایلد کز پر میں فوج کشی کرنیوالا ہوں اگر اسکے مقابلہ میں مجھے فتحیابی حاصل ہو گئی تو بہتر ہوگا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اسکے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھنا" چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی پنج وقتہ اسکے دروازہ پر نوبت بجنے لگی - اینانج والی رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی اینانج نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کیطرف کوچ کیا - آقسنقر احمدیلی نے بھی خبر پا کے پانچہزار سوار زنگی کے پاس بھیجدیئے رفتہ رفتہ ایلد کز کو ان واقعات کی خبر لگی ایک لشکر عظیم مرتب اور مجتمع کر کے بقصد بلاد فارس اصفہان کیجانب روانہ ہوا اور زنگی بن وکلاء والی فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت و فرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا - زنگی نے ٹکا سا جواب دیدیا اور یہ کہلا بھیجا "مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر پر جارہا ہوں جو حال میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے" بالخفیہ طور سے خلافت مآب اور وزارت پناہ سے امداد بھی طلب کی خلافت مآب و وزارت پناہ نے امداد و کمک کا وعدہ کیا اور ان امراء کو عتاب آمود خطوط بھی تحریر کئے جو ایلد کز کے ہمراہ اور اسکے مطیع تھے - ایلد کز نے پہلے اینانج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی - اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ زنگی نے سیرم اور اسکے مضافات کو لوٹ لیا ہے فوراً دس ہزار سوار زنگی سے مزاحمت اور مقابلہ کرنے کو روانہ کیا زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دیدی تب ایلد کز نے آذربیجان کی فوج کو طلب کیا - تھوڑے دنوں بعد اسکا بیٹا قزل ارسلان آذربیجانی لشکر لئے ہوئے آپہنچا - زنگی نے بھی یہ سنکے اینانج کی کمک پر فوجیں

Marfat.com

روانہ کردیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ مبادا ابلا دشملہ والی خوزستان معرض زوال میں نہ آجائے اس مہم میں شریک نہ ہوسکا۔ ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلدکز اور اینانج نے صف آرائی کی متعدد معرکے ہوئے آخر کار اینانج شکست کھا کے بھاگا۔ اس کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا ایلدکز نے تعاقب کر کے اینانج کا محاصرہ کرلیا بعدازاں دونوں میں مصالحت ہوگئی بعد مصالحت ایلدکز نے ہمدان کیجانب مراجعت کی۔

مستنجد کی خلافت

خلیفہ مستنجد خلفاء بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی جسوقت کہ شیرازہ حکومت وخلافت مابین موصل، واسط، بصرہ، اور حلوان منتشر ہوگیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑگئے تھے۔

خلیفہ مقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا تن تنہا حکمرانی کی۔ لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جسقدر بلاد گورنران صوبجات کے دستبرد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے انپر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی۔ جسوقت اسکے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسیوقت سے اسکے حرموں کو اپنے اپنے لڑکوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہوگئی۔ مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی۔ اسکے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو سریر خلافت پر متمکن کرانے کی تدبیریں تھی بلکہ اس غرض کے حاصل کرنیکے لئے مستنجد کے قتل کا قصد کرلیا تھا۔ چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کے دیکھنے کے بہانہ سے مستنجد کو بلا بھیجا اور در پردہ یہ تدبیر کر رکھی کہ محلسرائے خلافت کے لونڈیوں کو چھریاں دیدیں یہ خود اور اسکا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جوں ہی مستنجد محلسرائے خلافت میں قدم رکھے ہر چہار طرف سے

Marfat.com

یورش کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اسکی خبر مستنجد تک پہونچگئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سرا کو طلب کر کے اس واقعہ سے اُسکو آگاہ کیا اور اپنے ہمراہیوں اور فراشوں کو مسلح کر کے محلسرائے خلافت میں داخل ہوا۔ داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کے حملہ کیا۔ مستنجد کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کے گرفتار کرلیا۔ اور لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اسکی ماں کو گرفتار کرلیا باقی رہیں لونڈیاں۔ انھیں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ اتنے میں خلیفہ مقتفی نے وفات پائی۔ مستنجد نے بیعت خلافت لینے کو دربار عام منعقد کیا اور خاندان خلافت کے ممبروں نے بیعت کی سب کے پہلے اسکے چچا ابو طالب نے بیعت کرنے کو ہاتھ بڑھایا بعد ازاں وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ بعدہٗ اراکین دولت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش کئے گئے۔ جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عون الدین کو بدستور سابق عہدۂ وزارت عطا ہوا گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبہ پر بحال رکھے گئے۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹکس اور محصول معاف کیا گیا۔ رئیس الرؤسا اور استادار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہو کر ابوجعفر عبدالواحد ثقفی عہدۂ قضا پر مامور کیا گیا۔

۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے اطراف بندنجین میں سر اوٹھایا جنکی سرکوبی کو مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد لحف سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کو بندنجین جانے کو تیار ہے شاہی لشکر سے میری مدد کیجائے۔ خلافت مآب کو ترشک کا یہ عذر ناگوار گزرا۔ چند فوجیں بسر افسری چند امرا ترشک کے پاس روانہ کیں پس ان امرا نے ترشک کے پاس پہونچکے اسکو مار ڈالا اور سر اوتار کے دارالخلافت بغداد میں بھیجدیا۔

Marfat.com

۵۵۵ھ میں خلافت مآب نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے مملوک کے قبضہ سے نکال لیا سنقر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ سنقر کے جانیکے بعد قرب وجوار کے ترکمانوں اور اکراد نے بغاوت کر دی فتنہ وفساد کے دروازے کھول دیئے سنقر کا مملوک انکی مدافعت نہ کر سکا۔ خلافت مآب کو اسکی اطلاع ہوئی پندرہ ہزار دینار دیکر قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا۔ سنقر کا مملوک بغداد میں آکر قیام پذیر ہوا۔ یہ قلعہ زمانہ خلافت مقتدر میں ترکمانوں اور اکراد کے قبضہ میں تھا۔

عربوں کی سرکشی

۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں مجتمع ہوا اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا۔ ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر شحنہ حلہ (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) متعرض ہوئے۔ خفاجہ نے اس بنا پر غارتگری شروع کر دی ارغش اور قیصر نے فوجیں آراستہ کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی ارغش اور قیصر نے انکاری جواب دیا تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ انجام کار شاہی لشکر ہزیمت اوٹھا کے بھاگا قیصر اثناء داروگیر میں مارا گیا۔ ارغش نے رحبہ میں جا کے پناہ لی شحنہ رحبہ نے اسکو امن دی اور بحفاظت دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت تشنگی سے میدانوں میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کے بغداد پہونچے۔ وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر طیش آ گیا لشکر آراستہ کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ خفاجہ یہ سنکے جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے وزیر السلطنت نے بغداد کیجانب مراجعت کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہونچے اور معذرت نامہ لکھ کے دربار خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی خلافت مآب نے منظور فرمالی۔

Marfat.com

بنی اسد کا عراق سے نکالا جانا

چونکہ بنی اسد ساکنان حلہ نے اس سے پیشتر بیحد شورش مچا رکھی تھی۔ علاوہ بریں زمانہ محاصرہ بغداد میں ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کیطرف سے ناراضی اور کشیدگی تھی۔ چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور فرمایا یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔ امیر یزدان فوجیں آراستہ کرکے دارالخلافت بغداد سے حلہ کیطرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابن معروف براہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے معہ ایک عظیم لشکر کے آپہونچا۔ ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا۔ خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گزرا بذریعہ عتاب آمود شقہ کے امیر یزدان کو شیعیت سے متہم کیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت کچھ ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آمود شقہ کو پڑھ کے چونک پڑا۔ ابن معروف کو بلا کے خلافت مآب کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاق رائے لشکر آراستہ کرکے ہر چہار طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی، رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کے نکل پڑے چار ہزار بنی اسد کھیت رہے۔ باقی ماندگان کی نسبت یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئیگا وہ بلا تفتیش کسی امر کے قتل کر ڈالا جائے گا۔ چوبیس گھنٹہ کے اندر جسکو جہاں جانا ہو چلا جائے۔ چنانچہ بقیۃ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔ ایک متنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہ گیا۔ حلہ اور کل بلاد بنی اسد ابن معروف کو دیدیئے گئے۔

واسط میں بغاوت

بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستنجد کا آزاد غلام تھا ۵۵۹ھ میں خلافت مآب نے اسکو قتل کرکے بجائے اسکے کمشتکین کو مامور فرمایا

Marfat.com

ابن سنکا برادر زادہ شملہ والی خوزستان نے اس کو مغتنمات سے شمار کرکے بصرہ پر چڑھائی کردی۔ اسکے اطراف وجوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاخت وتاراج کرنے لگا دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنیکا فرمان صادر ہوا کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کرسکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بے امتیازی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہوگئے۔ واسط کیطرف بڑھا اور اسکے اطراف ومضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر خطلوبرس اس صوبہ کا جاگیر دار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کرکے ابن سنکا سے مزاحمت کی ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ اثنار جنگ میں ابن سنکا نے اُن اُمراء کو ملالیا جو امیر خطلوبرس کے ہمراہ تھے۔ پس یہ لوگ عین لڑائی کیوقت امیر خطلوبرس کو حریف مقابل کے حوالہ کرکے دائیں بائیں ہوگئے۔ امیر خطلوبرس کو ابن سنکا کے ہمراہیوں نے گرفتار کرلیا اسکا سارا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے امیر مذکور کو ۵۶۱ھ میں مار ڈالا۔ بعدازاں ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا قصد کیا اور اسکے شرقی حصہ کو لوٹ لیا کمشتکین نے ابن سنکا سے روک ٹوک کرنے کو خروج کیا۔ دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کرکے واسط کیجانب کوچ کیا۔ اہل واسط بخوف آبرو وجان کانپ اوٹھے مگر اُنکی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہونچ سکا۔

شملہ کی شورش ۵۶۲ھ میں شملہ والی خوزستان نے بقصد عراق کوچ کیا سفر وقیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہونچا خلافت مآب سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کردیا۔ خلافت مآب نے اسکے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کو ایک فوج بھیجدی اور بغاوت وسرکشی کے عواقب امور سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ‹ملک› ایلدگز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان بلاد کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اسوقت میرے پاس ہیں اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط، اور حلہ کا مالک وحکمراں تھا۔ مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں انہیں تین

Marfat.com

شہروں کی حکومت پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں خلافت مآب کو شملہ کی یہ عبارت ناگوار گزری حکم صادر فرمایا" شملہ کا شمار اسوقت سے خوارج میں ہے علانیہ ممبروں پر اس پر لعن کیجائے اور اسیوقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابوجعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم ومرتب کرکے اس سرکش و باغی شملہ کو گوشمالی دیں" اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے برادر زادہ ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اسکی خبر لگ گئی۔ حملہ کرکے ملیح کو اور نیز اسکے ہمراہیوں کو گرفتار کرکے بغداد بھیجدیا۔ شملہ نے یہ سن کے مصالحت کی درخواست کی جسکا انکاری جواب ملا۔

بعد اس واقعہ کے ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ اسکا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے اپنے سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔

تبدیلی وزارت جمادی الاول ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن ہبیرہ نے وفات پائی خلیفہ مستنجد نے اسکے پس ماندگان خاندان کو گرفتار کرلیا چنانچہ وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا بعد ازاں خلافت مآب نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابوجعفر احمد بن محمد سعید معروف بہ ابن بلدی ناظر واسط کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا۔ چونکہ عضد الدین ابوالفرج بن دبیس رئیس الرؤسا امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا۔ اسوجہ سے خلافت مآب نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اسکے ہمراہیوں کو تھوڑی تھوڑی سی فروگزاشتوں پر معقول چشم نمائی کیجائے اور اس کے کل اختیارات سلب کرلئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اسکے بھائی تاج الدین سے نہر الملک کا عہد خلافت مقتفی سے اسوقت تک کا حساب طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمال کے ساتھ کی جو عضد الدین کے آوردے اور ہوا خواہ تھے اس سے اراکین دولت کے کان کھڑے ہوگئے ہوشیاری اور دیانت داری سے کام ہونے لگا

Marfat.com

بدنظمی اور خود سری جاتی رہی۔

مستضی بامر اللہ کی خلافت

خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن وہیں رئیس الرؤسا جو دار الخلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقۃً زمام حکومت اسکے قبضہ اقتدار میں تھی۔ قطب الدین قایماز مظفری اس معاملہ میں اسکا ہمصفیر اور ہم آہنگ تھا۔ جسوقت خلافت مآب نے عہدۂ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اسکے اختیارات سلب کرنیکا وزیر السلطنت کو اشارہ کیا اُسیوقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین عداوت و مخالفت کی بنا پڑی بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اسکے عمّال سے الجھتا تھا۔ خلافت مآب بھی عضد الدین اور اسکے ہمصفیر دوسب قطب الدین کو بُری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت کو متہم کیا کرتے اور خلافت مآب کی ناراضی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے اتفاق یہ کہ ۵۶۶ھ میں خلافت مآب بیمار پڑے۔ رفتہ رفتہ مرض میں اشتداد پیدا ہوا۔ عضد الدین اور قطب الدین خلافت مآب کی بیدار مغزی سے تو تنگ آہی رہے تھے شاہی طبیب سے سازکر لی اُسنے ان لوگوں کی سازش سے خلافت مآب کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلافت مآب کو حمام میں داخل کرکے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جان بحق تسلیم کر دی بعض مورخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت مآب نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی۔ اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ پڑ گئی عضد الدین نے قطب الدین، یزدان اور اسکے بھائی تیماش کو بلاکے وہ تحریر دکھائی ان لوگوں نے متفق ہوکے یہ رائے قائم کی کہ خلافت مآب کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ لوگ محلسرائے خلافت میں آئے اور جبرًا

Marfat.com

خلافت مآب کو حمام میں لیگئے دروازہ بند کرلیا۔ خلافت مآب چلّارہے تھے مگر کوئی سنتا نہ تھا تاآنکہ مرگئے۔ یہ واقعہ نویں ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے۔ دس سال خلافت کی ماہ ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا چھپن برس کی عمر پائی۔

جسوقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ہنوز دم توڑا نہ تھا اسیوقت وزیر السلطنت، امراء لشکر اور کل فوجیں مسلح ہو کے محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آگئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر انکے ساتھ تھا۔ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلافت مآب کی موت کا یقین کرکے میرا وارا نیارا نہ کردے بلند آواز سے بول اوٹھا" امیر المومنین کو غش آگیا تھا اب بفضلہ اس سے نجات ملگئی ہے،" وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکری محلسرائے خلافت میں نہ گھس پڑیں دارالوزارت کیجانب معاودت کی۔ امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر ومتفرق ہوگئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پٹ محلسرائے خلافت کے دروازے بند کرلئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کرکے خلافت کی فوراً بیعت کرلی، "المستضی بامر اللہ" کا لقب دیا۔ سریر خلافت پر متمکن کرنے کے وقت یہ اقرار لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کو سپرد کیا جائے۔ اسکا بیٹا کمال الدین استاد دار مقرر ہوا، اور عساکر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قایماز کو دیجائے۔ جدید خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان کل درخواستونکو منظور فرمالیا بعد ازاں خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لیگئی اسکے بعد خلیفہ مستنجد نے وفات پائی۔ اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

خلیفہ مستضی سریر خلافت پر متمکن ہوکر عدل وانصاف سے کام لینے لگا۔ لوگونکو انعامات دیئے جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دیئے۔ وزیر السلطنت کو جدید خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر لگی۔ تو اسکے ہاتھ کا طوطی اڑگیا۔ ہوش وحواس جاتے رہے اپنی

Marfat.com

غفلت اور روابسی پر نادم ہوا مگر لاحاصل تھا بیعت کرنے کو بلایا گیا جسوقت حاضر ہوا۔ غلامون نے عضدالدین کے اشارہ سے سر اوتار لیا اسی زمانہ مین خلیفہ مستضی نے قاضی ابن مرحم کو گرفتار کرکے جیل خانہ مین ڈالدیا یہ شخص بڑا ظالم، خود سر اور غاصب تھا۔ خلیفہ مستضی نے اسکے مال واسباب کو ضبط کرکے جن لوگوں نے اسپر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے انکوانکے حقوق دیدیئے۔ ابوبکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیرالدین کا لقب مرحمت فرمایا۔

دولت علویہ کا خاتمہ دولت عباسیہ کا خطبہ

خلیفہ مستضی کے شروع زمانہ خلافت میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہوا خلفاء بنی عباس سے خلیفہ مستضی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں قبل یوم عاشورہ جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا۔ ان دنوں مصر میں خلفاء عبیدین کا سب سے پچھلا اور آٹھواں تاجدار عاضد لدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ لدین اللہ عبدالمجید علوی کے اعقاب ونسل سے تھا۔ اسپر اسکا وزیر اسقدر چہ متغلب ومتصرف ہوگیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا۔ زمام حکومت اسکے وزیر کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔ اسوقت کرسی وزارت پر شاور جلوہ افروز تھا۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا ارکین دولت، امراء مملکت اور سرداران لشکر اسکے مطیع تھے۔ خلیفہ عاضد اسکے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ اتفاق وقت سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ سے مصر پر چڑھ آیا۔ شاور نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کے شام میں الملک العادل نورالدین محمود زنگی کے پاس جاکے پناہ لی۔

الملک العادل نورالدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے ممالک اور ان امراء میں تھا جو اسوقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے۔ صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شادی معہ اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسدالدین شیر کوہ کے الملک العادل نورالدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا۔ پس جسوقت شاور نے دربار نوریہ میں حاضر ہوکے

امداد کی درخواست کی الملک العادل نورالدین نے ایک فوج بسرافسری امراء ایوبیہ مصر روانہ فرمائی جسکا افسر اعلیٰ اسدالدین شیر کوہ تھا۔ چنانچہ اسدالدین نے مصر میں پہونچکے ضرغام (ابن سوار) کو جسنے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزارت چھین لئے تھے قتل کرکے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ لیکن اس بدعہد احسان فراموش نے اُس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو شام سے وقت روانگی مصر دربار نوریہ میں کیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے سواحل مصر و شام پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور اسکے قرب وجوار کے صوبجات کو بھی دبالیا تھا۔ مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دباتے چلے آتے تھے بلبیس اور ایلہ متصل عقبہ انہیں کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محاصل اور ٹکس بھی دولت علویہ سے وصول کرلیتے تھے غرض دولت علویہ کا چراغ عیسائیونکی ہوس رانی کی تیز ہوا سے گُل ہوا چاہتا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جُرأت دلانے والا اور انکا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ مبادا اسدالدین شیر کوہ جس سے بدعہدی کی ہے عہدہ وزارت پر مستولی اور متغلب ہوجائے خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا احساس ہوگیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتی کی شکایت کرنے اور انکے مقابلہ میں امداد طلب کرنیکو عزالدین کو شیر کوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کی غرض سے شیر کوہ کو بلا بھیجا۔ چنانچہ شیر کوہ دربار نوریہ سے رخصت ہوکے مصر آیا خلیفہ عاضد نے اسکو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے در دولت کے کل کاموں کے سیاہ وسفید کرنیکا اختیار دیا۔ اس رد وبدل میں شاور نے کچھ سر اوٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا شیر کوہ نے اسکی زندگی کا خاتمہ کرکے اسکی کل بیماریوں کا علاج معقول کردیا۔ لیکن افسوس ہے کہ شیر کوہ نے اپنی وزارت کے ایک ہی برس بعد وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا بہرکیف شیر کوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کے بھتیجہ صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا۔ صلاح الدین نے عہدۂ وزارت پر متمکن ہوکے اصلاح

حال رعایا اور انتظام امور سلطنت کیطرف توجہ کی۔ یہ اور اسکا چچا اسد الدین شیرکوہ اپنے کو الملک العادل نورالدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اسکو اور نیز اس کے چچا کو مصر بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی۔ پس جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا۔ مخالفین کی قوت لوٹ گئی۔ خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے۔ کل امور کے سیاہ و سفید کرنیکا اسکو اختیار کلی حاصل ہو گیا۔ اسکا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محلسرائے خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا اسوقت الملک العادل نورالدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کرکے دولت عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت سے ڈرتے ڈرتے کی۔ خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا کہ دولت علویہ کے آثار نیست و نابود کر دیئے گئے اور خلافت عباسیہ کا پھریرہ کامیابی کی ہوا میں اُوڑنے لگا۔ اسی زمانہ سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنا پڑتی ہے۔ بعد ازاں تاجداران بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نورالدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک انکی حکومت پھیل گئی جیساکہ آیندہ انکے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

جسوقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نورالدین محمود زنگی نے دمشق سے دارالخلافت بغداد میں نامہ بشارت روانہ کیا۔ خلافت مآب نے شادیانے کی نوبت بجوائی سارا بغداد چراغاں کیا گیا۔ نورالدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں جو خلیفہ مقتفی کا خادم خاص اور خلیفہ مستضی کے محلسرائے خلافت کا داروغہ تھا۔ دمشق میں صندل کے پہونچنے پر نورالدین نے بھی بہت بڑی مسرت ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں۔ سیاہ پھریرے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ جاتا ہے جو ایک مدت تک

Marfat.com

قائم رہتا ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

بعد ان واقعات کے نورالدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ شہرزوری کو روانہ کیا (جو اسکے ممالک مقبوضہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبجات مصر، شام، جزیرہ، موصل جو اسکے قبضہ اقتدار میں تھے اور دیار بکر، خلاط، بلاد روم قلیج ارسلان جو اسکے مطیع تھے انکی سند حکومت کی درخواست کی۔ اور درب ہارون، بلاد سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اسکے باپ کو ملا ہوا تھا۔ خلافت مآب نے نورالدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی عزت واحترام سے ملا اور بہ طیب خاطر نورالدین محمود کی کل درخواستیں منظور فرمالیں۔

یزدن کے حالات خلیفہ مستضی نے امیر یزدن کو حلہ کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور خفاجہ اسکی محافظت وحمایت کا ذمہ دار کیا تھا بنوحزن اور بنوکعب، خفاجہ کے دو نامی گروہ حلہ میں رہتے تھے۔ امیر یزدن نے حلہ پر متصرف ہونیکے بعد بنوکعب کو حلہ کی حکومت سپرد کی اسپر بنوحزن بگڑ کھڑے ہوئے اور سواد عراق میں غارتگری شروع کردی امیر یزدن نے اپنی فوج آراستہ کرکے بنوحزن پر چڑھائی کی۔ غضبان سردار بنوکعب معہ بنوکعب کے امیر یزدن کا ہمرکاب تھا ایک روز شب کے وقت سفر کررہے تھے کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جسکے صدمہ سے غضبان مرگیا غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کیجانب لوٹ کھڑا ہوا اور محافظت سواد بدستور سابق بنی حزن کرنے لگے۔۔ بعد کے واقعہ کے یزدن نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔ واسط اسکی جاگیر میں تھا خلافت مآب نے اسکے بیٹے انباش کو مرحمت فرمایا۔ اور "علاءالدین" کا لقب عنایت کیا۔

قتل سنکا ہم اوپر عہد خلافت مستنجد میں سنکا بن احمد اور اسکے چچا شملہ والی خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر آئے ہیں۔ اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی کیطرف آیا اور اسکے مقابلہ میں ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اسمیں قیام کرکے

Marfat.com

قرب وجوار کے شہروں پر متصرف وقابض ہو جائے اتنے میں خلیفہ مستضی کی خلافت کا دور آگیا خلافت مآب نے یہ خبر پاکے دار الخلافت بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کو روانہ فرمائی سنکا نے جی توڑ کے مقابلہ کیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی بالآخر سنکا کو ہزیمت ہوئی اثناء دار وگیر میں سنکا مارا گیا۔ سر اوتار کے بغداد بھیجدیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارہ لٹکا رہا اور قلعہ جو اسنے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

قایماز کی وفات

قطب الدین قایماز کا حال تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ اسنے خلیفہ مستضی کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضی نے اسکو اپنا کمانڈر انچیف بنایا تھا اور عضد الدین ابو الفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدہ وزارت عطا کیا تھا بعد چندے جب قایماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور کل امور کے سیاہ وسفید کرنیکا اختیار کلّی حاصل ہو گیا تو اسنے خلیفہ مستضی کو عضد الدین ابو الفرج وزیر السلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا۔ خلافت مآب سے کچھ بن نہ پڑا ٥٦٧ھ میں وزیر السلطنت کو معزول کر دیا۔ ٥٦٩ھ میں پھر خلافت مآب نے اسکی بحالی کا قصد کیا۔ قایماز نے اسکی مخالفت کی اور مخالفانہ کارروائی کرنے کی غرض سے سوار ہوا لشکر کو طیاری کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے حرمسرائے خلافت کے دروازے جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروائے اور قایماز کے پاس بہ نرمی وملاطفت کہلا بھیجا "تم واپس جاؤ فتنہ وفساد سے باز آؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضد الدین کو وزارت نہ دونگا" قایماز نے جواب دیا "میں اسوقت تک اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا جب تک عضد الدین بغداد سے باہر نہ کر دیا جائیگا" خلافت مآب نے بمجبوری عضد الدین کو بغداد سے نکل جانیکا حکم دیا۔ عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبد الرحیم بن اسماعیل سے امن کی درخواست کی۔ شیخ موصوف نے اسکو پناہ دیکے اپنے رباط میں داخل کر لیا۔ چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

بعد اسکے قایماز اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر مستولی ومتغلب ہو گیا علاء الدین

ایتامش کی بہن سے عقد کرلیا۔ ایتامش اور قایماز نے متفق ہو کے رہی سہی قوت بھی
دولت وحکومت کی سلب کرلی۔ تھوڑے دنوں بعد قایماز نے ظہیرالدین بن عطار وزیر
خزانہ سے ناراض ہو کے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کے خاک سیاہ
کردیا۔ (ظہیرالدین خلافت مآب کا خاص آوردہ تھا) قایماز نے اسکی گرفتاری کا حکم دیا
ظہیرالدین یہ خبر پاکے بھاگ گیا۔ تب قایماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو مجتمع کرکے خلیفہ
مستضی سے جنگ کرنیکی قسمیں کھلائیں اور اس امر کا ان لوگوں سے اقرار لیا کہ محلسرائے
خلافت پر حملہ کرکے ظہیرالدین کو نکال لائیں گے۔ خلیفہ مستضی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی
محلسرائے خلافت کی چھت پر تشریف فرما ہوا۔ خدام دولت واویلاء واحیبتاہ کا شور کر رہے
تھے۔ خلافت مآب نے باآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کرکے ارشاد کیا "قطب الدین کا
مال و اسباب تمہارا ہے اور اسکا خون ہمارا ہے دیکھو جانے نہ پائے اسکا گھر بار لوٹ لو
اسکو میرے پاس گرفتار کرلاؤ" عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کیطرف
دوڑ پڑے قطب الدین پشت مکان سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اسکا گھر بار
اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس غارتگری عام میں کچھ کشت وخون بھی ہوا۔ قایماز
بھاگ کر حلہ پہونچا۔ اسکے امراء بھی اسکے پیچھے پیچھے حلہ چلے گئے۔ خلیفہ مستضی نے
بخیال اس امر کے کہ مبادا قایماز پھر بغداد کا قصد نکرے اور اہل بغداد اسکے لحاظ
پاس سے اسکا ساتھ ندیدیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلہ اس غرض سے روانہ کیا کہ
قایماز بحکمت عملی حلہ سے موصل روانہ کردیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عاقلانہ تدبیر
سے قایماز موصل چلا گیا۔ اثناء راہ میں اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو تشنگی کی بیحد تکلیف
اوٹھانا پڑی۔ قایماز اور اکثر ہمراہیان قایماز شدت عطش سے مر گئے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ
سنہ ۵۷۰ھ کا ہے باقی رہا علاء الدین ایتامش۔ وہ مدتوں موصل میں قیام پذیر رہا
تاآنکہ خلافت مآب نے اسکو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور وہیں بکمال عزت سے

تنگدستی کی حالت میں مرگیا۔ اسی نے قایماز کو ان حرکات پر آمادہ و برانگیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئے ورنہ وہ ایسا نہ تھا۔ خلافت مآب نے اپنے محلسرائے خلافت کا داروغہ سنجر مقتفوی کو مقرر کیا پھر ۵۷۱ھ میں اسکو معزول کرکے بجائے اس کے ابوالفضل ہبۃ اللہ بن علی بن صاحب کو متعین فرمایا۔

والی خوزستان کی سرکشی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والی خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر آئے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں بہ اوقات مختلفہ کرتا آتا تھا۔ بعد اس کے شملہ ۵۷۰ھ میں مرگیا بجائے اسکے اسکا بیٹا متمکن ہوا۔ اسنے میں ملک شاہ بن محمود کا بھی انتقال ہوگیا۔ ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا رہا ۵۷۲ھ میں عراق کی جانب آیا۔ بندنیجین پر شبخون مارا گیا۔ غارتگری کے دروازے کھل گئے وزیر عضدالدین ابوالفرج شاہی لشکر لیکے مقابلہ پر آیا۔ حلہ اور واسط کی فوجیں بھی طاش تگین امیر حجاج اور عز علی کے ہمراہ آپہونچیں۔ اگرچہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا۔ مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر پاکے انھوں نے اپنا لشکر گاہ چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے اسکو لوٹ لیا۔ ابن ملک شاہ کو اس سے بیحد صدمہ ہوا اپنے ہمراہیوں کو سمجھا بوجھا کے پھر اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ انجام کار بغیر آخری فیصلہ کے ابن ملک شاہ اپنے مقر حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس ہوئیں۔

قتل وزیر

ہم اس سے پیشتر وزیر السلطنت عضدالدین ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤسا ابوالقاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر آئے ہیں اسکا باپ عبداللہ خلیفہ مقتفی کے محلسرائے خلافت کا داروغہ تھا

Marfat.com

جب وہ مرگیا تو بجائے اسکے اسکا بیٹا محمد مقرر کیا گیا۔ اور جب خلیفہ مقتفی نے وفات پائی اور خلیفہ مستنجد سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اسکے عہدہ پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی۔ پس جب مستضئی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا۔ اتفاق یہ کہ اس سے اور قایماز سے اَن بن ہو گئی جیساکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی وجہ سے وہ معزول کیا گیا مگر بعد چندے خلافت مآب نے اسکو عہدہ وزارت پر بحال فرمایا ۵۷۳ھ میں خلافت مآب سے اجازت حاصل کرکے حج کو روانہ ہوا۔ دریائے دجلہ کو عبور کرکے ایک بہت بڑے قافلہ کیساتھ جسمیں ارباب مناصب بکثرت تھے سرزمین حجاز کیجانب کوچ کیا اثناء راہ میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے "فریاد" "فریاد" چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جونہی وزیر السلطنت نے اسکی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی۔ وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ ابن معوذ دربان شور وغل کی آواز سنکے حالات دریافت کرنے کو وزیر السلطنت کے پاس پہونچا قاتل نے اسکو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہوکر گر پڑا دونوں اپنے اپنے مکان پر اوٹھا لائے گئے اور اسی صدمہ سے مرگئے۔

وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بابن عطار قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پس اس نے ارکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبالیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

الناصر لدین اللہ کی خلافت

ماہ ذی القعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضئی بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد نے جبکہ اسکی خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ ظہیر الدین بن عطار نے اسکے بیٹے ابو العباس احمد کو سریر خلافت پر متمکن کیا۔ اور "الناصر لدین اللہ" کا لقب دیا۔ جدید خلیفہ نے

Marfat.com

تکمیل بیعت کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی - ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا - دس دن بعد اٹھارہویں ذی القعدہ کو جیل خانہ کا دروازہ کھول کے نکالا گیا تو مردہ تھا - لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کے جیل سے باہر لائے عوام الناس ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور بکمال بے توقیری سے دجلہ میں لیجا کے بہادیا - بعد اسکے مجد الدین ابو الفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک محروسہ اسلامیہ میں جدید خلیفہ کی بیعت لینے کو قاصد روانہ کئے گئے - چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان والی ہمدان، اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا - بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا صدر الدین کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا صدالدین نے اسکے ہمراہیوں کو اُبھار دیا - ان لوگوں نے علانیہ کہہ دیا "اگر تم خلافت مآب کی خلافت کی بیعت نہ کروگے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دینگے تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے" بہلوان یہ سنکے حواس باختہ ہو گیا بمجبوری بیعت کی اور خلافت مآب کے نام کا خطبہ پڑھا -

۵۷۳ھ میں خلافت مآب نے اُستاد دار مجد الدین ابو الفضل بن صاحب کو سوء ظن سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی - اسکی موجودگی میں خلافت مآب کی کچھ نہ چلتی تھی - علاوہ بریں اسکی ثروت اور مالداری اسدرجہ بڑھ گئی تھی کہ خلافت مآب کے خزانہ کی اسکے مقابلہ میں ذرا بھی وقعت نہ تھی - یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کے مصاحبوں سے تھا - خلافت مآب نے بعد قتل مجد الدین عبید اللہ بن یونس کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور "جلال الدین" کا لقب دیا - اسکی کنیت ابو المظفر تھی اسکا جاہ وجلال اس حد تک بڑھا کہ کل اراکین دولت یہانتک کہ قاضی القضاۃ بھی اسکی درباداری کرتا تھا -

ملوک سلجوقیہ کا خاتمہ	جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ہمنے ملک ارسلان شاہ بن طغرل

Marfat.com

رجیب ایلدگز کے مستولی ہونے اور اینانج والی رے کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلدگز کے واقعات کسیقدر تفصیل سے تحریر کیا ہے بعدازاں سنہ ۵۶۶ھ میں ایلدگز نے والی رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بعد ایلدگز اتابک بھی سنہ ۵۶۸ھ مقام ہمدان میں مرگیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا محمد پہلوان جانشین ہوا۔ اسکا بھائی سلطان ارسلان بن طغرل بدستور اسکی کفالت میں رہا۔ سنہ ۵۷۳ھ میں جب یہ مرگیا تو پہلوان نے بجائے اسکے بیٹے طغرل کو جانشین کیا بعدازاں سنہ ۵۸۲ھ میں پہلوان نے بھی وفات پائی ہمدان، رے، اصفہان، آذربیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسکی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ پہلوان کے مرنے پر اسکا بھائی قزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا چونکہ اسمیں مادہ حکمرانی وسیاست قدرتی طور سے کم تھا طغرل اس سے علیحدہ ہو کے نکل آیا۔ امراء وارکین دولت اور لشکریوں کو ملا کے ایک خاصہ گروہ بنالیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اسی بناء پر اس سے اور قزل سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت یوماً فیوماً بڑھتی گئی قزل نے دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی جسمیں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ خطرات سے خلافت مآب کو ڈرایا تھا اسکے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حسب مرضی خلافت مآب وعدہ کیا تھا۔ طغرل نے بھی یہ خبر پاکے ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دارالسلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر عہد خلافت مقتفی سے یہ تعلق جاتا رہا تھا دارالسلطنت بے مرمت ہو گیا تھا۔ خلافت مآب نے قزل کے قاصد کی عزت وتوقیر کی، امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلا جواب واپس کر دیا۔

ان قاصدوں کے واپسی کے بعد خلافت مآب نے سلاطین سلجوقیہ کے دارالسلطنت کے

انہدام کا حکم صادر فرمایا جسپر نہایت تیزی سے عملدرآمد کیا گیا۔ بعد اسکے دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابو المظفر عبید اللہ بن یونس بسر افسری ایک لشکر عظیم کے کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا۔ مقام ہمدان میں کزل کے اجتماع سے پیشتر طغرل سے مقابلہ ہوا۔ اٹھارہویں ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبید اللہ سے سخت و خونریز لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا۔ وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔ بعد ازاں کزل کو طغرل پر فتح نصیب ہوئی کزل نے طغرل کو گرفتار کرکے ایک قلعہ میں نظربند کر دیا۔ اور استحکام و استقلال کے ساتھ کل صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا۔ اپنے نام کا ممبروں پر خطبہ پڑھوایا۔ دروازہ پر پنجوقتہ نوبت بجوائی۔ تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل اپنے خوابگاہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ یہ نہ معلوم ہوا کہ کس نے اسکو قتل کیا۔ اسکے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ ناصر کا تکریت وغیرہ پر قبضہ

۵۸۵ھ میں امیر عیسی والی تکریت کو اسکے بھائیوں نے قتل کرکے قبضہ کر لیا تھا۔ خلافت مآب کو اسکی اطلاع ہوئی تو ایک فوج تکریت پر قبضہ کرنے کو روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پر پہونچکے محاصرہ ڈالا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا امیر عیسی کے بھائی گرفتار کرکے بغداد لائے گئے۔ ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی خلافت مآب نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔

بعد اسکے ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا گیا ایک مدت تک سلسلہ حصار اور جنگ جاری و قایم رہا بالآخر محصوروں نے امان حاصل کرکے شہر کو محاصروں کے حوالہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

عرب نے بصرہ کو لوٹ لیا

بصرہ کی زمام حکومت طغرل مملوک خلیفہ ناصر کے قبضہ

Marfat.com

اقتدار میں تھی وہ اسکے جاگیر میں تھا اسکی طرف سے محمد بن اسماعیل نیابۃً حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۳ھ میں بنی عامر بن صعصعہ نے بسر کر رہی عمیرہ مجتمع ہو کے بقصد غارتگری بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد بن اسماعیل نے انکی مدافعت کی غرض سے ماہ صفر سنہ مذکور میں خروج کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیواریں روزن کر دیا اور گھس کے شہر میں غارتگری شروع کر دی محلہ کے محلہ ویران ہو گئے اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ خفاجہ اور منتفق بہت بڑی جمعیت کے ساتھ قریب بصرہ پہونچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کے خفاجہ اور منتفق سے لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی طرفین کی ہزاروں جانوںکا وارانیارا ہو گیا آخر خفاجہ اور منتفق کو ہزیمت ہوئی بنی عامر نے انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مظفر و منصور بصرہ کیجانب لوٹے اس عرصہ میں امیر بصرہ نے اہل سواد کو مجتمع کر لیا تھا۔ مگر عرب کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے۔ ہزیمت اُٹھا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عرب نے بصرہ میں داخل ہو کے لوٹ لیا اور کوچ کر آئے۔

خوزستان و اصفہان وغیرہ پر علم خلافت کا قبضہ خلیفہ ناصر نے بعد گرفتاری ابن یونس قلمدان وزارت موید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی معروف بہ ابن قصاب کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی۔ جسوقت شملہ والی خوزستان نے وفات پائی اور اسکے لڑکوں میں نزاع پیدا ہوئی وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے لشکرکشی کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دی چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں آراستہ کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کیطرف کوچ کیا اہل خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار وزیر السلطنت نے پہلے شہر تستر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا بعد ازاں کل قلعات اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا اور ملوک بنی شملہ کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا خلافت مآب

Marfat.com

نے انتظاماً طاش تکین مجیرالدین امیرالحاج کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ وزیرالسلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالہ کر کے سنہ مذکور میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس سے قبل اس واقعہ کے زنجان کے قریب قطلغ بن بہلوان کو ہزیمت دے کے رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ قطلغ نے وزیرالسلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کے کل حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ہمدان کے طرف گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیرالسلطنت کی آمد کی خبر پاکے رے کے طرف کوچ کر گیا۔ وزیرالسلطنت نے بلا مزاحمت و مخاصمت ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف ہو کر گزرا قبضہ کرتا گیا تا آنکہ رے کے قریب پہونچا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کے دامغان کا اور دامغان کو خیر آباد کہہ کے بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو جرجان میں جاکے دم لیا۔ وزیرالسلطنت نے ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کے رے کی جانب مراجعت کی۔ اور رے میں پہونچکے چندے قیام پذیر رہا۔ اسی اثناء میں قطلغ کو حکومت و سلطنت کی طمع نے وزیرالسلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کیا رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ وزیرالسلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ قطلغ نے مجبوری رے سے نکلکے شہر آوہ کا راستہ لیا۔ شحنہ آوہ نے جو وزیرالسلطنت کی طرف مامور تھا قطلغ کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا اور وزیرالسلطنت کو اس کی خبر کر دی وزیرالسلطنت نے قطلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کیا اتنے میں یہ خبر پہونچی کہ قطلغ نے شہر کرج کا قصد کیا ہے۔ فوراً کرج پر پہونچکے قطلغ سے بھڑ گیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اسکو ہزیمت دیکے ہمدان واپس آیا۔ واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تکش وزیرالسلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان بلاد پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ وزیرالسلطنت

Marfat.com

نے انکار ہی جواب دیا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کی۔ انہیں واقعات کے اثناء میں وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا۔ مگر اس کے رکاب کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کے مقابلہ پر آئی اور خوب جی کھول کر لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا بغدادی فوج شکست کھا کے بھاگی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھیرایا۔ چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس وجہ سے صدر الدین خجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر حوالہ کر دینگے چنانچہ خلافت مآب نے ایک لشکر بسر افسری سیف الدین طغرل جاگیر دار بلاد لحف، اصفہان کیجانب روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اسکی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

قبل اس واقعہ کے خراسان کیجانب خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد بہاوان کے خادموں نے مجتمع ہو کے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا۔ کوکجہ یہ خبر پاکے کہ اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے مع اپنے لشکر کے اصفہان کیطرف بڑھا آرہا تھا قریب اصفہان پہونچکے یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کے چلا گیا ہے اور خلافت مآب کی فوج اسپر قابض و متصرف ہے۔ یہ سنکے ٹھہر گیا دار الخلافت بغداد میں عرضداشت شعر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی۔ اور یہ درخواست کی کہ رے، ساوہ، قم، اور قاشان کی حکومت اس تابعدار کو عطا ہو اور اصفہان، ہمدان، زنجان، اور قزوین پر خلافت مآب کا قبضہ و دخل رہے۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمالی جس سے کوکجہ کے

قوائے حکمرانی مضبوط ہوگئے اور اسکی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہوگیا۔

۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالھیجا سمین کو جو امرا بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا معزول کردیا۔ امیر ابوالھیجا ملک شام کو خیرآباد کہہ کے دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی عزت افزائی کی اور ایک لشکر مرحمت فرماکے ہمدان کی روانگی کا حکم دیا۔ امیر ابوالھیجا نے ہمدان میں پہونچکے ازبک بن بہلوان امیر علم اور ابن سطلمش سے ملاقات کی۔ ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شورے سے خط و کتابت کرکے علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ لیکن امیر ابوالھیجا نے امیر علم کے لگانے بجھانے سے ازبک اور ابن سطلمش کو گرفتار کرلیا۔ دربار خلافت سے اس بابت امیر ابوالھیجا پر ڈانٹ آئی اور ازبک و ابن سطلمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی اسکے رہائی یافتوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں۔ لیکن اس سے انلوگوں کی تالیف قلوب نہوئی اور ان لوگوں نے امیر ابوالھیجا کی رفاقت ترک کردی۔ ابوالھیجا کو ان واقعات سے خلافت مآب کیجانب سے خطرہ پیدا ہوا ہمدان چھوڑکے اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور قبل اسکے کہ اربل تک پہونچتا اثناء راہ میں جان بحق تسلیم کردی۔ کوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام اختیار کیا اسکا رفیق ایدغمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد آخری چھٹی صدی میں ایدغمش نے اپنے خاص خادموں کی ایک معقول جمعیت تیار کرلی اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کرکے باغی ہوگیا کوکجہ نے اسکی گوشمالی کیجانب توجہ کی مگر کامیاب نہوا اثناء جنگ میں مارا گیا ایدغمش نے اسکے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کرلیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بناکے درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

۶۰۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان نے وفات پائی خلیفہ ناصر نے بجائے اسکے

Marfat.com

اس کے داماد سنجر کو متعین فرمایا ۶۰۳ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا قصد کیا یہ جبال عظیم الشان فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں۔ اسکا والی ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے قشتمر نامی خلافت مآب کے ایک خادم کو پناہ دیدی تھی اور اپنی بیٹی سے اوسکا عقد بھی کر دیا تھا جو وزیر السلطنت کی چشم نمائی سے برداشتہ خاطر ہو کر جبال ترکستان چلا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اسوقت اہل ترکستان نے قشتمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ اونپر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت تک پہونچی خلافت مآب نے سنجر والی خوزستان کو اسپر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر آراستہ کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا۔ قشتمر نے یہ خبر پاکے کہلا بھیجا "میں علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھپر حملہ آور نہوں" سنجر نے کچھ توجہ نہ کی۔ قشتمر نے مجبوری اطراف وجوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ جیت قشتمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کے بھاگا۔ اس سے قشتمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلا والی فارس اور ایدغمش والی اصفہان ورے وغیرہ سے خط وکتابت کر کے انکو اپنا ہم آہنگ بنالیا چنانچہ ابن وکلا اور ایدغمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشتمر کے حامی ومددگار بنگئے اس سے قشتمر کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

وزیر کی معزولی نصیر الدین ناصر مہدی علوی، رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور ممبر تھا۔ جسوقت وزیر السلطنت موید الدین ابن قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا خلافت مآب نے براہ قدر افزائی اسکو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ بعد چندے اسکو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔

نصیر الدین نے عہدۂ وزارت پاکے بحکمت عملی کل ارکین دولت کو دبالیا اور خلیفہ ناصر کے خدام کے ساتھ کج ادائی کرنے لگا مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السبع امیر

Marfat.com

حاج سنہ ۶۰۳ھ میں حج کرنے کو جا رہا تھا مقام مرخوم میں پہونچکے حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کے شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلا بھیجا "چونکہ وزیرالسلطنت بہ حکمت عملی خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کیا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے درپردہ خلافت و حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اسوجہ سے یہ خادم تعمیل ارشاد سے معذور ہے" اس بنا پر خلیفہ ناصر نے وزیرالسلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین رہنے کا حکم دیا۔ اور کل مال و اسباب اُسکا اس کے پاس بھیجدیا۔ وزیرالسلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دیدی اور یہ تحریر فرمایا "میں تمکو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے تمکو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ تمہارے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سُننے سے یہ امر وقوع میں آیا تم اپنی جان بچانے کو جہاں چاہو جا کر قیام کرو" چنانچہ وزیرالسلطنت نے خلافت مآب کے سایۂ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کیا۔

وزیرالسلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفرالدین امیر حجاج اور قشتمر وغیرہ واپس آئے فخرالدین ابوالبدر محمد بن احمد ابن اسیمنا واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا لیکن اسکو کسی قسم کا تحکم و غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی زمانہ میں ابوفراس نصر بن ناصر بن مکی مدائنی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی بجائے اسکے ابوالفتوح مبارک بن عضدالدین ابوالفرج بن رئیس الرؤسا ماہ محرم سنہ ۶۰۵ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں کے لئے بڑی قدر و منزلت ہوئی لیکن آخری سنہ مذکور میں بوجہ نالایقی معزول کیا گیا۔ اور ماہ ربیع الاول سنہ ۶۰۶ھ میں فخرالدین ابوالبدر نیابت وزارت سے معزول ہو کر خانہ نشین کیا گیا بجائے اسکے مکین الدین محمد بن محمد بن بدر القمر کاتب الانشاء نائب وزیر مقرر ہوا مؤیدالدین کا لقب دیا گیا۔

Marfat.com

سنجر کی بغاوت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سنجر خادم خلیفہ ناصر کو بعد طاش تکین امیر الحاج کے خوزستان کی حکومت دیگئی تھی ۵۹۱ھ میں اسکی طرف سے خلافت مآب کو کسیدگی پیدا ہوئی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ سنجر نے حاضری سے انکار کیا۔ خلافت مآب نے برہم ہوکر ایک لشکر بسر افسری موید الدین نائب وزیر اور عزالدین بن نجاح شرابی خواص خلیفہ سنجر کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ جسوقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہونچا سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن زنگی والی فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اسکی بڑی آؤبھگت کی اور اسکی حمایت اور امداد پر آمادہ و مستعد ہو گیا۔ اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہونچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ سنجر نے انکاری جواب دیا۔ تب شاہی لشکر بقصد اتابک سعد والی شیراز ارجان کے طرف بڑھا خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا والی شیراز سنجر کے دینے اور سنجر کے واپس آنے سے انکار کر رہا تھا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں موکب ہمایوں نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتابک سعد نے موید الدین اور عزالدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خط روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی موید الدین اور عزالدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد نے سنجر کو مع اسکے مال واسباب اور اہل و عیال کے موید الدین اور عزالدین کے حوالہ کر دیا۔ موید الدین اور عزالدین سنجر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماہ محرم ۵۹۲ھ میں دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے چند دنوں کے بعد سنجر کو پابزنجیر دربار خلافت میں لاکے حاضر کیا۔ خلافت مآب نے اپنے دوسرے خادم یاقوت نامی کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ بعد اس کے ماہ صفر سنہ مذکور میں سنجر کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کیا۔

منکلی اور ایدغمش امراء پہلوانیہ میں سے ایدغمش کی دست درازی اور بلاد جبل ہمدان اصفہان اور رے وغیرہ پر قابض ہو جانیکا واقعہ تم اوپر پڑھ آئے ہو

ان بلاد پر متصرف اور قابض ہو جانے سے ایدغمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی آذربیجان اور ارانیہ کیطرف قدم بڑھایا۔ اسکے ہمراہی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کے ان شہروں پر محاصرہ ڈالا۔ اسی اثناء میں امراء بہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی ۶۰۸ھ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے ایدغمش سے لڑ پڑا افواج بہلوانیہ نے اسکی بڑھتی ہوئی قوت کو براے العین دیکھ کے اطاعت و انقیاد کی گردنیں جھکا دیں جب سے منکلی نے ان کل صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا شمس الدین ایدغمش منکلی کا مقابلہ نکر سکا دار الخلافت بغداد بھاگ گیا۔ خلیفہ ناصر نے اراکین دولت کو ایدغمش کے استقبال کا حکم دیا۔ پس یہ دن بڑے چہل پہل کا تھا۔

منکلی کو ایدغمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ ہر طبقہ کے آدمی ملنے کو آئے۔

اس وفد کے پہونچنے سے پیشتر خلیفہ ناصر نے ایدغمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج عنایت کی ایدغمش دربار خلافت سے رخصت ہو کے ہمدان کیجانب روانہ ہوا رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچا۔ خلافت مآب نے اسکو کسیوجہ سے اسکی قوم کی سرداری سے معزول کر کے اسکے چھوٹے بھائی کو مامور کیا تھا۔ سلیمان نے منکلی کو ایدغمش کے آنیکی خبر کر دی۔ منکلی نے ایک فوج ایدغمش کی گرفتاری کو متعین کی۔ اس فوج نے ایدغمش کو گرفتار کر کے سر اوتار لیا۔ سارا لشکر منتشر و متفرق ہو گیا خلافت مآب کو اسکی خبر لگی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربیجان و ارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کو لکھا حالانکہ اس سے خلافت مآب کو بیحد ناراضی تھی۔ جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ (بلاد عجم) کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ بعد کامیابی کے بلاد جبل کو باہم تقسیم کر لینا۔ اس انتظام پر بھی جب اسکی تشفی نہوئی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر کو فراہم کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کے منکلی کی سرکوبی کو

Marfat.com

روانہ فرمایا اور مظفر الدین کو کبری بن زین الدین کوچک والی صوبہ اربل اور شہرزور کو معہ ان کے لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو لکھ بھیجا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں فراہم ہوجائیں تو اسکا کمان تم اپنے ہاتھ میں لینا پس جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہونچا منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا۔ شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جاکر گھیر لیا۔ مدتوں حصار کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اوتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ کہ اس لڑائی میں ازبک کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ آیا۔ دوسرے دن منکلی کو فتحیابی کی پھر طمع دامنگیر ہوئی فوج کو طیاری کا حکم دیکے پھر دھاوا کردیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چہار طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخر کار منکلی شکست کھا کے بھاگا سارا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ شاہی لشکر نے اسکے کل شہروں پر قبضہ کرلیا۔ جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کا حصہ بخرہ کرلیا۔ جو باقی رہا اُسپر ازبک بن بہلوان قابض و متصرف ہوا۔ فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا ساوہ پہونچا۔ شحنہ ساوہ نے گرفتار کرکے سر اوتار لیا۔ ازبک نے اس سر کو نامہ بشارت فتح کے ساتھ دار الخلافت بغداد بھیجدیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۱ھ کا ہے

ولیعہد کا انتقال

خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جسکا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھی۔ خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور لڑکوں کے محبت زیادہ تھی۔ اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولیعہدی سے معزول کرکے اسکو اپنا ولیعہد بنایا تھا اتفاق یہ کہ بیسویں ماہ ذی القعدہ ۶۱۲ھ میں اسکا انتقال ہوگیا خلافت مآب کو اسکی وفات سے اسدرجہ صدمہ و رنج ہوا کہ جسکا پایاں نہیں، عام اور خاص اسکی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے۔

مرحوم نے وقت وفات دو لڑکے یادگار چھوڑے تھے۔ ایک کا لقب موید تھا اور دوسرے کا موفق۔ خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تستر (متعلقات خوزستان) کیطرف سند امارت عطا فرما کے روانہ کیا اور موید الدین نائب وزیر اور عز الدین

Marfat.com

شرابی کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہنے بعد ازاں موفق معہ نائب وزیر اور شرابی کے ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد واپس آیا اور موید تستر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ

قبل اسکے اغلمش نے بزور تیغ و حکمت عملی بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیساکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسکی مدبرانہ چالوں سے اسکے قدم، استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر جم گئے تھے۔ بعد اسکے ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اسکو قتل کر ڈالا خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش جانشین سلاطین سلجوقیہ کو جو صوبہ خراسان و ماوراء النہر پر مستولی ہو رہا تھا ان بلاد پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ لشکر آراستہ کر کے ادھر اسنے فوج کشی کر دی۔ ادھر اتابک سعد بن وکلا والی فارس کو بھی اغلمش کے قتل کئے جانے پر یہی طمع دامنگیر ہوئی۔ فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اسوقت تک اسکو خوارزم شاہ کی ہزیمت اور آمد کی خبر نہ تھی۔ مقام رے میں ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو ہزیمت ہوئی خوارزم شاہ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ بعدہ ساوہ کی جانب بڑھا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قزوین، زنجان اور ابہر پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہونچا۔ اہل ہمدان نے گردن اطاعت جھکا دی۔ تب اصفہان کا رُخ کیا اور اسپر بھی بلا جدال و قتال قابض و مستولی ہو گئے قم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ والی آذربیجان اور ارانیہ نے بغیر تحریک کے دیکر اطاعت قبول کر لی اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اسکے حوصلے بڑھ گئے تھے دار الخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانیکا نامہ و پیام کر رہا تھا مگر دربار خلافت سے برابر انکاری جواب آرہا تھا۔ خوارزم شاہ کو طیش آگیا دار الخلافت پر حملہ کرنیکا قصد کر لیا۔ چنانچہ ایک امیر کو حلوان کی سند امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کیطرف بڑھنے کا حکم دیا۔ بعد اسکے دوسرے امیر کو اسکے بعد ہی روانہ کیا۔ جوں ہی

Marfat.com

یہ لوگ ہمدان سے روانہ ہوئے اسقدر برف پڑا کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہوگئی۔ جو باقی رہ گئے انکو بنو برجم (ترکی) اور بنو سکار (اکراد) نے لوٹ مار کر پائمال کر دیا۔ معدودے چند جان بچا کے خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طالبیوں کو مامور کرکے ان کل شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی عماد الملک ساوی کو اسکی دولت وحکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کرکے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی معروف کی جلاوطنی بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے انکا سردار معلی نامی ایک شخص تھا۔ جنگل جھاڑیوں کے قریب غربی فرات میں یہ لوگ رہتے تھے۔ جب انکا ظلم، فساد اور دن دہاڑے لوٹ لینا حد سے متجاوز ہوگیا اور قافلہ کے قافلہ لٹ جانے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی، دربار خلافت سے شریف سعد والی واسط کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے تکریت، ہیت، حدیثہ، انبار، حلہ، کوفہ، واسط اور بصرہ سے فوجیں فراہم کرکے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور انکو نہایت تیزی سے ہزیمت دیکے پائمال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ دریا میں ڈبو دیئے گئے جو اس عالمگیر پائمالی سے باقی رہ گئے وہ جلاوطن کر دیئے گئے۔ اور مقتولوں کے سر ماہ ذی القعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دیئے گئے۔

تاتاریوں کا خروج تاتاری ترکوں میں سے ہیں ۶۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کیجانب خروج کیا۔ سرزمین چین میں طمغاج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا۔ جو بلاد ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اسکے بادشاہ کا نام چنگیز خاں تھا جو ترکوں کے قبیلہ تمرجی سے تھا اسنے بلاد ترکستان اور ماوراء النہر پر فوج کشی کی اور اسکو خطا کے قبضہ سے نکال کے خود قابض اور متصرف ہوگیا بعدازاں خوارزم شاہ سے جا بھڑا تا آنکہ اسکو زیر کرکے اسکے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدہ ارانیہ کیجانب بڑھا

Marfat.com

اور اسپر بھی قبضہ کرکے شروان، لان اور بلکر کے شہروں کی جانب رخ کیا اور مختلف گروہوں پر مستولی ہوکے بلاد قفچاق کو بھی لے لیا۔ انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ غزنی اور ان شہروں کیطرف نکل گیا جو ہندوستان، سجستان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے اندر یا کچھ زاید زمانہ میں تاتاری دنیا کے اِس سرے سے اُس سرے تک کے مالک بن بیٹھے۔ خونریزی، لوٹ، اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ ظلم و ستم ان کے ہاتھوں سے وقوع میں آئے کہ جن سے عالم کے کان سلف سے اِسوقت تک آشنا نہیں ہوئے۔

خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کے طبرستان کے ایک جزیرہ میں جاکے دم لیا اور وہیں سنہ ۶۱۷ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جان بحق تسلیم کردی۔

خوارزم شاہ کی ہزیمت کے بعد اسکے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی چنگیز خاں دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کرکے ہندوستان میں داخل ہوگیا اور بہزار خرابی انکے پنجۂ غضب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا رہا بعد ازاں سنہ ۶۲۲ھ میں خوزستان اور عراق کی جانب معاودت کی آذربیجان اور ارمینیہ پر قابض ہوگیا تاآنکہ اسکو مظفر نے قتل کرڈالا جیساکہ ہم ان واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں میں مکرر بیان کرینگے۔ پس وہ مقام ان واقعات کے تفصیل کا ہوگا واللہ الموفق بمنہ وکرمہ۔

الظاہر بامر اللہ کی خلافت

آخری ماہ رمضان سنہ ۶۲۲ھ میں اپنی خلافت کے سینتالیسویں برس خلیفہ ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن خلیفہ مستضی نے وفات پائی۔ موت سے تین برس پہلے نقل و حرکت سے مجبور ہوگیا تھا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ دوسری آنکھ کی بصارت کمزور ہوگئی تھی۔ کاروبار اور لہو لعب میں اسکی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلفہ تھا۔ متعدد فنون میں اسکی تالیفات ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو قبضہ عراق پر آمادہ کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس سے اور خوارزم شاہ

Marfat.com

سے اَن بَن ہوگئی تھی اور آئے دن منازعت ہو رہی تھی۔

خلیفہ ناصر اکثر لہو لعب میں مصروف رہتا۔ کسی وقت غلّہ لگایا کرتا اور کبھی کبوتر بازی میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جس قسم کے بغداد کے لُچے پہنا کرتے تھے اور اُس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اسکی اجازت اُس سے حاصل کیجاتی۔ یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ سلطنت و حکومت، عالی دماغ، عالی حوصلہ، صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور یہی امر دولت و سلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونیکا باعث ہوتا ہے

خلیفہ ناصر کے مرنے پر اسکے بیٹے ابو نصر کی خلافت کی بیعت لیگئی اور ”الظاہر بامر اللہ“ کا لقب دیا گیا۔ پہلے اسکو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولیعہد بنایا تھا بعدازاں ولیعہدی سے اسکو معزول کر کے بوجہ میلان طبیعت اسکے چھوٹے بھائی ابو الحسن علی کی ولیعہدی کا اعلان کیا اتفاق یہ کہ ۶۱۲ھ میں اُسکا انتقال ہوگیا تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابو نصر کو پھر اپنا ولیعہد بنایا

خلیفہ ظاہر نے تکمیل بیعت کے بعد عدل و انصاف سے اُس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اُسکے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی شب عید میں ایک لاکھ دینار علماء کو دیئے تھے۔

مستنصر کی خلافت

اس چہل پہل کے نو مہینہ بارہ یوم بعد خلیفہ ظاہر ابو نصر محمد نے پندرہویں رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی۔ اسکا رویہ نہایت سیدھا اور سادا تھا اسکے عدل و انصاف اور اسکی داد و دہش کے تذکرے اسوقت تک عوام اور خواص کے زبان پر جاری ہیں۔ روایت کیجاتی ہے کہ اس نے قبل وفات بخط خاص ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو ارکین دولت کے روبرو پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کے پڑھنے اور ارکین دولت کو سنانے کی غرض سے ایک جلسہ کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے کھڑے ہو کے کہا ”امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کیجائے کہ دربار خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یا یہ حکم صادر ہوا ہے بعد اس کے

Marfat.com

اسکا کوئی اثر کہیں محسوس ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اسپر عملدر آمد کرو یہ قاصد اس قدر کہہ کے خاموش ہو گیا۔ فرمان کھولا گیا تو اسمیں بعد بسم اللہ کے لکھا ہوا تھا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر مہمل اور بیکار نہیں ہے۔ اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تملوگوں کو جانچتے ہیں کہ تم لوگوں میں سے کون شخص اچھا کارگزار ہے اس سے پیشتر ویرانی ملک، بربادی رعایائے تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور نیز براہ مکر و فریب جو جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کیا کرتے تھے اور بیخ کنی و ہلاکت رعایا کو حق رسی و دادرسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے ان سب تمہارے افعال ذمیمہ و حرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو مغتنمات سے شمار کرکے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے خلق اللہ کو چیر پھاڑ ڈالا تملوگ ایک ہی بات کو بالفاظ مختلفہ کہا کرتے ہو حالانکہ تم علم خلافت کے، امین اور معتمد علیہ ہو۔ تملوگ اپنی خواہشات کیطرف خلافت مآب کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو ملا جلا دیتے ہو اس نے مجبوری تمہاری رائے سے موافقت کیجاتی ہے۔ بظاہر مطیع اور فرماں بردار ہو لیکن حقیقت میں تم حد درجہ کے نافرمان اور متمرد ہو۔ صورۃً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہو اور حقیقتہً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمد للہ کہ اب اللہ سبحانہٗ نے تمہارے خوف کو امن سے، محتاجی کو غنا سے اور باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا فرمانروا تمکو عنایت کیا ہے جو تمہارے عذرات کو قبول کریگا اور اُسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لیگا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہو گا اور اپنی حرکات نامعقول سے باز نہ آتا ہو گا۔ امیر المومنین تمکو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں انکا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم و بیجا کارروائی سے احتراز کرتے رہو امیر المومنین کو ظلم و ستم بیحد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اسکی ناراضی سے امیر المومنین خائف و ترساں ہیں۔ امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب و توفیق دیگا

Marfat.com

پس اگر تم نے وہ راستہ اختیار کیا جو ملک خدا میں اس کے نائبوں اور امینوں کا ہے تو نور علی نور ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک و تباہ ہوجاؤ گے والسلام"

بعد وفات خلیفہ ظاہر اس کے بیٹے ابو جعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر یہ کہ اسکے عہد خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہوگیا تھا خراج کم کیا تقریباً معدوم ہوگیا تھا۔ صوبجات بٹ چٹ گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں ادا نہیں ہوسکتی تھیں اور نہ انکے وظائف دیے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور تخفیف کردیا گیا جس سے بیحد تغیرات وقوع میں آئے اسکے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے دعوت عباسیہ کا اندلس میں آخری زمانہ حکومت موحدین میں اعادہ کیا تھا۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے بلاد روم کو غیاث الدین کیخسرو آخری بادشاہ بنی قلج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور بعد اسکے بلاد ارمینیہ کے تاخت و تاراج کرنیکو بڑھے اور اسپر قبضہ کرلیا۔ بعد اس واقعہ کے غیاث الدین نے تاتاریوں سے امن طلب کی انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اسکو مقرر کیا چنانچہ یہ انکی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کیے جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مستعصم کی خلافت خلیفہ مستنصر دار الخلافت بغداد میں انہیں بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو گورنران صوبجات اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کے دستبرد اور قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا تاتاریوں نے کل بلاد اسلامیہ پر قبضہ حاصل کرلیا اور گورنران صوبجات اسلامیہ اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کو زیر کرکے انکی دولتوں اور حکومتوں کا نام صفحہ ہستی سے محو کرکے دار الخلافت بغداد کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر ۶۴۱ھ میں اپنی خلافت کا سولھواں سال پورا کرکے انتقال کرگیا

اسکا بیٹا عبداللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ وہ "المستعصم باللہ" کا لقب اختیار کیا۔ فقیہہ اور محدث تھا موید الدین ابن علقمی رافضی اسکا وزیر تھا۔ اسکی نا قابلیت سے دار الخلافت بغداد میں شیعہ، اہل سنّت وجماعت، حنابلہ اور کل اہل مذاہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے اوباشوں، جرائم پیشوں اور مفسدہ پردازوں میں جب دیکھو تب ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا کوئی فتنہ وفساد مابین ملوک اور اراکین دولت ایسا نہیں ہوتا تھا جسمیں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں۔ حکومت وسلطنت کا رعب دلوں سے اوٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل مسدود ہوگئی تھی۔ خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہورہی تھی افسران فوج کو تخفیف کر دیا تھا۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں یوں ادا کیجاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی انکو کسی بازار کا محصول وصول کر لینے کو کہہ دیا۔ غرض امرا لشکر اور نیز خلافت مآب کی بدقّت اوقات گزاری ہوتی تھی۔ اتفاق سے انہیں دنوں دار الخلافت بغداد میں آتش فساد مشتعل ہوگئی۔ شیعہ اور سنّی باہم گتھ گئے۔ شیعوں کا مسکن غربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممبر تھا ان لوگوں نے اہل سنّت وجماعت پر ظلم و تعدّی کی، خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابوبکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی کو روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا اس معاملہ میں خلافت مآب نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا ابن علقمی کو یہ امر ناگوار گزرا۔ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ بحکمت عملی لشکر کے بہت بڑے حصہ کو موقوف کر دیا اور خلافت مآب پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیجی گئی ہیں۔ اور علاوہ اسکے دار الخلافت بغداد میں رہنے سے ادائیگی تنخواہ میں بھی دقّت ہوتی ہے۔ ۶۵۲ھ میں ہلاکو بادشاہ تاتار نے عراق پر فوج کشی کی رے، اصفہان، اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعات اسماعیلیہ پر دھاوا کیا ۶۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی اثنا راہ میں ابن صلایا والی اربل کا خط ملا جسمیں ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا۔ ابن علقمی نے بذریعہ اس خط کے چنگیز خاں ہلاکو کو دار الخلافت

بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی چنانچہ ہلاکو نے بلاد اسماعیلیہ سے مراجعت کر کے بغداد کا قصد کیا اور امراء تاتاریہ کو ہر چہار طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ وہ لوگ بھی بطور مقدمۃ الجیش کے بلاد روم کی طرف سے آنے لگے۔ جسوقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہونچا۔ ایبک دوادار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا اس حملہ میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا عساکر اسلامیہ نے بغداد کیجانب معاودت کی مگر انکے آنے سے پیشتر تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلہ کے باندھ ٹوٹ جانے سے بغداد کے ارد گرد پانی پھیل گیا تھا جس سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہو سکا تاتاریوں نے تعاقب کر کے جی کھول کے پامال کیا۔ دوادار مارا گیا۔ اور امراء جو اسکے ہمرکاب تھے وہ قید کر لئے گئے۔ ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا وزیر ابن علقمی شہر سے نکل کے ہلاکو کے پاس آیا اپنی ذات خاص کی امن حاصل کی اور واپس جا کے خلافت مآب سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امن حاصل کر لی ہے آپ ہلاکو کے پاس چلئے وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت پر قایم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم میں بادشاہ روم کو قایم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم معہ فقہاء قضاۃ اور ارکان دولت کے ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسیوقت قتل کر ڈالا بعد ازاں خلیفہ مستعصم کو بوریا میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا گھسٹ کر مر گیا ابن علقمی نے اسکی نعش کو پاؤں سے کچلا اس زعم سے کہ میں اہل بیت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

بعد اسکے ہلاکو سوار ہو کے بغداد میں داخل ہوا عام خونریزی کا حکم دیدیا ایک مدت تک غارتگری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور لڑکے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے نکلے۔ جنکو لشکریوں نے بات کی بات میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تھے۔ تاتاریوں نے قصور (محلسرایاتے) خلافت اور خزاذل پر

قبضہ کرلیا اسقدر مال واسباب لوٹا گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔ علمی ذخایر جو شاہی کتب خانہ میں تھے دجلہ میں پھینک دیئے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگرچہ اور قوموں کا یہ زعم ہے کہ یہ اُسکی بعینہٖ نظیر ہے جو مسلمانوں نے شروع زمانہ فتوحات میں اہل فارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہوکے شاہی محلسرایوں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا لیکن اسکے اراکین دولت نے اس سے مخالفت کی۔

فتح اور پامالی بغداد کے بعد ہلاکو نے میافارقین کے محاصرہ کو فوجیں روانہ کیں۔ دو برس کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ مفتوح ہوا۔ اُس کے کل حامی اور مددگار مار ڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب میں سے ملک ناصر الدین محمد بن شہاب الدین غازی بن الملک العادل ابوبکر بن ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ والی موصل اس خوفناک منظر کو دیکھ کے ڈر گیا۔ ہدایا اور تحایف ہلاکو کے دربار میں بھیجے اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا چنانچہ ہلاکو نے اسکو بحال رکھا۔ مہم میافارقین کے سر ہونے پر اربل کی طرف ہلاکو نے لشکر روانہ کیا اہل اربل نے قلعہ بندی کرلی چند روز محاصرہ کرکے تاتاری لشکر بے نیل مرام واپس آیا بعد اسکے والی اربل ابن صلایہ ہلاکو سے ملنے آیا ہلاکو اسکو قتل کرکے جزیرہ دیار بکر اور دیار ربیعہ پر مستولی اور قابض ہوگیا اسیطرح رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہوگئیں اور ہلاکو نے موقع پاکے ہر چہار طرف سے اسپر فوج کشی کردی۔ جیسا کہ آیندہ تم پڑھو گے۔

ہلاکو کی فتحیابی سے خلافت اسلامیہ کی حکومت جو دارالخلافت بغداد میں بنی عباس کے قبضہ اقتدار میں تھی منقرض اور معدوم ہوگئی پھر اس رسم قدیم کو ملوک ترک نے اون خلفاء کے ذریعہ سے دوسرے مقام پر قائم وزندہ کیا جنکو انھوں نے پہلے خلفاء کے اعقاب سے منصوب اور متمکن کیا تھا۔ جنکی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طور سے جاری رہی جیسا کہ ابھی ہم بیان کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

تعجب ہے کہ یعقوب بن اسحاق کندی فیلسوف عرب زمانہ ظہور ملت اسلامیہ عربیہ کے ضمن میں بیان کرتا ہے کہ عرب کی حکومت اچھہ سو ساٹھہ سال میں منقرض اور ناپدید ہوئی ہے حالانکہ دولت بنی عباس جس روز سے کہ سفاح کی خلافت کی بیعت ۱۳۲ھ میں ہوئی تھی زمانہ قتل مستعصم تک جو کہ ۶۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے پانچسو چوبیس سال قائم رہی اور ان کے سینتیس خلیفوں نے بغداد میں خلافت کی واللہ یرث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

شجرہ نسب واسمار خلفاء عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی

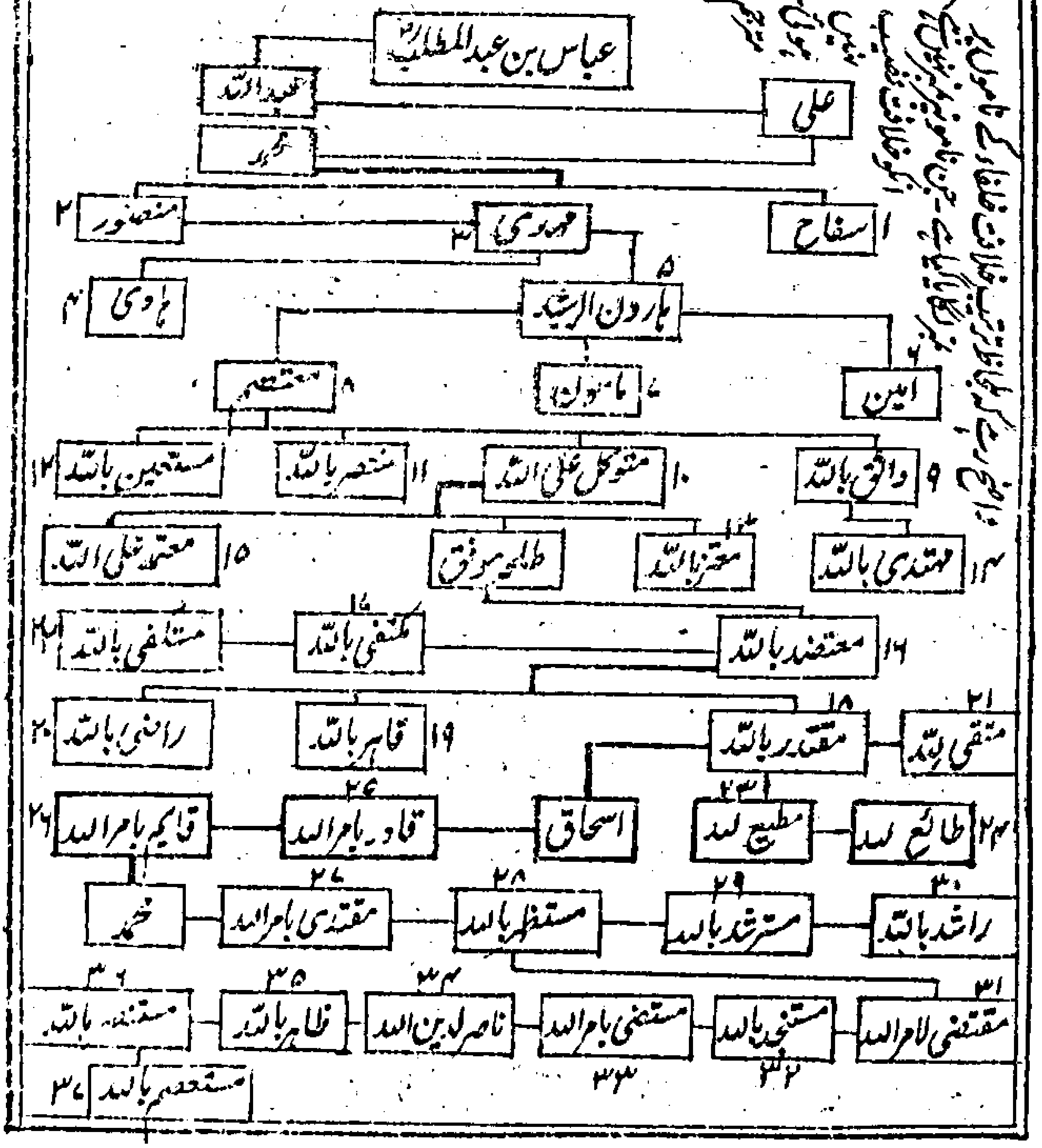

اخبار خلفاء عباسیہ جنہوں نے بعد انقراض خلافت بغداد مصر میں خلافت کی

جسوقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم وستم کا شکار ہوگیا اور انہوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرلیا اُسوقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہوگئی شیرازہ خلافت درہم برہم ہوگیا۔ ممبران خاندان خلافت تحلسرا ے خلافت سے نکلے اِدھر اُدھر نکل بھاگے انلوگوں میں سے جو سب سے بڑا تھا اُس نے مصر میں جاکے دم لیا وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ ظاہر، شہید خلیفہ مستعصم کا چچا، مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی، اسوقت مصر کی زمام حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بعد بنی ایوب کے مصر وقاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر پاکے کہ خاندان خلافت کا ایک نامور ممبر احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے سرو قد تعظیم کرنے کو آٹھ کھڑا ہوا۔ ارادتمندانہ ملا۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر کو چراغان کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ بیرس میں دربار عام کیا اراکین دولت رؤساء ملک وملت حسب مراتب حاضر ہوئے۔ قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ اسنے اُن عربوں کی شہادت سے احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا جو اسکے ہمراہ آئے ہوئے تھے اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کا تکملہ کیا گیا۔ پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی بعدازاں حاضرین دربار یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے کمال خوشی ومسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کو منصوب کیا اور "المستنصر باللہ" کا مبارک لقب دیا۔ ممبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا سکہ مسکوک ہوا اور گشتی شاہی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔ بعد اسکے خلیفہ مستنصر نے زمام حکومت الملک الظاہر کے ہاتھ میں دی اور اپنی جانب سے ایک توقیع مشعر مضمون ہذا لکھہ کر عنایت فرمایا۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکلے ایک کھلے میدان میں خیمہ

Marfat.com

نصب کیا ارکین دولت، مشیران سلطنت اور رؤسا ملک وملت حاضر ہوئے الملک الظاہر نے خلافت مآب کے توقیع کو پڑھا۔ لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ سلطان الملک الظاہر نے بطیب خاطر اس جدید خلیفہ کے حکم سے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی حسب مراتب لوگوں کے وظائف مقرر کئے جدید خلیفہ کے لئے ارباب مناصب اتابک، استاد دار شربدار، حاجب، اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے۔ ہر طبقہ کے آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں خیمے، فروش اور ہر طرح کے اسباب وسامان آسایش فراہم کئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کرور دینار سُرخ صرف کئے تھے۔

چند دنوں بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلاد عراق پر فوج کشی کرنیکا قصد کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بنفس نفیس اس مہم پر جانیکی طیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لولو، والی موصل آپہونچا اسکو بھی تاتاریوں نے اسکے باپ کے مرنے کے بعد موصل سے نکالدیا تھا۔ الملک الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس کرا دینے کا وعدہ کرلیا تھا۔ چنانچہ جدید خلیفہ معہ صالح کے ایک عظیم لشکر مرتب کرکے روانہ ہوا الملک الظاہر بھی مشایعت کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور رفتہ رفتہ ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہونچا۔ دمشق پہونچکے سلطان الملک الظاہر نے ان لوگوں کی بڑی آؤبھگت کی۔ اور اپنے امیروں میں سے دو امیر کو بغرض امداد انکے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ انکے ساتھ ساتھ فرات تک چلے جانا جسوقت یہ مہم فرات پر پہونچی خلیفہ مستنصر نے عبور کا قصد فرمایا اور صالح نے موصل کا رخ کیا تاتاریوں کو اسکی خبر لگ گئی۔ فوجیں مرتب کرکے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے دونوں گروہوں کا ایک مقام پر مڈبھیڑ ہوا۔ تاتاریوں نے اپنے پرزور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو کمزور کردیا۔ جواب دینے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے جدید خلیفہ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ شہید ہوگیا۔

Marfat.com

تاتاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کے موصل کی جانب بڑھا۔ سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ مفتوح کر لیا اور قتل و غارتگری کرتا ہوا موصل میں گھس پڑا صالح غریب بھی انکے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے ممبر کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی کے ادا کرنے کو منصوب کیا جاتا۔ آیندہ و روندہ سے استفسار کر رہا تھا کہ دفعۃً بغداد سے ایک شخص مصر میں وارد ہوا جو اپنے کو راشد بن مسترشد کی طرف نسباً منسوب کرتا تھا۔

صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں نسابہ مصر سے روایت کرتا ہے کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ سلیمانیہ اسکا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابو بکر کا۔ ابو بکر بیٹا ہے علی کا، علی بیٹا ہے احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ انتہیٰ کلام صاحب حماۃ۔

اسکے آبا میں مابین اسکے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے کوئی شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے اسکے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کا لقب دیا اسنے اپنی طرف سے امور خاصہ و عامہ کی سفید و سیاہ کرنے کا الملک الظاہر کو اختیار عنایت کیا۔ ممبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکہ پر اسکا نام مسکوک کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت سے بیرس میں الملک الظاہر اور اسکے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا بعد اسکے صالح قلادن اور اسکے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال سے بیرس میں ٹھہرا رہا پھر الملک الناصر محمد بن قلادن کا دور دورہ ہوا۔ اسکے زمانہ حکمرانی میں خلیفہ حاکم نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو الربیع سلیمان جانشین ہوا۔ "المستکفی باللہ" کا لقب اختیار کیا بدستور قدیم اسکے نام کا خطبہ ممبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا۔ ۷۰۲ھ میں الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کو

Marfat.com

نکالا ۷۳۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے سوءظنی پیدا ہوئی گرفتار کر کے قلعہ میں نظربند کر دیا ایک برس تک کسی سے ملنے جلنے نہ دیا بعد کا مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دی بعد چندے پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو قوص کی طرف ۷۳۸ھ میں جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو برس بعد ۷۴۰ھ میں قبل وفات الملک الناصر مستکفی مرگیا۔ مستکفی نے خلافت سے پہلے اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا پس بعد وفات مستکفی، احمد کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد "الحاکم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولیعہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا معزول کر کے اسکے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور "الواثق باللہ" کا لقب دیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہوگیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غیر مستحسن تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کیا اور احمد کی خلافت کی پھر بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۷۴۱ھ کا ہے پھر ۷۵۳ھ میں اسنے بھی وفات پائی تب اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ بنایا گیا اور "المعتضد باللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ دس برس خلافت کر کے ۷۶۳ھ میں مرگیا۔ اسکا بیٹا محمد منصب خلافت پر منصوب کیا گیا اور "المتوکل علی اللہ" کا لقب دیا گیا ۷۷۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے کو روانہ ہوا ترکوں نے بدعہدی کی بدامنی اور غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ بمجبوری سلطان اشرف مصر واپس آیا اُمراء ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور نیز خلافت کے بیعت کرنے کو طلب کیا خلیفہ متوکل نے انکاری جواب دیا۔ اس بنا پر ایبک نامی ایک شخص نے امراء ترک سے خواندلون قاہرہ میں حکومت وسلطنت پر مستولی ہو رہا تھا ۷۷۹ھ بوجہ اُس رنجش کے جو اسکے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہوگئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اسکے برادر عم زاد زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے

نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر منصوب کیا تاآنکہ قرط ترکمانی کا واقعہ بغاوت پیش آیا۔ قرط ترکمانی مصری لشکر کا ایک سردار تھا مفسدین کی سازش سے قرط نے ۷۸۵ھ میں الملک الظاہر ابوسعید برقوق کے مقابلہ پر سر اوٹھایا لگائے بجھانے والوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ متوکل کی سازش سے قرط نے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے مشتبہ ہو کے غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا اور بجائے اسکے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر مامور کیا "الواثق باللہ" کا لقب دیا تقریبًا تین برس زندہ رہ کر آخری ۷۸۸ھ میں واثق مر گیا۔ اسوقت سلطان الملک الظاہر نے اسکے بھائی زکریا کو سریر خلافت پر متمکن کیا جسکو ایک ترکی نے منصب خلافت پر نصب کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد اس کے ۷۹۱ھ میں بلیغا ناصری والی حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے اثناء میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جنکو ہم کامل طور سے اُن ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کرینگے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کے قایم کرنے والے تھے۔ بیشک اس مقام پر فقط انہیں حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اُن اخبار کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے تھے نظر انداز کر دیا ہے۔

یہ خلیفہ متوکل منصب خلافت پر رسم خلافت کے پورا کرتے، فرائض مذہبی کو بطبق شریعت انجام دینے، ممبروں پر تبرکًا انکے نام لئے جانے کو منصوب کیا گیا تھا جیسا کہ سلاطین ماضیہ اسکے عادی ہو گئے تھے اور بوجہ کمال ایمان اور فرط محبت بغرض ایفاء شروط امامت یہ رسم قدیم اد اکیجاتی تھی۔ ملوک ہند کیا جسقدر بلاد مختلفہ میں اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہیں خلفاء سے اور نیز اُن سے جو پیشتر گذر چکے تھے خطابات اور سندات حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہاں تک

Marfat.com

ملوک بنی قلاون وغیرہ کے ذریعہ وتوسط سے جو مصر میں تھے پیش ہوا کرتے تھے اور وہ اِن درخواستوں کو خلافت مآب کی خدمت میں پیش کرکے منظور کراتے تھے خلعت، سند حکومت اور خطاب وغیرہ انکو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ ان لوگوں کی جو منصب خلافت کے قائم رکھنے والے تھے امداد وتائید کیا کرتے بمن اللہ وفضلہ۔

شجرہ انساب خلفاء عباسیہ جنہوں نے بعد خلافت بغداد مصر میں خلافت کی

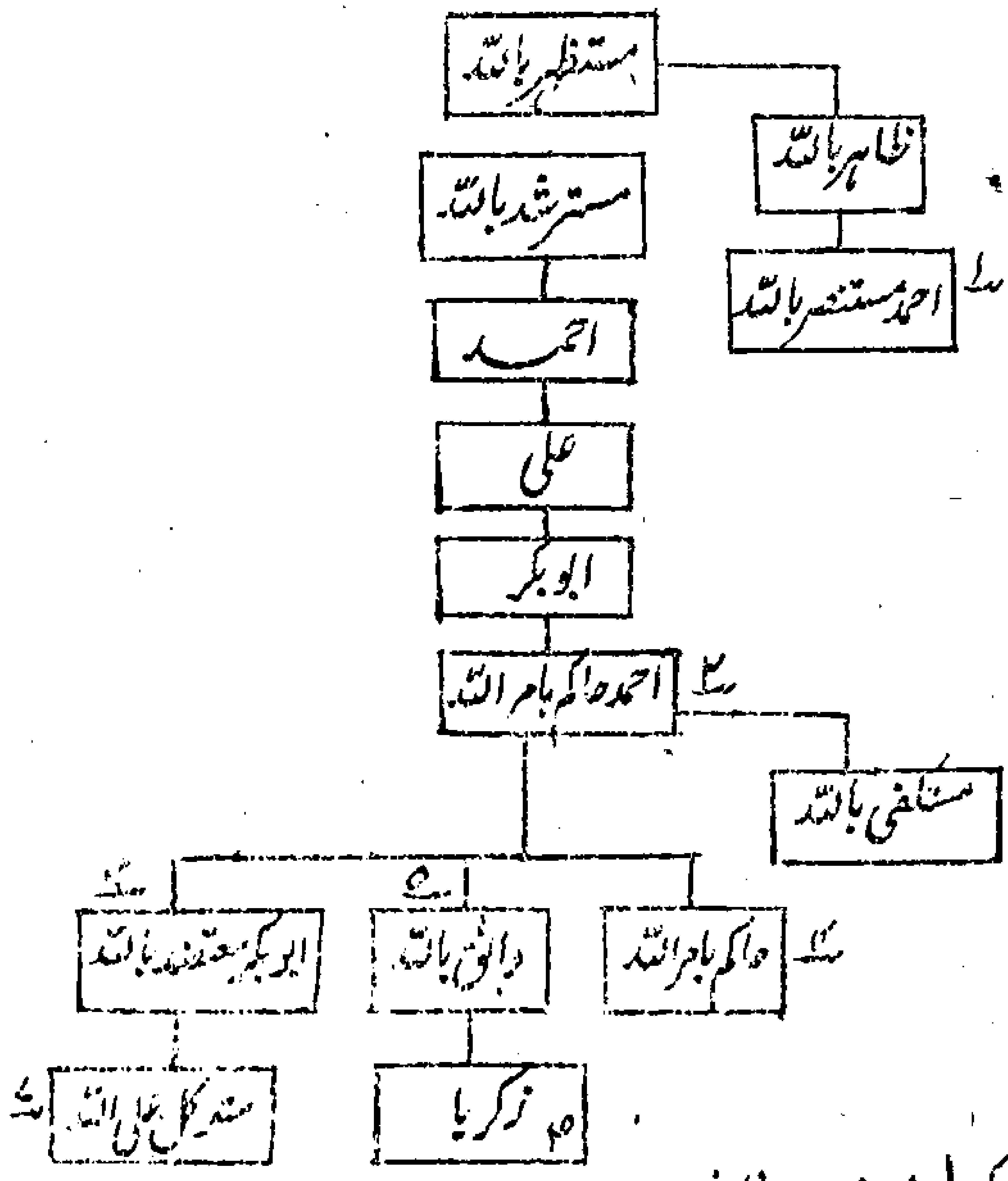

ا۔ خلفاء عباسیہ میں سے سب سے پہلے انکی خلافت مصر میں بیعت ہوئی۔

ص اسکو ایک سال منصب خلافت پر منصوب کیا تھا جو بعد چندے معزول کیا گیا اسوجہت اسپر نمبر نہیں لگایا گیا۔

Marfat.com

حالات دولت علویہ جو دولت عباسیہ کی مزاحم اور معاصر تھی

دولت علویہ میں سے پہلے ہم ادارسہ کی حکومت کے حالات احاطہ تحریر میں لائینگے جو المغرب الاقصیٰ میں تھی۔ ہم اوپر شیعان اہل بیت علی بن ابیطالب اور نیز انکے دونوں صاحبزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات بیان کر آئے ہیں اور نیز اون واقعات کو ہم تحریر کر چکے جوان نے شیعوں پر کوفہ میں گزرے حسن بن علی کی تسلیم امارت کے اسباب، کوفہ میں زیاد کے نظام حکومت کی درہمی کے علل اور اسکے بانیونکے مارے جانے کے تذکرے بھی (ازانجملہ حجر بن عدی اور اسکے ساتھی تھے) ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پھر انہیں شیعان اہل بیت نے بعد وفات معاویہ حسین بن علی کو کوفہ میں بلایا چنانچہ وہ تشریف لائے اور جو واقعہ انکی شہادت کا مقام کربلا میں پیش آیا وہ مشہور ہے بعد ازاں شیعوں کو انکی امداد نکرنے اور خاموشی اختیار کرنے سے ندامت ہوئی۔ بعد وفات یزید اور بیعت مروان شیعوں نے رفع ندامت کی غرض سے خروج کیا عبیداللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو آراستہ کرکے اس ہنگامہ کے فرد کرنے کو نکلا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا رکھا تھا اطراف شام میں عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سب کے سب پائمال کر دئے گئے بعد اسکے مختار بن ابوعبید نے کوفہ میں باظہار مطالبہ خون حسین واتباع محمد بن حنفیہ خروج کیا اس بنا پر کل شیعوں نے اسکا ساتھ دیا اور اپنے کو شرطۃ اللہ (یعنی اللہ کی پولیس) سے موسوم کیا عبیداللہ بن زیاد نے مختار پر دھاوا کیا مختار نے اسکو ہزیمت دیدی اور اثناء دار وگیر میں اسکو مار ڈالا۔ ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ محمد بن حنفیہ کو اسکی خبر لگی۔ بیزاری کا خط لکھ بھیجا مختار انکی ہواخواہی چھوڑکے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہوگیا تب شیعوں نے زید بن علی بن حسین کو عہد حکومت ہشام بن عبدالملک میں بیعت خلافت کرنے کو کوفہ بلا بھیجا۔ یوسف بن عمر والی کوفہ نے انکو قتل کرکے صلیب پر چڑھا دیا۔ یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں ملک حکومت کے خلاف خروج کیا انکے ساتھ بھی یہی معاملہ قتل وصلیب پر چڑھائے جانے کا

پیش آیا جو انکے باپ زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ ہر چہار
طرف پھیلا ہوا تھا جسکو تم دولت امویہ اور عباسیہ کے عہد حکومت کے ضمن میں پڑھ آئے ہو
پھر شیعوں میں اختلاف اور افتراق مذاہب در بارہ امامت و تعین امام واقع ہوا اور
ان لوگوں نے خوب خوب بادیہ پیمائی کی۔ بعض امامیہ اس امر کے قائل ہیں کہ بوجہ وصیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب امام ہیں اور اسی بنا پر انکو وصی کے لقب دیتے
ہیں اور شیخین (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سے بیزاری اور تبرا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے انکے زعم کے مطابق
علی کو استحصال حق سے روکا تھا۔ انہیں امامیہ نے زید شہید سے جبکہ انکو ذمیں طلب کیا
تھا اس بابت جھگڑا کیا تھا چونکہ جناب موصوف نے شیخین سے بیزاری ظاہر نہ کی اور نہ
انسے تبرا کیا اسوجہ سے ان امامیہ نے انکی رفاقت ترک کردی۔ پس بنابراں وہ رافضی کے
نام سے موسوم ہوئے۔ انہیں میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو قائل امامت بنی فاطمہ
ہے یہ فرقہ علی اور انکے بیٹوں کو کل صحابہ پر بحید بشرط تفضیل دیتا ہے شیخین کی امامت
اسکے نزدیک صحیح ہے باوجودیکہ علی کو سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ مذہب زید شہید اور انکے
متبعین کا ہے یہ فرقہ انحراف اور غلو سے بہت دور اور جادۂ اعتدال سے بہ نسبت اور شیعوں
کے بعید قریب ہے انہیں میں سے ایک فرقہ کیسانیہ ہے منسوب بہ کیسان۔ اس فرقہ کا
یہ اعتقاد ہے کہ بعد حسن و حسین کے محمد حنفیہ اور انکے لڑکے امام برحق ہوئے اسی فرقہ سے ایک
دوسری شاخ شیعان بنی عباس کی نکلتی ہے۔ جو اس امر کے قائل ہیں کہ بوصیت ابو ہاشم بن
محمد بن حنفیہ امامت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کیطرف منتقل ہوآئی۔
غرض مذہب شیعہ میں باہم بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذاہب نکلے اور
بلحاظ اختلاف اعتقادیات و مذاہب جداگانہ ناموں سے موسوم ہوئے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ
کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔ جسوقت بنی امیہ کی حکومت میں اختلال
اور اضمحلال پیدا ہوا اسوقت اہل بیت نے مدینہ میں مجتمع ہوکے محمد بن عبداللہ بن حسن مثنی

Marfat.com

بن حسن بن علی کی خلافت کی پوشیدہ طور سے بیعت کی اور سبھوں نے انکو اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کیا۔ اس جلسہ میں ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یعنی المنصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اسنے بھی محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بیعت کی تھی بعدازاں ان لوگوں نے اسوجہ سے کہ اسمیں دانائی اور تدبیر کا مادہ زیادہ تھا اسکو اپنا پیشوا بنایا۔ اسیوجہ سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے جسوقت ابوجعفر عبداللہ نے حجاز سے خروج کیا تھا مخالفت کی تھی محمد بن عبداللہ کی امامت کو ابوجعفر عبداللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل استناد بتلایا تھا کیونکہ اسکے پیشتر محمد بن عبداللہ کی بیعت منعقد ہو گئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک بوصیت زید بن علی بحیثیت حکومت اسکی طرف منتقل ہو آئی تھی مگر امام مالک و امام ابوحنیفہ انہیں ہی کی فضیلت کے قائل رہے اور انہیں کے استحقاق کو مرجح سمجھتے رہے۔ گو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسیوجہ عہد حکومت ابوجعفر منصور میں انکو طرح طرح کے مصائب اوٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکرہ و مجبور کے فتویٰ پر پٹوایا اور امام ابوحنیفہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈالدیا۔

جسوقت دولت و حکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا اور بنی عباسیہ کا دور حکومت آگیا اور سریر خلافت پر ابوجعفر منصور جلوہ افروز ہوا اسوقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علی بن ابیطالب کی بابت یہ خبر دیا کہ محمد بن عبداللہ علم مخالفت بلند کرنے والا ہے۔ اور اسکے دعاۃ (ایلچی) خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی بنا پر منصور نے بنی حسن اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حسن، ابراہیم، جعفر، قاسم، موسیٰ بن عبداللہ، سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور محمد و اسمعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن حسن کو معہ پینتالیس معززین اہل بیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب قید حیات سے سبکدوش ہو گئے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبداللہ کی جستجو ہونے لگی۔ محمد بن عبداللہ نے یہ خبر پاکے ۱۴۵ھ میں مدینہ سے خروج کیا اور اپنے بھائی

Marfat.com

ابراہیم کو بصرہ کی طرف بھیجا چنانچہ ابراہیم نے بصرہ، اہواز اور فارس پر قبضہ کرلیا حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا حسن نے بھی مکہ پر قبضہ کرلیا اور ایک عامل کو یمن روانہ کیا۔ غرض اپنی خلافت کی علانیہ دعوت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر چڑھ کے خطبہ پڑھا اور اپنے کو "مہدی" کے لقب سے ملقب کیا لوگ اسکو "النفس الزکیہ" کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اسنے رباح بن عثمان مری عامل مدینہ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا تھا۔ ابوجعفر منصور کو اسکی خبر ہوئی مہدی کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا۔ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھ بھیجا جو کتب تواریخ میں مرقوم اور مورخین کے نزدیک مشہور ہے منصور نے اس خط میں بعد بسم اللہ کے تحریر کیا تھا۔

من عبد اللہ امیر المومنین الی محمد بن عبد اللہ اما بعد فانما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزیٌ فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم و ان لک ذمۃ اللہ وعہدہ ومیثاقہ ان تبت من قبل ان نقدر علیک ان نومنک علی نفسک وولدک واخوتک ومن تابعک وجمیع شیعتک

از طرف امیر المومنین عبد اللہ بخدمت محمد بن عبد اللہ اما بعد بیشک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مار ڈالے جائیں یا سولی پر چڑھا ئے جائیں یا ہاتھ اور پاؤں انکے الٹے جانب سے کاٹے جائیں یا ملک سے نکالدیے جائیں یہ تو انکی رسوائی دنیا کی ہے اور آخرت میں انکے لئے بڑی مار ہے۔ مگر جنھوں نے توبہ کی ہو اس سے پہلے کہ وہ تمارے ہاتھ پڑ جائیں پس جان لو کہ اللہ غفور و رحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و پیمان اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے توبہ کرلی اس سے پیشتر کہ ہم تم پر قابو پاجائیں تو ہم تمکو اور تمہارے

وان اعطيك الف الف درهم
وانزلك من البلاد حيث
شئت واقضي لك ما شئت
من الحاجات وان اطلق
من سجن من اهل بيتك
وشيعتك وانصارك ثم
لا اتبع احدا منكم بمكروه
وان شئت ان تتوثق لنفسك
فوجه الي من ياخذ لك
من الميثاق والعهد والامان
ما احببت والسلام من عبد الله۔

لڑکونکو اور تمہارے بھائیوں کو اور تمہارے
تابعدارونکو اور تمہارے کل گروہ والونکو امان
دیتے ہیں اور تمکو ایک لاکھہ درہم دیتے ہیں اور
جہاں تمکو پسند ہو وہیں تمکو ٹہرائینگے اور جس قسم
کی تمہاری ضرورتیں ہوں سب کو ہم پوری کرینگے
اور قید کی مصیبت سے تمہارے خاندان والوں
اور گروہ والوں اور مددگاروں کو رہا کرینگے اور
بعد اسکے پھر کسی قسم کی برائی نکرینگے اور اگر تم اسکا
اپنا ذاتی اطمینان کرنا چاہتے ہو تو ہمارے پاس
ایسے شخص کو بھیجدو جو تمہارے لئے عہد و اقرار
اور امان جیسا تم چاہتے ہو ہم سے لیلے والسلام

محمد بن عبداللہ نے جوابا تحریر کیا جسمیں بعد بسم اللہ کے یہ عبارت تحریر کی تھی۔

من عبد الله محمد المهدي امير المومنين
ابن عبد الله محمد اما بعد طسم تلك
ايات الكتاب المبين نتلو عليك
من نبإ موسى وفرعون بالحق
لقوم يومنون ان فرعون علا في
الارض وجعل اهلها شيعا
يستضعف طائفة منهم يذبح ابناءهم
ويستحي نساءهم انه كان من المفسدين
ونريد ان نمن على الذين استضعفوا

ازطرف بندہ اللہ محمد مہدی امیر المومنین ابن
عبداللہ محمد + امابعد طسم۔ یہ آیتہ کتاب روشن
کی ہیں۔ ہم تجھکو موسیٰ اور فرعون کا کچھہ احوال
سچائی کے ساتھہ سناتے ہیں کہ ایمان والونکو
یقین کا باعث ہو بیشک فرعون دنیا میں بہت
بڑھہ چڑھہ رہا تھا اور وہاں کے لوگونکو کئی جتھے
کر رکھا تھا انمیں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا
انکے لڑکونکو مار ڈالتا تھا اور عورتونکو زندہ
رکھتا تھا بیشک وہ (فرعون) مفسدین سے تھا

Marfat.com

في الارض ونجعلهم الوارثين و
نمكن لهم في الارض ونري
فرعون وهامان وجنودهما
منهم ما كانوا يحذرون
وانا اعرض عليك من الامان
مثل الذي اعطيتني فقد تعلم
ان الحق حقنا وانما ادعيتم هذا
الامر بنا ونهضتم فيه بسعينا و
حزتموه بفضلنا وان عليا عليه
السلام كان الوصي والامام فكيف
ورثتموه دوننا ونحن احياء وقد
علمتم انه ليس احد من بني
هاشم يمد بمثل فضلنا و
لا يفخر بمثل قديمنا وحديثنا
ونسبنا ونسيبنا وانا بنو بنت
فاطمة في الاسلام من بينكم
فانا اوسط بني هاشم نسبا
وخيرهم اما وابا لم تلدني
العجم ولم تعرق في امهات
الاولاد وان الله عز وجل
لم يزل يختار لنا فولدني

اور ہم چاہتے کہ ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان
کریں اور انہیں کو سردار بنائیں اور انہیں کو
قایم مقام کریں اور انکی حکومت ہم ملک میں قایم
کردیں اور فرعون و ہامان اور اس کے لشکر
کو ہم دکھاویں جس چیز کا وہ اندیشہ کرتے
تھے اور میں تمہارے روبرو ویسا ہی امان
پیش کرتا ہوں جیسا کہ تم نے ہمکو دیا ہے بیشک تم
یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے
ہی وسیلہ سے تم نے اسکا دعوی کیا اور ہماری
ہی کوشش سے تم اوٹھے اور ہماری بدولت
تم کامیاب ہوئے اور بیشک علی علیہ السلام
وصی اور امام تھے پس ہمارے ہوتے ہوئے تم
انکے کیسے وارث ہوئے بلاشبہہ تم جانتے ہو کہ
کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کا
دعوی نہیں کرسکتا اور نہ ہمارے قدیم اور جدید
اور نسب اور نسیب کیطرح فخر کرسکتا ہے اور ہم
اسلام میں نبی صلعم بیٹی فاطمہ کی اولاد ہیں پس
ہم بلحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور باعتبار
باپ اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو عجم کا میل میرے
نسب میں ہے اور نہ لونڈیوں کا اور بیشک اللہ
عزوجل ہمکو ممتاز بناتا چلا آتا ہے۔ پس میں پیدا

Marfat.com

من النبيين افضلهم محمد صلى الله عليه
وسلم ومن اصحابه اقدمهم اسلاما
واوسعهم علما واكثرهم جهادا علي
بن ابي طالب ومن نسائه افضلهن
خديجة بنت خويلد اول من امن
بالله وصلى الى القبلة ومن بناته
افضلهن وسيدة نساء اهل
الجنة ومن المتولدين في الاسلام
سيدا شباب اهل الجنة ـ ثم قد
علمت ان هاشما ولد عليا مرتين
من قبل جدي الحسن والحسين فما زال
الله يختار لي حتى اختار لي في معنى النار
فولدني ارفع الناس درجة في الجنة
واهون اهل النار عذابا يوم
القيامة فانا ابن خير الاخيار
وابن خير الاشرار وابن خير
اهل الجنة وابن خير اهل النار
ولك عهد الله ان دخلت في
بيعتي ان اومنك على نفسك و
ولدك وكل ما اصبت الا حدا
من حدود الله وحقا لمسلم

ہوا ہوں اس سے جو نبیوں میں سب سے
افضل تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور
انکے اصحاب میں بلحاظ اسلام قدیم اور باعتبار
علم وسیع اور کثیر الجہاد تھے یعنی علی بن ابیطالب
اور عورتوں میں جو فضلترین تھیں خدیجہ بنت
خویلد جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی
طرف نماز پڑھی اور آپکی لڑکیوں میں سے جو
سب سے افضل اور جنتی عورتوں کے سیدہ
تھیں ان سے میں پیدا ہوا ہوں اور فرزندان
اسلام میں سے جو سردار جوانان جنت ہیں ان
سے میں پیدا ہوا ہوں ۔ بیشک تم جانتے ہو کہ
بلحاظ میرے اجداد حسن وحسین کے علی کا ہاشم
سے دوہرا تعلق ہے پس برابر اللہ تعالی مجھے
ممتاز کرتا آتا ہے تا آنکہ دوزخیوں میں بھی ممتاز
رہا پس میں بیٹا ہوں اسکا جسکا جنت میں بڑا
درجہ ہوگا اور بیٹا ہوں اسکا جسپر قیامت میں
بہ نسبت اور دوزخیوں کے عذاب کم ہوگا پس
میں خیر الاخیار اور خیر الاشرار اور بہترین اہل
جنت اور بہترین اہل نار کا بیٹا ہوں اور اللہ
درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کرلو
تو میں تمکو اور تمہارے لڑکوں کو امان دیتا ہوں

Marfat.com

ا ومعاهد فقد علمت
ما يلزمك في ذالك فانا
اوفى بالعهد منك و
احرى بقبول الامان
فاما امانك الذي
عرضت علي فهواي الامان
هي الامان ابن هبيرة ام
امان عمك عبد الله بن
علي ام امان ابي مسلم
والسلام۔

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ من عبد الله
امير المومنين الى محمد بن عبد الله
فقد اتاني كتابك وبلغني كلامك
فاذا جل فخرك بالنساء لتضل
به الجفاة والغوغاء ولم يجعل
الله النساء كالعمومة ولا الاباء
كالعصبة والاولياء وقد جعل
الله العم ابا وبدا به على الولد
فقال جل ثناءه عن نبيه عليه السلام
واتبعت ابائي ابراهيم واسمٰعيل

اور جو کچھ کر چکے ہو اس سے درگزر کرتا ہوں
مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان
کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار ہونگا تم خود
جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا لازم آتا ہے میں
تم سے زیادہ اقرار کا پورا کرنیوالا ہوں اور
میرا امان تمہارے امان سے قبول کرنے کے
لایق زیادہ ہے۔ اور تم جو امان مجھ کو دیتے
ہو تو یہ کونسی امان ہے۔ آیا امان ابن ہبیرہ
والا یا امان تمہارے چچا عبد اللہ بن علی والا
ہے یا امان ابو مسلم والا ہے۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از جانب عبد اللہ
امیر المومنین بطرف محمد بن عبد اللہ۔ تمہارا خط
مجھے ملا تمہارا پیام مجھے پہونچا۔ تمہارا بہت بڑا فخر
عورتوں پر ہے اس سے عوام اور بازاری ہوکر
میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں
اور باپوں اور عصبا اور ولیوں کی طرح نہیں
بنایا اور بلا شک اللہ نے چچا کو باپ کا قائم مقام
بنایا ہے اور لڑکے کو اسی سے شروع کیا ہے
اللہ جل ثناؤہ اپنے نبی علیہ السلام کی زبان
سے ارشاد فرماتا ہے اور اتبعت کی میں نے

Marfat.com

واسحاق ويعقوب ولقد علمت
ان الله تبارك وتعالى بعث محمدا
صلى الله عليه وسلم وعمومته
اربعة فاجابه اثنان احدهما ابي
وكفر به اثنان احدهما ابوك واما ما
ذكرت من النساء وقراباتهن فلو
اعطي على قرب الانساب وحق الاحساب
لكان الخير كله لامنة بنت وهب
ولكن الله يختار لدينه من يشاء
من خلقه واما ما ذكرت من فاطمة
ام ابي طالب فان الله لم يهد
احدا من ولدها الى الاسلام ولو
فعل لكان عبد الله بن عبد المطلب
اولاهم بكل خير في الآخرة
والاولى واسعدهم
بدخول الجنة غدا ولكن
الله ابى ذلك فقال انك
لا تهدي من احببت و
لكن الله يهدي من يشاء واما
ما ذكرت من فاطمة
بنت اسد ام علي بن

اپنے آباو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور
یعقوب کی۔ تمکو خوب معلوم ہے کہ اللہ تبارک
وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا
اسوقت انکے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام
قبول کیا ایک انمیں سے میرا باپ تھا اور دو
نے انکار کیا ایک انمیں سے تمہارا باپ تھا اور
جو تم نے عورتوں اور انکی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو
اسکا یہ حال ہے کہ اگر نسب وحسب کے قرب
وحق کا خیال کیا جاتا تو کل خیر امنہ بنت وہب
کو دیا جاتا لیکن اللہ اپنے دین کیلئے اپنے
مخلوقات سے جسکو چاہتا ہے اختیار کرلیتا ہے۔
اور جو تمنے فاطمہ مادر ابیطالب کا ذکر کیا ہے تو
اسکا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے لڑکوں
میں سے کسیکو اسلام نصیب نہیں کیا۔ اور اگر
کسیکو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبد اللہ بن عبد المطلب
آخرت و دنیا کی کل بھلائیوں کیلئے زیادہ موزوں
اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونیکے بیحد
مستحق تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو منظور نہ کیا
پس ارشاد کیا بیشک تو جسکو دوست رکھتا ہے
اسکو ہدایت نہیں کرسکتا لیکن اللہ جسکو چاہتا
ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور جو تمنے فاطمہ بنت اسد

Marfat.com

ابي طالب وفاطمة ام الحسين وان هاشما
ولد عليا مرتين وان عبد المطلب لد الحسن
مرتين فخر الاولين رسول الله صلى الله عليه
وسلم لم يلد هاشم الامرة واحدة كما
اما ما ذكرت من انك ابن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان الله عزوجل
قد ابى ذلك فقال ما كان محمد
ابا احد من رجالكم ولكن
رسول الله وخاتم النبيين وانكم
قرابة ابنته وانها لقرابة بينة
غير انها امرأة لا تحوز الميراث
ولا تجوز ان تؤم فكيف تورث
الامامة من قبلها ولقد طلب بها
ابوك من كل وجه واخرجها
تخاصم ومرضها سرا ودفنها
ليلا وابى الناس الا تقديم
الشيخين ولقد حضر ابوك وفاة
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فامر بالصلوة
غيره ثم اخذ الناس
رجلا رجلا فلم

مادر علی ابن ابیطالب اور فاطمہ مادر حسین کا ذکر
کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علی مادری اور
پدری دونوں جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا
عبد المطلب سے مادری اور پدری تعلق ہے
اسکا یہ جواب ہے کہ فخر الاولین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشم سے ایک ہی واسطہ
قرابت ہے اور عبد المطلب سے بھی قرابت کا
ایک ہی واسطہ ہے۔ اور جو تم نے یہ تحریر کیا
ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بیٹا ہوں اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
اس سے انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم
میں سے کسیکے باپ نہ تھے اور لیکن وہ رسول اللہ
اور خاتم النبیین تھے۔ ہاں تم آپکی لڑکی کے ذریعہ
سے آپکے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قریبہ ہے مگر
چونکہ عورت کے ذریعہ سے ہے اسلئے نہ تو وہ
میراث کی مستحق ہے اور نہ امامت کرسکتی ہے
پس تم کیسے اسکے ذریعہ سے امامت کے وارث
ہوسکتے ہو تمہارے باپ نے ہر طرح سے اسکی
کوشش کی اسکے لئے لڑے جھگڑے اور در
پردہ اس مرض کو پال رکھا مگر لوگوں نے
شیخین (ابوبکر وعمر) ہی کو امام بنایا۔ تمہارے

Marfat.com

يأخذ وا اباك فيهم ثم كان في اصحاب الشورى فكل دفعة عنها بايع عبد الرحمن عثمان وقبلها عثمان وحارب اباك طلحة والزبير ودعا سعد الى بيعته فاغلق بابه دونه ثم بايع معاوية بعده وافضى امر جدك الى ابيك الحسن فسلمه الى معاوية بخرق ودراهم واسلم في يديه شيعته وخرج الى المدينة فدفع الامر الى غير اهله واخذ مالا من غير حله فان كان لكم فيها شيء فقد بعتموه فاما قولك ان الله اختار لك في الكفر فجعل اباك اهون اهل النار عذابا فليس في الشر خيار ولا من عذاب الله هين

باپ بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ موجود تھے مگر آنحضرت صلعم نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانیکا حکم دیا بعدازاں لوگ یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب کرتے گئے لیکن تمہارے باپ کو نہ منتخب کیا پھر تمہارے باپ اصحاب شوریٰ میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے نکالے گئے۔ عبدالرحمن نے عثمان کی خلافت کی بیعت کی اور عثمان نے اسکو قبول کرلیا۔ تمہارا باپ طلحہ وزبیر سے لڑا اور سعد کو اپنی بیعت کرنے کو بلایا۔ سعد نے دروازہ بند کرلیا بعدہ معاویہ کی بیعت کرلی رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے باپ حسن تک پہونچی انھوں نے ٹھکری اور درہم کے بدلے حکومت معاویہ کو دیدی اپنے ہواخواہوں کو معاویہ کے حوالہ کرکے آپ مدینہ چلے آئے حکومت کو ایک نااہل کو دیڈالا اور غیر حلال مال لیلیا۔ پس اگر کوئی حق تمہارا اسمیں تھا تو اسکو تمنے فروخت کرڈالا تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا ہے اور تمہارے باپ کو بہ نسبت اور اہل نار کے کم عذاب میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی اور نہ اللہ کے عذاب میں کوئی کمی

ولا ينبغي لمسلم يؤمن بالله
واليوم الآخر ان يفتخر
بالنار سنزد فتعلمو
سيعلم الذين ظلموا
اي منقلب ينقلبون
واما قولك لم تلدك العجم
ولم تعرف فيك امهات
الاولاد انك اوسط بني هاشم
نسبًا وخيرهم امًا وابًا
فقد رأيتك فخرت
على بني هاشم طرًا و
قدمت نفسك على من هو
خير منك اولًا وآخرًا
واصلًا وفصلًا فخرت
على ابراهيم رسول الله
صلى الله عليه وسلم فانظر
ويحك اين تكون من الله
غدًا وما ولد قبلكم مولود
بعد وفاة رسول الله صلى الله
عليه وسلم افضل من علي بن الحسين
وهو لام ولد ولقد كان خيرًا من

ہوتی۔ کسی مسلمان کو جو اللہ پر اور روز قیامت
پر ایمان رکھتا ہو دوزخی ہونے پر فخر نہ کرنا
چاہیئے اور تم تو عنقریب اوسمیں جاؤگے اور
جان لوگے اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب
جان جائینگے کہ کس کروٹ اولٹے پلٹے جائینگے
اور تمہارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجمی کا میل
جول ہے اور نہ تم کنیزک زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی
ہاشم میں باعتبار نسب اور بلحاظ مادر و پدر
کے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے
کل بنی ہاشم سے اپنے کو بڑھا دیا اور تم نے
اپنے آپ کو اس سے بھی بڑھا دیا جو تم سے
اولاً، آخراً، اصلاً اور فضلاً بہتر ہے تم نے
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھی اپنے کو افضل بنا دیا۔ ذرا سوچو تو سہی
لعنت ہو تم پر کل تمہاری کیا حالت ہوگی۔ بعد
وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں
کوئی شخص علی بن حسین سے افضل و بہتر
نہیں پیدا ہوا اور وہ کنیزک کے بیٹے تھے اور
بیشک وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے
بہتر تھے بعدہ انکے بیٹے محمد تمہارے باپ سے
افضل ہیں اور انکی دادی کنیزک تھیں۔

Marfat.com

جدك حسن بن حسن ثم ابنه محمد
خير من ابيك وجدته ام ولد
ثم ابنه جعفر وهو خير ولقد
علمت ان جدك عليا حكم الحكمين
واعطاهما عهده وميثاقه على الرضا
بما حكما به فاجمعا على خلعه ثم
خرج عمك الحسين بن علي على ابن
مرجانة فكان الناس الذين معه
عليه حتى قتلوه ثم اتوا بكم على
الاقتاب كالسبي المجلوب الى الشام
ثم خرج منكم غير واحد فقتلكم
بنو امية وحرقوكم بالنار وصلبوكم
على جذوع النخل حتى خرجنا عليهم
فادركنا بثاركم اذ لم تدركوه و
رفعنا اقداركم واورثناكم
ارضهم وديارهم بعد ان كانوا
يلعنون اباك في ادبار كل صلواة
مكتوبة كما يلعن الكفرة فسفهنا
هم وكفرناهم وبينا فضله واشدنا
بذكره فاتخذت ذلك علينا حجة
وظننت انا بما ذكرنا من فضل

بعد ازاں انکے لڑکے جعفر ہوئے اور وہ
بھی افضل ہیں تمکو معلوم ہوگا کہ تمہارے
دادا علی نے دو حکم مقرر کیے تھے اور اپنی
رضامندی سے یہ اقرار کیا تھا کہ جو کچھ وہ
فیصلہ کرینگے ہم اسکو تسلیم کرینگے پس ان
دونوں حکموں نے انکی معزولی پر اتفاق کرلیا
بعد اسکے تمہارے چچا حسین بن علی نے ابن
مرجانہ پر خروج کیا۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ انکے
ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے یہانتک کہ
انکو قتل کرڈالا۔ اور تم لوگونکو تجارتی لونڈی
غلاموں کیطرح اونٹوں پر سوار کرکے شام لیگئے
بعد ازاں اکثر لوگوں نے تم میں سے خروج کیا
اور بنو امیہ نے انکو مارڈالا آگ میں جلادیا
اور سولی دیدی تا آنکہ ہم لوگوں نے اون پر
خروج کیا پس ہمنے انکو دبالیا جبکہ تم انکو نہ دبا سکے
اور ہمنے تمہاری قدر بڑھائی اور ہمنے تمکو انکے
ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے
بیشتر وہ لوگ تمہارے باپ پر ہر نماز فریضہ
کے بعد لعن کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعن
کیا جاتا ہے پس ہمنے انکو ذلیل اور رسوا کیا
اور انکی (یعنی علی) فضیلت بیان کی

على فضل مناه على حمزة والعباس
وجعفر كل اولئك مضوا سالمين
مسلما منهم وابتلى ابوك بالدماء
ولقد علمت ان ماثرنا في الجاهلية
سقاية الحجيج الاعظم وولاية
زمزم وكانت للعباس من دون
اخوته فنازعنا فيها ابوك الى عمر
فقضى لنا عمر بها وتوفي رسول الله
عليه وسلم وليس من عمومته احد
حيا الا العباس وكان وارثه دون
بني عبد المطلب وطلب الخلافة
غير واحد من بني هاشم
فلم ينلها الا ولده فاجتمع
للعباس انه ابو رسول الله
صلى الله عليه وسلم
خاتم الانبياء وبنوه القادة
الخلفاء فقد ذهب بفضل
القديم والحديث ولولا ان
العباس اخرج الى بدر
كرها لمات عماك طالب
وعقيل جوعا او يلحسان جفان

اور انکے ذکر کو بڑھایا پس تمنے اسکو ہمارے
مقابلہ میں دلیل بنالیا۔ اور تمنے یہ سمجھ لیا کہ تم
علی کی فضیلت کیوجہ سے حمزہ اور عباس اور
جعفر پر علی کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب
لپٹے گئے۔ اور ہر ابتلا سے محفوظ بھی رہے اور
تمہارا باپ خونریزی میں مبتلا کیا گیا۔ تمکو معلوم
ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم
پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ
عباس کے قبضہ میں تھا نہ کہ انکے اور بھائیوں
کے۔ اس معاملہ میں تمہارے باپ نے عمر کے
روبرو ہم سے جھگڑا کیا عمر نے اسکا فیصلہ
ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وفات پائی اور انکے چچاؤں میں سے
عباس کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ پس یہی وارث
ہوئے نہ اور بنی عبد المطلب بنی ہاشم میں سے
اور لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر
کسیکو سوائے اولاد عباس کے نصیب نہوئی۔
اس لحاظ سے عباس میں یہ امور مجتمع ہوگئے
کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ
ہونیکا شرف حاصل ہوا اور انکے لڑکے خلیفہ ہوئے
غرض جدید اور قدیم فضیلت عباس کو

Marfat.com

عتبة وشيبة ما ذهب عنهما
العار والشنا ولقد جاء
الاسلام والعباس
يمون به طالب اصابتهم
ثم فدى عقيلا يوم بدر
فعززناكم في الكفر و
فديناكم من الاسر وورثنا
دونكم خاتم الانبياء وادركنا
بثاركم اذ عجزتم عنه ووضعنا
كم بحيث لم تضعوا انفسكم
والسلام۔

حاصل ہوگئی۔ اور اگر بدر میں عباس بآکراہ گئے
نہ ہوتے تو تمہارے چچا طالب و عقیل بھوکوں
مرجاتے یا عتبہ و شیبہ کے لنگوں کو چاٹا کرتے اصل
یہ ہے کہ عباس نے انکی عزت و آبرو رکھ لی۔
اسلام آیا تو بھی عباس طالب کے خبر گیران
رہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے
کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھائی فدیہ دیکے
قید سے چھوڑایا اور تمہارے سوا ہم خاتم الانبیاء
کے وارث ہوئے۔ تمہارا بدلہ ہم نے لیا جبکہ تم اس
سے عاجز ہوگئے تھے اور ہم نے تمکو اس جگہ پر
رکھا جہاں تم اپنے کو نہ رکھ سکتے تھے والسلام

اس تحریر کے روانہ کرنے کے بعد ابو جعفر منصور نے محمد بن عبداللہ سے جنگ کرنیکو اپنے بھائی عم زاد عیسیٰ بن موسیٰ بن علی کو روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبداللہ پر چڑھائی کی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں صف آرائی ہوئی۔ پندرہویں ماہ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ میدان جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا محمد بن عبداللہ مہدی کو ہزیمت ہوئی اسکا بیٹا علی نامی سندھ کیطرف بھاگ گیا اور وہیں تا بقاء حیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبداللہ اشتر روپوش ہوگیا اور اسی حالت روپوشی میں مرگیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہمنے کامل طور سے ابو جعفر منصور کے حالات کے ضمن میں لکھ دیا ہے۔

اس کامیابی کے بعد عیسیٰ نے خلیفہ منصور کیجانب مراجعت کی۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کرکے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کو عیسیٰ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذی قعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو ہزیمت ہوئی

Marfat.com

اثناء دارو گیر میں مارا گیا جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں منجملہ اُن لوگوں کے جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے بعد قتل ابو مسلم منصور کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے منصور کے مقابلہ پر آیا تھا۔ دونوں حریف میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں تا آنکہ منصور کو اضطراب پیدا ہو گیا میدان جنگ سے بھاگ جانیکا قصد کیا لیکن اسکے بعد ہی عنوان جنگ ایسا کچھ تبدیل ہو گیا کہ عیسیٰ کو ہزیمت ہو گئی۔ ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھیرا رہا۔ یہانتک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے انپر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بعد اسکے سنہ ۱۶۹ھ زمانہ خلافت مہدی میں بنی حسن سے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی ابن ابیطالب نے مدینہ منورہ میں علم خلافت کے خلاف سر اوٹھایا آل محمد کی حمایت کی لوگوں نے بیعت کی۔ سامان سفر درست کر کے مکہ کا راستہ لیا۔ خلیفہ ہادی کو اسکی خبر لگی محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق وقت سے بقصد حج بصرہ سے دار الخلافت میں آیا ہوا تھا یوم ترویہ کو حسین بن علی کے جنگ پر مامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر مقام فخ میں مقابلہ ہوا کھیت محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی معہ اپنے اعزہ کے مارے گئے باقیماندہ بہزار خرابی اپنی اپنی جان بچا کے بھاگے جنمیں انکے چچا ادریس بن عبداللہ بھی تھا۔ ادریس میدان جنگ سے بھاگ کے مصر میں جا کے دم لیا۔ مصر کے محکمہ خبر رسانی پر ان دنوں واضح خادم صالح بن منصور معروف بہ مسکین مامور تھا چونکہ اسکو شیعیت کی جانب میلان تھا ادریس کے آنے کی خبر پا کے ادریس کے پاس گیا جہاں کہ وہ روپوش تھا اور اسکو ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کیطرف روانہ کر دیا اسکے ہمراہ اسکا خادم راشد بھی تھا سنہ ۱۷۰ھ میں بولیلی میں جا کے مقیم ہوا بولیلی میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اوربہ موجود تھا جو قبیلہ بربر کا ایک نامور شخص تھا اسنے ادریس کے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے ٹھیرایا اور بربر کو

مجتمع کر کے اسکی خلافت کی ترغیب دی بالآخر اسحاق خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر ادریس کا مطیع ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہو جانے سے ادریس کی بیعت کر لی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس زمانہ میں مغرب میں مجوسی بھی رہتے تھے بربریوں نے ان سے معرکہ آرائی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں تا آنکہ وہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ادریس المغرب الاقصیٰ پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ بعد ازاں ۱۷۳ھ میں تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ ملوک زناتہ نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکائی اور اس کی حکومت و دولت کو کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا ابراہیم بن اغلب والی قیروان نے خلیفہ رشید کو اسکی اطلاع دی خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خادموں میں سے سلیمان بن حریر معروف بہ شماخ نامی ایک خادم کو اپنا خط دیکے ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروانہ راہداری دیکے المغرب الاقصیٰ جانے کی اجازت دیدی چنانچہ شماخ نے المغرب الاقصیٰ میں جا کے ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں علم خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کے طالبیوں کی حکومت کے سایہ میں قیام کرنے کو آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ادریس کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہو گیا کہ وہ اسکی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ بعد چندے ادریس کو دانتوں کی درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ شماخ نے دوا میں زہر ملا کے دانتوں پر ملنے کو دیا۔ جوں ہی ادریس نے اس دوا کو دانتوں پر ملا اسیوقت اسکا دم گھٹ گیا اور اس طرح سے جیسا کہ مورخین کا خیال ہے ادریس کی موت وقوع میں آئی۔ ۱۷۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔ مرنے کے بعد ادریس بولیلی ہی میں دفن کیا گیا۔ اور شماخ دوا دیکے بخوف بھاگ نکلا۔ راشد نے پیچھا کیا وادی ملویہ میں شماخ سے جا ٹھہرا دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ نے جیوں تیوں وادی کو طے کر کے اپنی جان بچائی۔

بربریوں نے بعد موت ادریس اسکے بیٹے ادریس کی بیعت کی اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری

میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس سے اکثر عرب المغرب الاقصیٰ میں ادریس بن ادریس کے پاس چلے آئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب امراء افریقہ اسکی مدافعت نہ کرسکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اسکے آیندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت و حکومت قائم کرلی تا آنکہ ابو العالیہ اور اسکی قوم مکناسہ امراء خلفاء عبیدین کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت و دولت کا خاتمہ ہوا جیسا کہ ہم اسکو اخبار بربر میں بیان کرینگے اور وہاں پر انکے ہر ایک بادشاہ کی علیحدہ علیحدہ بادشاہی اور انتزاع حکومت کے احوال احاطہ تحریر میں لائینگے کیونکہ یہ حالات بربر کے متعلقات سے ہیں جو انکی حکومت و دولت کے بانی مبانی تھے۔

بعد ان واقعات کے یحییٰ برادر محمد بن عبداللہ بن حسن نے دیلم کے ساتھ ۱۷۶ھ عہد خلافت ہارون میں خروج کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسکا جاہ و جلال حد سے زیادہ بڑھ گیا خلیفہ ہارون نے فضل بن یحییٰ برمکی کو اس مہم کے سر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ فضل نے طالقان میں پہونچکے یحییٰ سے خط و کتابت شروع کی اور بلاد دیلم سے اسکو بلانے کی عاملانہ تدبیریں کرنے لگا آخر الامر فضل نے یحییٰ کو سمجھا بوجھا لیا اور اپنی حکمت عملیوں سے اسکو دار الخلافت بغداد میں لایا خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحییٰ سے اقرار و عہد کیا تھا سب کو پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ ایکمشت دیدی بعد ازاں آل زبیر کے لگانے بجھانے سے یحییٰ کو قید کردیا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد چندے رہا کردیا تھا اور تالیف قلوب کے خیال سے مال و زر بھی عطا کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک ماہ بعد خلیفہ ہارون نے زہر دلوادیا تھا جس سے یحییٰ کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ جعفر بن یحییٰ نے بلا اجازت خلیفہ ہارون کے یحییٰ کو جیل سے رہا کردیا تھا اسی وجہ سے برامکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی۔

غرض بنی حسن کی اس تبدیلی احوال سے حالت دگرگوں ہوگئی اور زیدیہ کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گمنامی کے گوشہ میں جا چھپا تا آنکہ ان میں سے بعد چندے

یمن اور دیلم میں چند لوگ ظاہر ہوئے جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے واللہ غالب علی امرہ۔

خروج فاطمیین بعد فتنہ بغداد

ابوجعفر منصور کے وقت سے دولت عباسیہ کو استحکام ہو گیا تھا۔ خوارج اور شیعہ کے ایلچیوں کی عاملانہ تدبیریں زاویہ سکون میں مستتر ہو گئیں تھیں تاآنکہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اسکے لڑکوں میں نزاع کا دروازہ کھل گیا امین الرشید طاہر بن حسین کے ہاتھ مارا گیا۔ محاصرہ بغداد میں لڑائی قتل اور غارتگری جو واقع ہونیوالی تھی واقع ہوئی۔ اور مامون الرشید فتنہ وفساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کی غرض سے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ انتظاماً عراق کی حکومت پر حسن بن سہل کو مامور کیا اس تقرری کا عمل میں آنا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ مامون الرشید کے اراکین دولت میں اسوجہ سے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کے ناک کا بال ہو رہا تھا گروہ بندی شروع ہو گئی اسوقت شیعہ کو موقع ملگیا نظر لتعمق سے مآل کار کو دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن مثنیٰ کی نسل سے کچھ لوگ موجود تھے (ابراہیم وہ شخص ہے جو عہد خلافت منصور میں بصرہ میں مارا گیا تھا) منجملہ اُن لوگوں کے جو ابراہیم کی نسل سے عراق میں تھے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جسکو اسکے باپ نے لکنت کیوجہ سے "طباطبا" کا لقب دیا تھا۔ اسکے گروہ والے اکثر زیدیہ تھے جو اس کے امامت کے قایل اور اس امر کے مقر تھے کہ اسکو بذریعہ وراثت اپنے آباء و اجداد ابراہیم امام سے امامت حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر اسکے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبا نے خروج کیا اور اپنی امامت وخلافت کا دعویدار ہوا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے طباطبا کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت وخلافت کی بیعت کر کے حمایت کی غرض سے لشکر مرتب کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک عظیم لشکر فراہم کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ قرب وجوار کے عربوں نے اطاعت قبول کر لی جس سے اسکی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ حسن بن سہل نے زہیر بن مسیب کو طباطبا سے جنگ کرنے کو

روانہ کیا۔ طبا طبا نے پہلے ہی جنگ میں زہیر کو شکست دیکے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ بعد اسکے اگلے دن صبح کو طبا طبا دفعتہً مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو السرایا نے اسکو زہر دلوا دیا تھا وجہ یہ تھی کہ طبا طبا نے اسکو مال غنیمت سے روکا تھا بہر کیف ابو السرایا نے اسی دن محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی (زین العابدین) بن حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی ابو السرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید و سیاہ کرنے کا مالک ہو گیا خلیفہ مامون کی فوجوں نے اسپر دھاوا کیا۔ ابو السرایا نے انکو شکست فاش دی اور بصرہ، واسط، اور مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن بن سہل نے جھلا کے ہرثمہ بن اعین کو بسر افسری عظیم فوج اس مہم پر روانہ کیا۔ ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی مگر حسن نے اسکو راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابو السرایا اور اسکے ہمراہیوں پر فوجکشی کی اور نہایت مردانگی سے ابو السرایا کو مداین کی لڑائی میں ہزیمت فاش دی اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا ابو السرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کے حسین الطس بن حسن بن علی زین العابدین کو مکہ روانہ کیا، محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو بصرہ پر مامور کیا۔ زید بن موسیٰ کو زید النار کے لقب سے بھی اُس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انہوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ پس ان لوگوں نے مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ان دنوں مکہ میں مسرور خادم اکبر اور سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھا یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر پا کے مکہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ بقیہ حجاج موقف میں ٹھہرے رہے اگلے دن حسین نے مکہ میں داخل ہو کے حجاج کو جی کھولکر لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو خزانہ تھا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد آپ کے خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ روایت کیجاتی ہے دو سو قنطار سونا تھا حسین نے اسکو اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا۔ بعد ازاں ہرثمہ نے ابو السرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس معرکہ میں ابو السرایا کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر کوفہ پہونچا ہرثمہ نے تعاقب کیا

Marfat.com

ابو السرایا نے کوفہ کو چھوڑ کے قادسیہ کا راستہ لیا - ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا ابو السرایا نے قادسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کے واسط کا رخ کیا عامل واسط نے تلوار اور تیروں سے اسکا استقبال کیا - ابو السرایا شکست کھا کے جلولا، چلا گیا والی جلولا نے اسکو گرفتار کر کے پا بزنجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان میں لایا حسن بن سہل نے قتل کا حکم دیدیا یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک مکہ میں پہونچی - سبھوں نے مجتمع ہو کے محمد بن جعفر الصادق کے ہاتھ پر بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے - مگر انکے دونوں لڑکے علی وحسین ان پر ایسا غالب و مستولی ہو گئے کہ انکی موجودگی میں انکو کسی قسم کا اختیار نہ حاصل ہوا -

ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق معہ اپنے اہل بیت کے یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی امارت وخلافت کی بنیاد ڈالی، نہایت قلیل مدت میں اکثر بلاد یمن پر قابض و متصرف ہو گیا - چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اسوجہ "یہ جزّار" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ والی یمن کسی طرح سے اپنی جان بچا کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا خلافت مآب نے سامان جنگ اور فوج کثیر عطاء فرما کے انہیں علویوں کے سر کرنے کو پھر رخصت کیا چنانچہ اسحاق نے مکہ میں پہونچکے علویوں کو نیچا دکھایا - محمد بن جعفر الصادق ہزیمت اٹھا کے ساحل عرب کی طرف بھاگے اسحاق نے تعاقب کیا اور محمد بن جعفر الصادق کی تلاش وجستجو پر لوگوں کو ادہر ادہر پھیلا دیا - محمد بن جعفر الصادق نے گھبرا کے امان طلب کی اسحاق نے امان دی مکہ میں آئے خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کی اور منبر پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا - اس واقعہ سے بیشتر شاہی فوجیں یمن میں پہونچ گئی تھیں اور اس نے یمن کو علویوں سے خالی کرا لیا تھا اور دولت عباسیہ کا سیاہ پھریرہ کامیابی کی ہوائیں لہرا رہا تھا - بعد اس کے حسین افطس نے بدعویٰ داعی خلافت، مکہ میں پھر خروج کیا - خلیفہ مامون نے اسکو اور اسکے دونوں بیٹوں علی و محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک وصاف کر لیا مگر بعد چندے شیعوں کی کثرت اور تمام

Marfat.com

ممالک اسلامیہ میں ان کے ایلچیوں کے پھیل جانے کے وجہ سے اور نیز اس سبب سے کہ مامون کے خیالات اور عقاید علی بن ابیطالب اور سبطین (حسن و حسین) علیہم السلام کی بابت قریب قریب انہیں لوگوں کے خیالات اور عقاید کے تھے سنہ ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب کو اپنا ولیعہد بنایا اور ایک گشتی فرمان مشعر بایں مضمون کہ میرے بعد تاج و تخت خلافت کے مالک علی رضا ہونگے روانہ کیا درباری لباس بجائے سیاہ کپڑوں کے سبز کپڑوں کو قرار دیا عباسیوں کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت سنہ ۲۰۲ھ میں لیگئی بغداد میں اس جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو خراساں سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں دفعۃً علی رضا بن موسی کاظم ولیعہد کا سنہ ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا مقام طوس میں مدفون ہوئے مامون الرشید قطع مسافت کرکے سنہ ۲۰۴ھ میں دارالخلافت بغداد پہونچا اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اسکی عفو تقصیر کردی اور چونکہ ولیعہد کا انتقال ہو چکا تھا اسوجہ سے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

بعد اسکے سنہ ۲۰۹ھ میں عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے یمن میں علم مخالفت بلند کیا اہل یمن نے آل محمد کی حمایت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام دینار نامی کو بسرافسری ایک فوج عظیم اس مہم کے سر کرنے کو بھیجا۔ عبدالرحمن نے دینار کے پہونچتے ہی امن کی درخواست کی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زیدیوں نے سر زمین حجاز، عراق، جبال اور دیلم میں بکثرت خروج کیا ان میں سے ایک گروہ کثیر مصر بھاگ گیا اور ایک بہت بڑی جماعت کو حامیان علم خلافت نے گرفتار کر لیا۔ مگر بایں ہمہ ہر چہار طرف انکے ایلچی پھیل گئے۔ پس پہلے ان زیدیوں میں سے جس نے واقعہ متذکرہ بالا کے بعد خروج کیا وہ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا سنہ ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراسان بھاگ گیا پھر خراسان سے طالقان چلا گیا اور اپنی خلافت و حکومت کا دعوی دار ہوا۔ زیدیہ کے

Marfat.com

کل گروہوں نے اسکی متابعت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت ہو گئی عبداللہ بن طاہر والی خراسان نے علم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوجکشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عبداللہ بن طاہر کامیاب ہوا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیجدیا خلیفہ معتصم نے جیل میں ڈالدیا تا آنکہ بحالت قید محمد بن قاسم نے قید حیات سے رہائی پائی بعضوں کا بیان ہے کہ زہر دیا گیا۔

محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین اعرج بن علی بن زین العابدین ۲۵۱ھ میں دعوی دار خلافت و حکومت ہوئے بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع ہو گیا علاوہ اس کے انکے اور ہوا خواہ اور گروہ والے ہر جگہہ سے انکے پاس چلے آئے۔ امرار دولت عباسیہ سے ابن شیکال نے اس طوفان کے روکنے پر کمر ہمت باندھی حسین اور ابن شیکال میں معرکہ آرائی ہوئی کعیت ابن شیکال کے ہاتھ رہا حسین بھاگ کر صاحب زنج کے پاس پہونچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط لکھے مگر وہ واپس نہ آیا تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور اسنے بھی نیچا دیکھا۔ ہزیمت کھا کے بھاگا اثنار دار وگیر میں مارا گیا۔

صاحب زنج نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ میں خروج کیا کل عبیدیان بصرہ نے اسکی اطاعت قبول کر لی علم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آگیا۔ صاحب زنج اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ میں عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہوں میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے پھر اپنے کو یحیی بن زید شہید کی طرف نسبًا منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک ایلچی تھا جیسا کہ ہم اسکے حالات میں بیان کرینگے موفق برادر خلیفہ معتمد نے اسکی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں حریف خوب خوب لڑے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار صاحب زنج مارا گیا اور اس دعوت کا نشان صفحۂ ہستی سے محو کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر موفق کے حالات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں اور دوبارہ عنقریب انکے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

Marfat.com

پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن معروف بہ علوی ۲۵۵ھ میں خلافت وحکومت کا مدعی ہوا طبرستان، جرجان اور اسکے کل صوبہ پر مستولی ومتصرف ہوگیا یہاں پر اسکی اور اسکے گروہ زیدیہ کی ایک مدت تک حکومت قایم رہی ہے جو آخری تیسری صدی ہجری میں منقرض ہوئی اور اسکے جانشین حسن سبط کی اولاد ہوئی بعدہ عمر بن علی زین العابدین کی نسل سے ناصر اطروش یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر برادر عم زاد والی طالقان اس ریاست وحکومت کا وارث ہوا - دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انہیں کی امداد واعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ حاصل کیا تھا - یہاں پر اسکی اور اسکی آیندہ نسلوں کی دولت وحکومت کا سلسلہ جاری وقائم ہوا بلاد اسلامیہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر مستولی ہونے کے بھی باعث ہوئے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کرینگے -

پھر یمن میں زیدیہ سے یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی بن ابراہیم طباطبا برادر محمد دوست ابو السرایا نے ۲۸۸ھ میں خروج کیا اور کامیابی کے ساتھ صعدہ پر مستولی ہوگیا بعد اسکے اسکی آیندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اسوقت تک جاری وقائم رکھا ہے اور اسیکو زیدیہ کے مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ تم انکے حالات میں پڑھوگے -

انہیں واقعات کے اثناء میں محمد وعلی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت وحکومت کے دعوی دار ہوئے - مدینہ منورہ اور اسکے گرد ونواح کو لوٹ لیا - غارتگری لوٹ مار شروع کردی - مسجد نبوی صلعم میں تقریباً ایک ماہ تک نماز نہ پڑھی گئی - یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے -

پھر مغرب میں رافضیوں کے ایلچیوں میں سے ابو عبداللہ شیعی ۲۸۰ھ میں عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے کتامہ قبائل بربر میں ظاہر ہوا چنانچہ قیروان میں اغالبہ پہ مستولی ومتغلب ہوا اور ۲۹۶ھ میں عبید اللہ مہدی کی خلافت

Marfat.com

کی بیعت المغرب الاقصیٰ میں لیگئی۔ اسیوقت سے المغرب الاقصیٰ میں اسکی دولت وحکومت کی بنا استحکام کے ساتھ پڑتی ہے جسکی وارث اسکی آیندہ نسلیں ہوتی ہیں بعد اسکے ۳۵۸ھ میں انہیں لوگوں میں سے المعزلدین اللہ محمد بن اسماعیل بن ابوالقاسم بن عبید اللہ المہدی نے مصر و قاہرہ پر قبضہ حاصل کیا۔ بعد چندے شام پر بھی متصرف ہوگیا۔ ایک مدت تک اسکی اور اسکی اولاد کی حکومت و دولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا رہا تا آنکہ زمانہ حکومت عاضد لدین اللہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۷ھ میں انکی دولت وسلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

۲۵۸ھ میں دُعاۃ رافضہ (رافضیوں کے ایلچیوں) سے فرج بن یحییٰ نامی ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے ایک کتاب بھی باظہار اس امر کے روبرو رافضیوں کے پیش کی تھی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں کلمات کفر وتحلیل و تحریم درج تھے۔ اسکا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی موعود اور امام زماں ہیں اس نے سواد کوفہ کو تاخت وتاراج کرکے بلاد شام کیجانب رُخ کیا۔ اور اسکو بھی جی کھول کے لوٹا۔ اسی میں سے ایک گروہ نے بحرین اور اسکے گرد ولواح میں جاکے اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ جمایا۔ اس گروہ کا سردار ابوسعید جناحی تھا۔ یہاں پر اسکی حکومت و دولت کا سلسلہ جاری و قایم ہوا۔ جسکے وارث اسکے لڑکے ہوئے تا آنکہ صفحۂ ہستی سے انکی حکومت و دولت کا نام بھی محو کردیا گیا جیسا کہ انکی دولت وحکومت کے حالات آیندہ بیان کئے جائینگے اہل بحرین خلفاء عبیدین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جنکی حکومت وسلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

پھر عراق میں اسماعیلیہ کی ایلچیوں اور ان رافضیوں کا ایک گروہ دوسرا ظاہر ہوا جس نے گرد ولواح کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اسکے اکثر قلعات انکی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ازانجملہ قلعہ موت ہے۔ کبھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور گاہے عبیدیوں کی طرف۔ اسی گروہ سے حسن بن صباح قلعہ موت میں تھا تا آنکہ انکی حکومت و دولت کا سلسلہ آخری دور حکومت سلاطین سلجوقیہ میں منقطع ہوگیا۔

یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔ یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی حکومت کے زمانہ میں اسکے بھائی اسماعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں خروج کیا تھا اور مکہ پر قابض و متصرف ہوگیا تھا بعدہ بقضائے الٰہی مرگیا تب اسکے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج کشی کی اور اسپر قابض ہوگیا بعد اسکے اسکی آئندہ نسلیں سریر حکومت پر متمکن ہوتی رہیں تا آنکہ انپر قرامطہ مستولی و متغلب ہوئے۔ مکہ میں بنی سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ نے حکمرانی کی عہد خلافت مامون میں محمد بن سلیمان موسوم بہ ناہض نے خروج کیا اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا۔ یہاں پر اسکی اور اسکی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک جاری و قایم رہا تا آنکہ ہواشم نے انکو زیر و زبر کیا۔ اسکا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابو الکرام بن موسیٰ تھا پس اس نے ۴۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ لے لیا اسی اثناء میں بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا غرض مکہ معظمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں چوٹیں چل رہی تھیں کبھی عباسیہ کا اور گاہے عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا مگر زمام حکومت و سلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں تھی تا آنکہ آخری چھٹی صدی ہجری میں انکی دولت و حکومت کا انقراض و انقطاع ہوا اور اسکے امراء میں سے بنو ابی نمی مکہ پر متصرف ہوئے جو اسوقت تک حکمراں ہیں۔ سب کے پہلے جسنے انمیں سے مکہ معظمہ پر حکومت کا اقتدار حاصل کیا وہ ابو عزیز قتادہ بن ادریس بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ جون تھا یہی دولت ہواشم کا وارث و جانشین ہوا اسکے بعد اسکے لڑکے وراثتاً مالک و متصرف ہوئے جیسا کہ آئندہ تم انکے حالات کے تذکرہ میں پڑھوگے۔ یہ سب فرقہ زیدیہ سے تھے۔ مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دور دورہ تھا مہنا کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں اس سرزمین مبارک کی زمام حکومت تھی۔ بیہقی کہتا ہے کہ اسکا نام حسن بن طاہر بن مسلم تھا عتبی مورخ دولت بنی سبکتگین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلم کا اصلی نام محمد بن طاہر تھا اور حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کافور کا یہ دوست اور اسکی حکومت کا منصرم

Marfat.com

اور ناظم تھا اسی ذریعہ سے طاہر بن مسلم نے مدینہ منورہ پر ۳۶۲ھ میں استیلاء و قبضہ حاصل کیا اور بعد اسکے اسکی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اسوقت تک وارث ہوتی آئیں (جیسا کہ ہم انکے اخبار میں ان حالات کو بیان کرینگے واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

ادارسہ ملوکِ المغرب الاقصیٰ

جسوقت حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ۱۱ ذی قعدہ ۱۶۹ھ عہد خلافت خلیفہ مہدی میں دعوائے خلافت کیا اور اس کے اعزہ و اقارب جسمیں اسکے دونوں چچا ادریس اور یحییٰ تھے اسکے ہم آہنگ ہو گئے اور محمد بن سلیمان بن علی نے مقام فخ میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے معرکہ آرائی کی۔ اس معرکہ میں حسین بن علی معہ اپنے اہلبیت کے ایک گروہ کے کام آگئے۔ بقیۃ السیف شکست کھا کے بھاگے۔ کچھ لوگ اس میں سے گرفتار کر لئے گئے یحییٰ بن ادریس اور سلیمان کسی نہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے بھاگ گئے۔ بعد چندے یحییٰ نے دیلم کو مجتمع کر کے خروج کیا۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ان واقعات اور حالات کو اور نیز یہ کہ خلیفہ راشد نے کس طرح اس سے مصالحت کی اور کیوں قید کیا تم اوپر پڑھ آئے ہو باقی رہا ادریس۔ وہ بھاگ کر مصر پہونچا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر واضح معروف بہ مسکین صالح بن منصور کا خادم مامور تھا چونکہ یہ مذہباً شیعہ تھا ادریس کی آمد کی خبر پا کے ادریس کی پاس گیا جہاں کہ وہ چھپا ہوا تھا۔ حکومت و دولت کے پنجہ سے ادریس کی گلو خلاصی کی سوائے اسکے کہ بذریعہ ڈاک مغرب روانہ کر دیا جائے اور کوئی صورت واضح کو نظر نہ آئی۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے ادریس کو چلتا پھرتا کیا۔ چنانچہ بعد طے مسافت ادریس معہ اپنے خادم راشد کے المغرب الاقصیٰ پہونچا ۱۷۲ھ میں مقام بولیہ میں جا کے مقیم ہوا ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ یہاں پر موجود تھا۔ اسنے ادریس کو امن دی اور بربر کو اسکی خلافت و حکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت و حکومت کے اسرار اور رازوں کو کھولنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں زواغہ لواتہ، سدراتہ، غیاثہ، نفزہ، مکناسہ، غمارہ اور مغرب کے تقریباً کل بربریوں نے مجتمع ہو کے ادریس کی خلافت و حکومت کی بیعت کی اور اسکی تشریف آوری کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھا۔ جس روز لوگوں نے ادریس

کی حکومت کی بیعت کی اوسی روز ادریس نے لوگوں کو مجتمع کرکے خطبہ دیا جسمیں بعد حمد باری و صلوۃ رسول صلعم یہ بیان کیا تھا "اے لوگو تم اپنی گردنیں اوٹھا کے ہمارے سوا غیروں کو نہ دیکھو کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع ہمارے پاس پاؤگے اسکو تم دوسروں کے پاس ہرگز نہ پاؤگے" اسقدر کہہ کے منبر سے اوترآیا بعد چند دنوں کے اسکے بھائیوں میں سے سلیمان بھی اسکے پاس آرہا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اسکے اطراف میں مقیم ہوا جیسا کہ ہم آیندہ اسکے حالات بیان کرینگے۔

الغرض جسوقت ادریس کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہوگیا اسوقت اس نے فوجیں مرتب کرکے مغرب میں اُن بربریوں پر فوج کشی کی جو ہنوز دایرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہبًا مجوسی، یہودی اور نصرانی تھے مثلاً قندلاوہ، بہلوانہ اور مدیونہ مازاز وغیرہم - چنانچہ ادریس نے تامسنا، شالہ اور رملولہ وغیرہ شہروں کو جنکے اکثر باشندے یہودی اور نصرانی تھے بزور تیغ مفتوح کیا ان لوگوں نے طوعًا اور کرہًا اسکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اسنے اُنکے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ ڈالا بعد ازاں ۱۷۳ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی - تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور معرادہ کا دور دورہ تھا - محمد بن جزر ابن حزلان امیر تلمسان نے ادریس سے ملاقات کی اطاعت و فرمانبرداری کی گردن جھکادی ادریس نے اسکو اور نیز کل زناتہ کو امان دی تلمسان کی مسجد بنوائی، منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اسوقت تک موجود ہے بعد اسکے شہر ولیلی واپس آیا خلیفہ رشید کو اسکی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ مہدی کے غلاموں میں سے ایک غلام سلیمان بن جریر نامی مشہور بہ شماخ کو ایک خط لکھ کے ابن اغلب کے پاس روانہ کیا ابن اغلب نے اسکو پروانہ راہداری دے کے ادریس کے پاس مغرب بھیجدیا شماخ نے ادریس کے پاس پہونچکے یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت عباسیہ سے بیزار ہوکے آپکی حکومت و سایہ عاطفت میں رہنے کو اسقدر مسافت بعیدہ طے کرکے آتا ہوں امام ادریس نے اسکو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا ایک روز اتفاق سے ادریس کے دانتوں میں درد پیدا ہوا

Marfat.com

شماخ نے ایک منجن جسمیں زہر ملا ہوا تھا پیش کیا جوں ہی ادریس نے استعمال کیا دم گھٹ گیا جان بحق تسلیم کر دی جیسا کہ مورخین کا خیال ہے یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے مقام ولیلی میں دفن کر دیا گیا شماخ کا امام ادریس کو دوا دے کے لو د و گیارہ ہو گیا تھا حسب زعم مورخین وادی ملویہ میں راشد خادم ادریس نے پہونچکے شماخ کو گرفتار کیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

ادریس کے مرنے پر بربریوں نے مجتمع ہو کے اسکے بیٹے ادریس اصغر کی حکومت کی بناء ڈالی جو اسکی لونڈی کنزہ کے بطن سے تھا۔ پہلے حالت حمل میں اسکی بعیت کی گئی پھر حالت رضاعت (شیرخوارگی) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد تا آنکہ جوانی پر پہونچا اسوقت پھر بربریوں نے جامع ولیلی میں جبکہ یہ گیارہ سال کا تھا ۱۸۸ھ میں اسکی حکومت و خلافت کی بعیت کی۔

قبل اس کے ابن اغلب نے بربریوں کو نقد و جنس دے کے ملا لیا تھا اور اسکے اشارہ سے ۱۸۶ھ میں راشد خادم امام ادریس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابو خالد بن یزید بن الیاس عبدی ادریس اصغر کی خبرداری کرنے لگا تا آنکہ ۱۸۸ھ میں اسکی خلافت و امارت کی بعیت لی گئی۔ پس کل بربریوں نے اسکی حکومت و امارت بطیب خاطر قبول کی، شاہی قوانین سیاست و تمدن کی غرض سے مرتب کئے اور رفتہ رفتہ کل بلاد مغرب کو مفتوح کر لیا۔ اسنے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسی ازدی موسوم بہ مجوم کے حوالہ کیا۔ اسکی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اکثر قبائل عرب اور اندلس نے اسکے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ پانچسو سے کچھ زاید آدمی اسکے پاس آ کے مجتمع ہو گئے پس اسنے انہیں لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہیں لوگوں کی وجہ سے اسکی حکومت و دولت کو استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ بعد چندے ۱۹۲ھ میں امراور یہ اسحاق بن محمد اس الزام میں کہ اسکو ابراہیم بن اغلب والی افریقیہ سے ساز ہو گیا ہے مار ڈالا گیا۔ چونکہ ولیلی ایک چھوٹا مقام تھا اور اراکین دولت و اعوان حکومت آئے دن

Marfat.com

بڑھتے ہی جاتے تھے اس وجہ سے ایک دوسرا مقام دارالحکومت بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔
فاس میں بنی یوغنش اور بنی خیبر وزناغہ رہتے تھے بنی یوغنش میں کچھ لوگ مجوسی تھے اور کچھ یہودی
اور نصاریٰ۔ فاس ہی کے ایک موضع شیبوبیہ میں مجوسیوں کا آتشکدہ تھا یہ لوگ ادریس
کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے باہمی نزاع پڑی ہوئی تھی۔ ادریس
ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سکریٹری ابوالحسن عبدالملک بن مالک خزاجی کو روانہ
کیا بعدازاں خود بھی فاس چلا آیا اور کروادہ کی بنا ڈال کے تعمیر کا حکم دیا۔ ۱۹۲ھ میں ادریس
کی سرحد بندی کرائی بعد اسکے ۱۹۳ھ میں قرزوبین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے
اور قرزوبین ہی میں مکانات بنوا کے بولیلی سے او تھ آیا۔ جامع شرفا بنوائی۔ قرزوبین
کے حدود باب سلسلہ سے نہر جوزاز وجرف تک تھے اتنے ہی زمانہ میں اسکی خلافت وحکومت
کی بنا مستحکم ہو جاتی ہے حکومت وسلطنت کے ترغیب دینے والے ایلچیوں کا کام بھی باقاعدہ
چل نکلتا ہے اور شاہی تزک واحتشام وغیرہ بھی مناسب رویہ سے مہیا موجود ہو جاتا ہے
اس اثنا میں ۱۹۷ھ کا دور آجاتا ہے بقصد جہاد مصامدہ فوجیں آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوتا ہے
چنانچہ اسکے اکثر شہروں کو مفتوح کر لیتا ہے اور اہل مصامدہ اسکی حکومت کے سایہ میں آکے پناہ
گزین ہو جاتے ہیں بعد اسکے تلمسان پر چڑھائی کرتا ہے مسجد کو دوبارہ بنواتا ہے اور منبر کو
بھی درست کراتا ہے۔ یہاں اسکا تین برس تک مسلسل قیام رہتا ہے۔ بربریوں اور زناتہ
کا انتظام درست ہو جاتا ہے۔ خوارج کے ایلچی منہ کی کھا کے نکل جاتے ہیں اور الشموس الاقصیٰ
ستہ شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہو جاتی ہے لیکن چند ہی دنوں بعد ابراہیم
بن اغلب نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ادریس کے اولیاء دولت وارکین
سلطنت کو ملا لیا۔ چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے معہ اپنی قوم کے ادریس کی اطاعت
سے منحرف ہو کے خلیفہ ہارون الرشید کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور ایک
وفد طیار کر کے اسکے پاس قیروان میں آیا۔ ادریس کو ان واقعات نے بربریوں کی طرف سے

Marfat.com

مشتبہ کر دیا مصلحتۃً ابراہیم بن اغلب سے مصالحت کر لی۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا اس مصالحت کا نتیجہ آیندہ یہ ہوا کہ ہوا خواہان ابراہیم بن اغلب، ادریسیوں کی مدافعت نہ کر سکے اور ان ادریسیوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ کو المغرب الاقصیٰ سے معدوم کر دیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ادریس پر طرح طرح کے طعن و تشنیع کرنے لگے اور ادریس اول کے نسب میں جرح و قدح شروع کر دی جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہے۔

بعد اسکے ادریس نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا محمد بجائے اسکے سریر حکومت پر بہ ولیعہدی اپنے باپ کے متمکن ہوا لیکن اسکی دادی کنزہ مادر ادریس کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائی بھی حکومت و سلطنت میں شریک و سہیم کئے جائیں۔ چنانچہ اس رائے کی مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طور پر تقسیم کر دیئے گئے قاسم کو طنجہ ...[۱] بصرہ سبتہ، تیطاوین .... قلعہ حجر النسر اور اسکے مضافات .... اور قبائل دیئے گئے عمر کو .... تبکیسان، ترغہ اور دہ قبائل جو مابین انکے صنہاجہ اور غمارہ تھے ملے .... داد و بلاد ہوارہ، التسول .... تازی اور قبائل مکناسہ اور غیاسہ پر قابض ہوا۔ عبداللہ باغمات، نفیس، جبال مصامدہ، بلاد لمطہ اور رانسوس الاقصیٰ پر حکمرانی کے لئے مخصوص و مختص کیا گیا باصیلا، عرایش اور بلاد روغہ وغیرہا یحییٰ کے قبضہ و تصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ، سلا، ازمور اور تامسنا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلی اور اسکے صوبہ پر متصرف ہوا ادریس کے اور بقیہ لڑکے بوجہ کم سنی کے انہیں لوگوں اور نیز اپنی دادی کنزہ کی کفالت و نگرانی میں رہے۔ باقی رہا تلمسان اسپر سلیمان بن عبداللہ قابض ہو گیا اس حصہ بخرہ کرنے کے چند دنوں بعد عیسیٰ نے ازمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ محمد نے پہلے اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانیکا حکم دیا قاسم نے انکار کیا تب عمر کو روانہ کیا۔ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی عیسیٰ کو شکست دے کے اسکے کل مقبوضہ ممالک کو باجازت اپنے بھائی محمد اپنے محروسہ ممالک میں شامل کر لیا اور

[۱] اس مقام پر اور نیز اسکے بعد جس قدر جگہہ چھوٹی ہے اصل مسودہ کتاب میں بھی یونہی جگہہ چھوٹی ہے۔ مترجم

Marfat.com

چونکہ محمد کو قاسم سے اس وجہ سے کہ اسنے عیسیٰ کے جنگ پر جانے سے انکار کیا تھا دلی ناراضی پیدا ہو چکی تھی لہذا عیسیٰ پر فتحیاب ہونے کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کر کے قاسم پر فوج کشی کردی دونوں بھائیوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ قاسم نے شکست کھائی میدان جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اسکے بھی کل صوبہ جات عمر کے صوبہ میں شامل و ملحق کردیئے گئے۔ پس کل دریائی زمین مکسان اور بلاد غمازہ سے سبتہ و طنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا از مور اور بلاد تامسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک عمر کے قبضہ اقتدار میں آگئے قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زہد اختیار کر لیا ساحل اصیلا پر ایک مکان جواکے عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا تاآنکہ اسی حالت سے اس مقام پر جان بحق تسلیم کردی۔ عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہو جانے سے بہت زیادہ وسیع ہو گیا مگر اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر صنہاجہ بمقام فج الفرس ۲۲۰ھ میں راہی ملک عدم ہو گیا اور فاس میں مدفون ہوا یہی عمر اُن محمود یوں کا مورث اور جد اعلیٰ ہے جو اندلس میں بنو امیہ کے مدمقابل بنے تھے جیساکہ ہم آئندہ بیان کرینگے۔

امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے علی بن عمر کو مسند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اسنے بحالت مرض الموت اپنے بیٹے علی کو جسکی عمر اسوقت نو سال کی تھی اپنا جانشین اور ولیعہد بنا لیا تھا چنانچہ اسی بناء پر بعد انتقال امیر محمد علی بن محمد سریر حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امرا، ملک و ملت عرب، اور بربر، اور کل بربر نے نہایت خوشی دست سے اس نوعمر لڑکے کی حکومت و سلطنت کی بیعت کی اور کمال مستعدی سے کار و بار سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اسکا عہد حکومت رعایا کے لئے بہت مفید تھا اسنے اپنی حکومت کے تیرھویں برس ۲۳۴ھ میں وفات پائی بوقت وفات اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو اپنا جانشین بنایا۔ پس اس نے بعد

وفات علی بن محمد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔اس کا دور حکومت نہایت مبارک ہوا۔ عظیم الشان دولتوں میں اسکا شمار ہوا۔اسکے زمانہ کی ترقیاں اسوقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ یاد کیجاتی ہیں فاس کی آبادی میں بیحد ترقی ہوئی۔متعدد حمامات اور منڈیاں کاروبار تجارت کے لئے بنائی گئیں دور و دراز ممالک سے تجارت پیشہ اور ذی علم اصحاب فاس میں آآکے مجتمع ہوئے اتفاق وقت سے اہل قیروان کی ایک عورت موسوم بنام البنین بنت محمد فہری یہاں آگئی تھی ابن ابی ذرع کہتا ہے کہ اس کا نام فاطمہ تھا اور یہ ہوارہ کی رہنے والی تھی اسکو کسی ذریعہ سے وراثۃً بہت سا مال ملگیا تھا اس نے یہ نیت کرلی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کرونگی چنانچہ اس عورت نے سرحد قرویین خورد مقام بیضا میں ایک جامع مسجد کی ۲۴۵ھ میں بنا ڈالی۔اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کو جاگیر میں دیا تھا جامع مسجد کے طیار ہونیکے بعد بوجہ تنگی جامع ادریس سے جمعہ موقوف ہوکر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔بعد اسکے احمد بن سعید بن ابو بکر یفرنی نے ۳۴۵ھ میں جامع مسجد کے پورے ایک صدی بعد اپنا خانقاہ بنوایا جیسا کہ اس تحریر سے جو اسکے رکن شرقی پر منقوش ہے ظاہر ہو رہا ہے بعدازاں منصور بن ابی عامر نے اسکی تعمیر میں اور زیادتی کی۔پہاڑ سے بذریعہ نہر پانی لایا۔حوض درست کرایا۔باب خفاۃ میں دروازے لگوائے پھر ملوک لمتونہ موحدین اور بنی مرین نے اسکی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اپنی ہمتوں کو برابر اسکی مضبوطی اور تعمیر میں صرف کرتے آئے تا آنکہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بنگئی۔جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکور ہے۔

یحییٰ بن محمد نے سنہ[1] میں وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر متمکن ہوا۔اسنے نہایت کج خلقی سے کام لیا بدچلنی، بداطواری اور غارتگری اسکے خمیر میں تھی اسکے ایک فعل شنیع اور زشت کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کردی۔اس بغاوت کا بانی مبانی عبدالرحمن بن ابی سہل جزامی تھا باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قرویین سے سرحد اندلس

[1] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔مترجم۔

Marfat.com

کی طرف نکال باہر کیا دو شب تک روپوش رہا آخر کار رنج و غیرت سے مرگیا۔ اسکے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہونچی۔ ملک گیری کے شوق نے پرارمان دل میں چٹکیاں لینی شروع کردی مگر ہنوز اُسنے کوئی قصد نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے ارکین دولت عرب، بربر اور نیز اسکے خادموں نے علی کو طلبی کے خطوط بھیجے۔ چنانچہ علی معہ اپنے جاہ و حشم کے فاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کی اور اسنے کل صوبجات مغرب پر بلا مزاحمت و مخاصمت غیرے قبضہ حاصل کرلیا تا آنکہ عبد الرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اسپر خروج کیا عبد الرزاق عقائد صفریہ کا پابند و معتقد تھا علی شکست کھا کے اوربہ بھاگ گیا عبد الرزاق نے فاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ باقی رہا سرحد قرویین۔ وہاں والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس معروف بہ "صرام" کو اپنا امیر بنالیا یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کرکے عبد الرزاق خارجی پر دھاوا کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبد الرزاق کو سرحد اندلس سے نکال کے ثعلبہ بن محارب بن عبد اللہ ازدی قرطبی کو جو مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے تھا متعین کیا بعد اسکے عبد اللہ معروف بہ عبود کو جو اسکا بیٹا تھا بعدہ محارب بن ثعلبہ کو یکے بعد دیگرے حسب ترتیب سند امارت عطا کرتا گیا تا آنکہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اسکو زک دی۔ تب بجائے اسکے یحییٰ بن ادریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا برادر زادہ تھا) حکمرانی کرنے لگا اور کل ممالک مقبوضہ ادارسہ پر قابض و متصرف ہوگیا تمام صوبجات مغرب کے ممبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ ملوک بنی ادریس کا ایک نامور حکمران تھا۔ باعتبار سیاست کے بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی۔ فقیہ اور محدث تھا اور یسیوں میں کوئی بادشاہ اسکی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کرسکتا۔

اسی اثناء میں شیعہ بھی افریقہ کی حکومت و سلطنت میں شریک و سہیم ہوگئے۔ اسکندریہ کو دبالیا۔ مہدیہ کی حد بندی کی جیسا کہ اخبار دولت کتامہ میں بیان کیا جائے گا۔ بعد ازاں

Marfat.com

شیعی حکمران ملک مغرب کے تاخت وتاراج کرنے کو بڑھے چنانچہ مصالہ بن حبوس سردار مکناسہ و والی تاہرت کو ملوک مغرب کے جنگ پر ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کے روانہ کیا مکناسہ اور کتامہ کی فوجیں دریا کی طرح بڑھیں یحیی بن ادریس بادشاہ مغرب اپنا مغربی لشکر مرتب کرکے مدافعت کی غرض سے مقابلہ پر آیا۔ اور یہ، بربر کی فوجیں اور اسکے کل خدام اسکے رکاب میں تھے ۔ دونوں حریف کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یحیی کو ہزیمت ہوئی شکست کھا کے فاس واپس آیا۔ مصالحت کے نامہ وپیام شروع ہوئے۔ آخرالامر یہ طے پایا کہ یحیی کچھ زرنقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے اور نیز عبیداللہ شیعی کی اطاعت قبول کرلے فریقین نے ان شرائط مصالحت کو منظور وقبول کیا باہم مصالحت ہوگئی۔ اسکے بعد ہی عبیداللہ شیعی نے اپنے آپ کو معزول کرلیا زمام حکومت عبیداللہ مہدی کے قبضہ اقتدار میں گئی ۔ عبیداللہ اور یحیی میں بدستور سابق مصالحت قائم رہی اُسنے اسکو اسکے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے برادر عمزاد موسی بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ وسنور وتازیر کو کل صوبجات بربر کی سند حکومت عطا کی جیساکہ ہم اخبار مکناسہ وحکومت موسی میں اسکو بیان کرینگے۔

موسی بن ابوالعافیہ اور یحیی بن ادریس میں باہم عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی جسکے وجہ سے ایک دوسرے کو مبغوض سمجھتا تھا۔ جسوقت مصالہ جنگ ثانی سے ۳۰۹ھ میں مغرب کو واپس آیا موسی بن ابوالعافیہ نے اشارہ کردیا مصالہ نے طلحہ بن یحیی بن ادریس والی فاس کو گرفتار کرکے اسکے مال، اسباب، اور خزانہ کو بھی ضبط کرلیا اور بجائے اسکے ریحان کتامی کو فاس کی حکومت پر مامور کیا۔ بعد چندے طلحہ کو قید سے رہا کرکے اصیلا کی طرف جلاوطن کردیا۔ بعد اسکے یحیی نے بقصد افریقہ فوجیں آراستہ کرکے خروج کیا۔ موسی بن ابوالعافیہ نے اسکو اثنا راہ سے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا پھر بعد دو برس کے رہا کردیا۔ بیچارہ یحیی قید سے رہائی پاکے ۳۱۳ھ میں مہدیہ چلا گیا اور سنہ .... [1] میں بوقت محاصرہ ابویزید مرگیا۔

[1] نوٹ۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

Marfat.com

یحییٰ کے مرنے پر موسیٰ بن ابو العافیہ کی حکومت کو استحکام واستقلال کامل طور سے حاصل ہوگیا قبل اس واقعہ کے ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس ملقب بہ حجام نے فاس میں ریحان کتامی کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تھا اور لڑ بھڑ کر ریحان کو فاس سے نکال باہر کر دیا تھا۔ دو برس تک فاس پر قابض رہا بعد ازاں موسیٰ بن ابو العافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریف میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں لڑائیوں میں نہال بن موسیٰ مارا گیا اور آخر کار ایک ہزار سے زاید جانوں کے تلف ہونے پر لڑائی کا سلسلہ منقطع ہوا حسن شکست کھا کے فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان اوربی نے اس سے بدعہدی کی لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس نہ حاصل ہوئی موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنیکا پیام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پر پہونچکے قبضہ حاصل کر لیا اور بعد قبضہ و تصرف حاصل کرنے کے حامد پر حسن کے حاضر لانے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا حامد حیلہ و حوالہ کرنے لگا رفتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ ملگیا گرفتار کرا کے شہر پناہ کی دیوار پر سے لٹکا دیا گر پڑا اور اسی صدمہ سے اسی شب کو مرگیا۔ حامد بن حمدان بخوف جان مہدیہ بھاگ گیا عبد اللہ بن ثعلبہ بن محارب اور اسکے دونوں لڑکے محمد اور یوسف ا موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا اسی واقعہ سے ادارسہ کی حکومت ملک مغرب سے جاتی رہتی ہے اور موسیٰ بن ابو العافیہ کل بلاد مغرب پر قابض و متصرف ہو جاتا ہے محمد بن قاسم بن ادریس کے لڑکے اور اُسکے بھائی حسن بلاد ساحلیہ کی طرف جلا وطن ہو کر بھاگ جاتے ہیں بصرہ میں پہونچکے اپنے بزرگ خاندان ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس مجتمع ہوتے ہیں اور سب کے سب متفق ہو کے اسکو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ ابراہیم نے ان لوگوں کے لئے حجر النسر نامی مشہور و معروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن ادریس اندنوں غمارہ میں تیجاس سے سبتہ اور طنجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا ۳۱۹ھ میں علی بن ادریس نے ابو العیش بن ادریس بن عمر سے سبتہ چھین لیا اور ایک دستہ فوج کو محافظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا۔ اس اثنا میں ابراہیم بن محمد بنی محمد کا

Marfat.com

سردار راہی ملک عدم ہو گیا بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم ملقب بہ کانون حسن حجام کا بھائی حکمرانی کرنے لگا ۔ یہ قاسم، محمد بن قاسم کا لڑکا تھا اس نے موسیٰ بن ابو العافیہ اور اسکے مذہب سے منحرف ہو کر شیعہ کے عَلَمِ حکومت کی اطاعت قبول کر لی اسی کے زمانہ سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہوتا ہے اور غمارہ اسکی دولت کے ارکین اور اسکی سلطنت کے بازو بنے رہتے ہیں جیسا کہ غمارہ کے حالات میں ہم اسکو بیان کرینگے ۔

ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے ایلچی بلاد مغرب میں پھیل جاتے ہیں اور زناتہ کو بزور تیغ دبا لیتے ہیں بعد ازاں بنی ایوب اور بعد اسکے سعراوہ، فاس پر متولی و متصرف ہوتے ہیں اور اسعہ غمارہ کے ریف میں جا کے ٹھہر جاتے ہیں شہر بصرہ، حجر النسر، سبتہ اور اصیلا میں انکی حکومت و سلطنت بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ سے قایم ہوتی ہے بعد چند دنوں کے مروانیوں کو ان پر قابو مل جاتا ہے اور یہ ادن کو اندلس تک پائمال کرتے جاتے ہیں اور بالآخران لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیتے ہیں ۔ عزیز عبیدی بن کانون اپنی بادشاہ کی جستجو میں اپنے ایلچی ملک مغرب روانہ کرتا ہے منصور بن ابی عامر ان پر غالب و مستولی ہو کر انکو قتل کر ڈالتا ہے ۔ اسی کے زمانہ میں انکی حکومت و سلطنت اور نیز ملک مغرب کے سلطان اور یہ کی دولت کا انقطاع اور انقراض ہو جاتا ہے ۔ یہ اُن ادریسیوں کی نسل سے تھا جنھوں نے غمارہ میں آکے پناہ لی تھی اور ملوک امویہ اندلس کے مزاحم و معاصر تھے پس جس وقت ان ادریسیوں کی حکومت و سلطنت جاتی رہی اور وہ لوگ بحال پریشاں بلاد غمارہ میں آکے پناہ گزیں ہوئے اور وہاں پہونچکے ان لوگوں نے ایک جدید حکومت کی بنا ڈالی جو ایک مدت تک بنی محمد اور بنی عمر اولاد ادریس بن ادریس میں قایم رہی یہی وجہ تھی کہ بربریوں کو ان سے میل جول تھا اور وہ انکی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل و راغب تھے بنو حمود بھی ...... [۵] غمارہ ہی سے تھے جنگ مستعین میں بربریوں کے ساتھ ملک مغرب میں چلے آئے تھے اور بحکمت علی زمام حکومت اپنے

نوٹ [۵] اصل کتاب میں یہ جگہہ خالی ہے ۔ مترجم ۔

Marfat.com

ہاتھ میں لے لی تھی اور ملک اندلس کے حکمراں ہو گئے تھے جیسا کہ تم ان کے حالات میں ان واقعات کو پڑھو گے۔

سلیمان، ادریس اکبر کا بھائی عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا ادریس کے مرنے کے بعد اطراف تاہرت میں مقیم ہوا اور وہیں حکومت وسلطنت کا دعوی دار بنا اور بربریوں نے اسکو منظور کیا اور اغالبہ کے اراکین دولت پیچھے جھاڑ کے اسکے پیچھے پڑے۔ اسی اثناء میں اسکے نسب کی تصحیح ہوگئی مرتا کھپتا تلمسان پہونچا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اسپر قابض ہو گیا زناتہ اور کل قبائل بربر نے اسکو خاندان حکومت کا ایک ممبر تصور کر کے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ بعد اسکے اسکا بیٹا محمد بن سلیمان حکمراں ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد اسکے لڑکوں میں نفاق پیدا ہوا خود سر حکومت کرنے کی غرض سے المغرب الاوسط میں پھیل گئے آپس میں حکومت وسلطنت کے حصہ بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض و متصرف ہوا میرا خیال یہ ہے کہ یہ قاسم وہی ہے جسکے نسب کا بنو عبدالود دعوی کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن ادریس سے اس دعوی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ارشکول کی زمام حکومت عیسی بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی یہ شخص شیعیت کی طرف مائل تھا جراوہ کی حکمرانی ادریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں گئی۔ بعد اسکے ابو العیش عیسی اس کا بیٹا حکمراں ہوا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی امارت کی کرسی پر اسکی آئندہ نسلیں متمکن ہوتی چلی آئیں چنانچہ اسکے بعد اسکا بیٹا ابراہیم بن عیسی پھر اسکا بیٹا یحیی بن ابراہیم بعدہ اسکا بھائی ادریس بن ابراہیم سریر حکومت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوا۔ ادریس بن ابراہیم والی ارشکول اور خلیفہ عبدالرحمن ناصر سے دوستانہ مراسم تھے۔ علی ہذا یحیی کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ میسور سپہ سالار دولت شیعہ کو اسکی طرف سے شبہ پیدا ہوا موقع پاکے ۳۲۳ھ میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب موسی بن ابو العافیہ نے اراکین دولت شیعہ کی ہمسفیری چھوڑ کے دعوت خلافت علویہ کی بناء ڈالی اور حسن بن ابوالعیش عیسی پر جراوہ میں محاصرہ ڈالا اور بزور جنگ جراوہ کو حسن سے چھین لیا تو

Marfat.com

حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم والی ارشکول کے پاس چلا گیا۔ بوری بن موسیٰ بن ابو العافیہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پر پہونچکے دونوں پر محاصرہ ڈالدیا۔ آخر کار بوری نے بزور تیغ ان دونوں کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابزنجیر خلیفہ ناصر کے پاس بھیجدیا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھیرایا۔

تنس کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا اسکے بعد اسکا بیٹا محمد بعد ہ اسکا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اسکا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں زیری بن مناد ۲۴۲ھ میں تنس پر مستولی ہو گیا تھا اور یحییٰ اپنی جان بچا کے جبر بن محمد بن خزر کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے ناصر نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ بعد چندے یحییٰ اپنی سقیم حالت درست کر کے تنس پر قبضہ کرنے کو پھر آیا مگر کامیاب نہوا۔

اسی ابراہیم والی تنس کی اولاد سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم والی سوق (بازار) ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم رؤساء المغرب الاوسط تھے۔ اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حنانش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھا۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ لوگ ملک مغرب میں کثرت سے تھے اور بلاد مغرب کی زمام حکومت انہیں کے قبضہ اقتدار میں تھی جنکی ریاستیں اور حکومتیں زائل اور منقطع ہو گئیں اور انمیں کا اب کوئی رئیس اطراف بجایہ میں باقی نرہ گیا۔ بنی حمزہ میں سے جوہر قیروان چلا آیا تھا اور انمیں سے کچھ لوگ پہاڑوں اور اسکے قرب وجوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے جنسے اس مقام کے بربری واقف اور آگاہ ہیں واللہ وارث الارض ومن علیہا

انصار صاحب زنج

ابتدا ہی سے اس حکومت و دولت میں ایک کیفیت اضطراب و تذبذب کی پیدا ہو گئی تھی جسکی وجہ سے اسکے بانی کی حکومت مستقل و مستحکم نہیں ہوئی۔

عہد خلافت معتصم میں علویہ زیدیہ کے ایلچیوں نے جسکی حکومت و سلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جسکے ہوا خواہ کثرت سے تمام ممالک میں پیدا ہو گئے تھے وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے۔ جسوقت انکی شہرت ہوئی اور علم خلافت کو انکی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ کا احساس ہوا اور خلافت عباسیہ کا تاجدار اسکے روک تھام کی طرف متوجہ ہوا اعلی بن محمد

بھاگ گیا اور انکے چچا کا بیٹا علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ اسی ہنگامہ میں قتل کر ڈالا گیا علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے پس صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعویٰ کر دیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ بعد چندے انہوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی فوراً اس دعویٰ سے دست کش ہو کر یحییٰ ابن زید شہید جون کیجانب اپنے کو نسباً منسوب کر دیا۔ مسعودی اسکو طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے اور بعضے علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔ بہرکیف اس نسب کے صحیح ماننے میں یہ دقت پڑتی ہے کہ حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا سلسلہ نسل صرف زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس طاہر سے اگر طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن عبید اللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین مراد لیا جائے تو سلسلہ نسب طویل ہو جاتا ہے اور حسین بن فاطمہ تک بارہ پشتیں ہو جاتی ہیں اور یہ امر دور از قیاس و عقل معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج ظاہر ہوا ہے اسوقت تک اسکی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔ علماء محققین طبری اور ابن حزم وغیرہما اس امر کے مقر ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبد القیس سے تھا موضع ورزنین مضافات رے میں رہتا تھا علی بن عبد الرحیم اسکا نام تھا چونکہ مزاج میں چل پھر زیادہ تھی دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہیں دنوں زیدیہ فاطمیہ بکثرت دعویٰ دار حکومت و خلافت ہو رہے تھے جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ درست کر کے علوی ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اسکو ذرا بھی تعلق نہ تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب پابند عقائد ازارقہ تھا۔ دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعن کرتا تھا پھر کیونکر یہ شخص علوی صحیح النسب ہو سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ اسنے اپنے کو غلط طور سے نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعویٰ کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا اسکا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا اور مار ڈالا گیا اور اسکی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہوا اگرچہ اسنے بیحد زیادتیاں کیں، اطراف بصرہ میں غارتگری کی، بلاد اسلامیہ کو ویران اور پائمال کیا، عساکر اسلامی کو شکست بھی دی، امراء و اکابرین

Marfat.com

اسلام کو شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جسمیں وہ خود مارا گیا جبکہ اسکا پیالہ حیات لبریز ہو گیا جیسا کہ عادت اللہ اسکے بندوں میں جاری ہے۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اسنے پہلے اُن لوگوں سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے حاجب اور خلیفہ مستنصر کے خلسراء کے خدام تھے۔ جب اسکے متبعین کی ایک خاصی جماعت ہو گئی تو یہ مع اُن لوگوں کے ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف گیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبید اللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی اہل ہجر کا ایک گروہ کثیر اسکا مطیع و فرمانبردار ہو گیا بعد ازاں یہ احساء گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں فروکش ہوا یحییٰ بن محمد ازراق اور سلیمان بن جامع اسکے ہمراہ تھا۔ اہل بحرین سے اور اس سے لڑائی ہوئی اہل بحرین نے اسکو شکست دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے رکاب میں تھا تتر بتر ہو گیا بحال پریشان بھاگ کر بصرہ پہونچا۔ ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ میں جھگڑا و فساد ہو رہا تھا اسکے آنے کی خبر محمد بن رجاء والی بصرہ کو ہوئی اسنے اُسکی گرفتاری اور جستجو پر پولیس کو تعینات کیا یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اسکا لڑکا اسکی بیوی اور اسکے بعض ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ یہ بعد چند دنوں کے دربار خلافت بغداد میں داخل ہوا اور اپنے کو عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ظاہر کرنے لگا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے یہ خبر پاکے کہ بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاء والی بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اسکے اہل و عیال کو قید کی مصیبت سے رہائی ملگئی ہے۔ دار الخلافت بغداد سے بصرہ کیجانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں مراجعت کی یحییٰ بن محمد سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے سربرآوردہ افراد جنکو اسنے بحکمت عملی ملا لیا تھا مثلاً جعفر بن محمد صوحانی علی بن ابان اور عبدان بن ممنیا وغیرہم اسکے ہمراہ تھے۔ بصرہ کے قریب پہونچکے پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور انکو اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اُن زنگی غلاموں کو انکے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بد دل کرکے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا اور جب یہ

Marfat.com

خیالات اُنکے دماغ میں متمکن ہو گئے تو اُنکو حکومت اور ملکداری کی طمع دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جسپر آیۂ کریمہ ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسہم تا آخر آیہ لکھی تھی۔ ان زنگی غلاموں کے آقا، انکی جستجو اور تلاش میں آئے۔ صاحب زنج نے اشارہ کردیا وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں کو لپٹ گئے باہم خوب لپاڈگی ہوئی۔ بصرہ اور ابلہ کی فوجیں سرکوبی کو آئیں مگر ناکام واپس گئیں۔ اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قادسیہ چلا گیا۔ اسی عرصہ میں دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آگئی صاحب زنج سے یہ بھی گھونگھٹ کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج بافسری جعلان ترکی، سپہ سالار بصرہ کی حمایت پر آئی۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخرکار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ابلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کرکے اہواز کا قصد کیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدبر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ پس اُس نے اسکو بھی بزور تیغ فتح کرکے ابراہیم کو قید کرلیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ بعد چند دنوں کے ابراہیم زنگیوں کے قید سے نکل بھاگا۔ ۲۵۶ھ میں دارالخلافت بغداد سے سعید بن صالح جو ان دنوں عامل بصرہ تھا زنگیوں کی لڑائی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسط سے فوج آرائی کرکے زنگیوں کی طرف بڑھا علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں مقابلہ پر آیا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کے بحرین کی طرف بھاگا اور بصرہ میں پہونچکے قلعہ بندی کرلی علی بن ابان نے پہونچکے محاصرہ کرلیا تا آنکہ سعید نے امان حاصل کرکے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے علی بن ابان نے شہر میں داخل ہوکے لوٹ لیا۔ جامع مسجد کو جلا کے خاک وسیاہ کردیا۔ صاحب زنج کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ اسکو بصرہ سے واپس بلا کے بجائے اسکے بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کیا خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کو روانہ فرمایا چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور بصرہ سے زنگیوں کو اسنے نکال باہر کیا۔ اسکے تھوڑے دنوں بعد زنگیوں نے محمد پر بحالت غفلت شبخون مارا۔ محمد کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی زنگیوں نے محمد کو ہزیمت دے کے اہواز کی جانب قدم بڑھائے منصور خیاط والی اہواز مقابلہ پر آیا لیکن اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہوکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

Marfat.com

قبل ان واقعات کے خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے کوفہ، حرمین، طریق مکہ اور یمن کی سند حکومت عطا فرمائی تھی بعدہ بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم ونسق بھی اسکے قبضہ اقتدار میں دے دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بصرہ، کور دجلہ، یمامہ، اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج کو مامور کرنا پس جب سعید بن صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو یارجوج نے اپنی طرف سے بجائے سعید بن صالح کے منصور بن جعفر کو متعین کیا۔ چنانچہ زنگیوں نے اسکو شکست دے کے مار ڈالا جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں تب خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ فرمایا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پاکے بصرہ سے نکلکے مفلح کا مقابلہ کیا۔ علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مفلح کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی اثنار دار وگیر میں مارا گیا۔ اسکے رکاب کی فوج ادھر ادھر منتشر ہو گئی۔ موفق بمجبوری سامرا لوٹ آیا۔

منصور خیاط کے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخور کو مرحمت ہوئی ہے یحیی بن محمد بحرانی سپہ سالار زنگیان جنگی کشتیوں کا بیڑہ لیے کے اہواز پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا مگر یہ خبر پاکے کہ موفق ایک فوج عظیم کے ساتھ آیا ہوا ہے بلا جدال وقتال مراجعت کر دی اصطیخور نے تعاقب کیا اور اسکو گرفتار کرکے سامرا لایا اور وہیں مار ڈالا۔ صاحب زنج نے بجائے یحیی، علی بن ابان اور سلیمان شعرانی کو روانہ کیا ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اصطیخور ہزیمت کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اسکا وقت آ گیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی مر گیا۔ خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی پر موسی بن بغا کو صوبجات مذکورہ بالا کی سند حکومت عطا فرماکے روانہ کیا اسنے اپنی طرف سے بطور نائب کے اہواز پر عبدالرحمن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداجق کو باداورد پر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور ہر چہار طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ڈیڑھ برس تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ بعد اسکے موسی بن بغا نے استعفا دے دیا تب خلیفہ معتمد نے بجائے اسکے ان صوبجات پر مسرور بلخی

Marfat.com

کو مامور کیا اور زنگیوں کے سر کرنے کو اپنے بھائی ابواحمد موفق کو روانہ فرمایا۔ اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولیعہدی کا اعلان کر دیا تھا کہ میرے بعد تاج و تخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور "الناصر لدین اللہ الموفق" کا مبارک لقب دیا تھا اور کل شرقی صوبجات کی اصفہان تک کی اور نیز حجاز کی سند حکومت عطا کی تھی۔ چنانچہ موفق اس مہم کے سر کرنے کو ۲۶۲ھ میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب صفار کا معاملہ پیش آگیا یہ ایک فوج عظیم لیئے ہوئے بغداد پر چڑھا آرہا تھا۔ اسوجہ سے موفق، یعقوب کی لڑائی میں مصروف ہوگیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو ہزیمت ہوئی۔ جسقدر ملک اہواز اسکے قبضہ میں تھا نکل گیا۔ مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کو بغداد چلا آیا تھا۔ صاحب زنج کو موقع مل گیا اسکے زمانہ غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھکے لوٹ مار شروع کر دی قادسیہ تک تاخت و تاراج کرتا چلا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر دارالخلافت بغداد تک پہونچی دربار خلافت سے شاہی فوجیں بسرافسری اغرتمش اور خشنش، صاحب زنج کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی گئیں زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو ہزیمت دے دی۔ اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا خشنش شاہی فوج کا سپہ سالار مارا گیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیان ایک فوج لیکے اہواز گیا ہوا تھا ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزار مرد کردی کے قبضہ اقتدار میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے قصد سے مطلع ہو کے اہواز کے بچانے کی غرض سے احمد بن نیونہ کو روانہ کیا دونوں حریف میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں ابتداً علی بن ابان نے اہواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا لیکن جب محمد بن ہزار مرد نے کردوں کو مجتمع کرکے دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اوکھڑ گئے تستر میں پہونچے قیام کیا اور محمد بن ہزار مرد، سوس کیطرف لوٹ آیا۔ صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا مگر یہ خیال خام نکلا یعقوب صفار سے سازش کرکے اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اسوجہ سے مابین علی بن ابان اور صاحب زنج ناصافی پیدا ہوگئی نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہوا۔ کمیت صاحب زنج کے ہاتھ رہا علی بن ابان کو ہزیمت ہوئی تستر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت

Marfat.com

ملک فارس فتنہ و فساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اُٹھتی تھی جنگ اور خونریزی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ان واقعات کے بعد یعقوب صفار اہواز پر قابض و متصرف ہوگیا اور زنگیوں سے مراسم اتحاد پیدا کرلئے سلیمان بن جامع زنگیوں کا نامور سپہ سالار فوجیں مرتب کرکے ملک گیری کو بڑھا۔ موفق نے شہر واسط پر احمد بن مولد کو مامور کیا۔ زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسط پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہوکے مقابلہ پر آیا خلیل نے اسکو ہزیمت دے کے واسط کو قتل و غارت سے معمور کرکے قتل عام کا بازار گرم کردیا۔ یہ واقعہ ۲۶۶ھ کا ہے فتحمند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجرایا تک اپنے خیمے نصب کئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کردیا۔ علی بن ابان ان دنوں پھر اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل اہواز پر محاصرہ ڈال رکھا تھا۔ موفق نے مسرور بلخی کو مامور کرکے اہواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکید بخاری کو تستر روانہ کیا علی بن ابان اور اسکے ہمراہی زنگیوں نے تکید کی فوج کو پسپا کردیا مگر اس واقعہ کے بعد تکید اور علی بن ابان میں مصالحت ہوگئی مسرور بلخی کو اس سے شبہہ پیدا ہوا۔ بہ الزام سازش تکید کو گرفتار کرلیا اور بجائے اسکے اغرتمش کو مامور کیا۔ اغرتمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست دے دی مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھاکے بھاگا علی ابن ابان نے محمد بن ہزار مرد کردی پر فوج کشی کردی اور رامہرمز کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ محمد بن ہزار مرد نے دیکر دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کرلی اور یہ بھی اقرار کرلیا کہ میرے کل صوبہ میں علی بن ابان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ علی بن ابان اس مہم سے فراغت حاصل کرکے اہواز کے دوسرے قلعوں کے سر کرنے کو بڑھا۔ مسرور بلخی کو اسکی خبر لگی اسنے بھی فوجیں مرتب کرکے علی بن ابان کے لشکر پر دھاوا کردیا دونوں میں خوب گھما گھمی کی لڑائی ہوئی آخرکار علی بن ابان شکست کھاکے بھاگا اور اسکا سارا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا۔

قبل اس واقعہ کے موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کی جمعیت سے جسوقت کہ زنگیوں نے شہر واسط کو تاخت و تاراج کیا تھا براہ دریا واسط کیطرف

روانہ کیا تھا جنگی کشتیوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ اسکے ہمراہ تھا ابو حمزہ نصیر امیر البحر، ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے موفق کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع زنگیوں کی طرف سے فوج عظیم کے ساتھ مقابلہ پر آیا ہوا ہے بری اور بحری لڑائی کا سامان ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جبائی ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی مع اپنے لشکر کے آگیا ہے اور نشیبی واسط میں خیمہ زن ہوا ہے۔ ابو العباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی لشکر مقابلہ نہ کر سکا پیچھے ہٹا ابو العباس کی فوج نے بڑھ کے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو ہزیمت ہوائی۔ صاحب زنج نے اپنی پیہم شکست سے متاثر اور خائف ہو کے علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متفق ہو کے ابو العباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوس نے موفق تک یہ خبر پہونچا دی۔ چنانچہ موفق ماہ ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہوا اور منیعہ میں پہونچ کے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑی ہوئیں ابو العباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ منیعہ کا میدان کشت وخون سے لالہ زار بن گیا تھا مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کیجا سکتی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتول ہی مقتول نظر آتے تھے فتحمند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کیئے لاتا تھا منیعہ کا شہر پناہ منہدم ومسمار کر دیا گیا۔ خندق جو شہر پناہ کے ارد گرد تھی پاٹ دی گئی۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کے بھاگ کھڑے ہوئے ابو العباس نے منصورہ وطہشا کی طرف قدم بڑھائے اور پہونچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب کو لوٹ لیا شہر پناہ کو منہدم کرا دیا خندق پٹوا دی سلیمان ابن جامع بھاگ کر واسط پہونچا ابو العباس نے بھی منصورہ کو سر کرنے کے بعد واسط کی طرف مراجعت کی۔ بعد اسکے موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور مسلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کو اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی

Marfat.com

کہ زنگیوں نے طہشا اور منصورہ کیجانب مراجعت کی ہے۔ اسیوقت اپنی رکاب کی فوج سے چند دستہ فوج کو چند کارآزمودہ سرداران کی ماتحتی میں ان زنگیوں کے سر کرنے کو روانہ کیا جو طہشا اور منصورہ کیطرف لوٹ آئے تھے اور خود جس قصد و عزیمت سے نکلا تھا اسی ارادہ کی تکمیل کو مدنظر رکھ کے کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ سوس پہونچا۔ اسوقت تک علی بن ابان اہواز ہی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر پاکے چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کے اپنے سردار صاحب زنج کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے موفق سے امن کی درخواست کی موفق نے انکی درخواستیں منظور کرلیں اور انکو امن دے کے تستر کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی شاہی امن حاصل کرکے اہواز چلا آیا۔ موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کے نہر مبارک پر معہ فوج کے ملنے کو لکھ بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس کو نہرابی خصیب پر خبیث سے جنگ کرنے کو روانہ کیا خبیث کے سرداران لشکر کے ایک گروہ نے امن کی درخواست کی ابوالعباس نے منظور کرلی اور امان دے کے انکے عذرات قبول کرلئے بعد اسکے لشکر مرتب کرکے شہر مختارہ پر چڑھائی کی براہ دریا بھی فوجیں بھیجیں پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جابجا دھس اور دمدمے بندھوائے موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے شہر موفقہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ قرب وجوار کے شہروں سے رسد وغلہ کی طلبی کا فرمان بھیجا اور مختارہ کی رسد وغلہ کی آمد ورفت بند کر دی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریائے محاصرہ کی غرض سے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں پھر رہے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ سے ماہ صفر ۲۷۰ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا بعد اسکے مجموعی قوت سے حملہ کرکے بزور تیغ مختارہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا خبیث معہ اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کے ایک قلعہ کیطرف بھاگا جو اسی غرض سے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا شاہی لشکر کے ایک دستہ نے تعاقب کیا خبیث ہنوز قلعہ تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہی لشکر نے جاکے اسکو گھیر لیا۔ دو دو ہاتھ دونوں حریف میں چلگئے خبیث شکست کھا کے بھاگا۔ اکثر ہمراہی

Marfat.com

مارے گئے۔ سلیمان بن جامع گرفتار کر لیا گیا بعد اس کے صاحب زنج بھی اسی دار و گیر میں مارا گیا سر اوتار کے موفق کے پاس لایا گیا۔ انکلاے معہ پانچہزار زنگیوں کے بھاگ کر دیناری پہونچا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور اُن سبھوں کو گرفتار کر لایا۔ اسکے سپہ سالاروں میں سے درمونہ نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کے رسد و غلہ بند کرنے کو بطیحہ چلا گیا تھا پس جب اسکو اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر پہونچی تو اس نے بھی موفق سے امن کی درخواست کی موفق نے اسکو بھی امن دے دی۔

اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دنوں اپنے شہر میں مقیم رہا بعدازاں بصرہ، ابلہ اور کور دجلہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد آ پہونچا۔

صاحب زنج کا صرف ایک لڑکا محمد نامی ملقب بہ "انکلاے" تھا۔ زنگی زبان میں اسکے معنی "شاہزادہ" کے ہیں۔ یحییٰ، سلیمان، اور فضل گرفتار ہو کر مطبق میں قید کر دیئے گئے تاآنکہ مرگئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

علویہ کے دعاۃ دیلم وجبل کے حالات

ابوجعفر منصور نے علویہ میں سے بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے حسن بن زید بن حسن کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمۃ اللہ کی آزمائش کی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے خلیفہ منصور کو بنی حسن کی جانب سے بدظن و مشتبہ کیا تھا۔ محمد مہدی اور اسکے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور تک اسی نے کی تھی تاآنکہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیجدیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں انکے عقارب رے میں تھے اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسمعیل بن حسن والی مدینہ منورہ تھا۔

جسوقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے عامل طبرستان تھا) اور محمد و جعفر پسران رستم دنیان اطراف طبرستان میں نزاع پیدا ہوئی

Marfat.com

جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اسوقت طبرستان کے قرب وجوار کے رہنے والوں نے اسکو دیلم سے امداد کی درخواست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اسوقت مجوسی المذہب تھے اور انکا بادشاہ اہشوذار بن حسان تھا۔ ان لوگوں نے پسران رستم کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کو اوٹھہ کھڑے ہوئے اس عداوت سے کہ محمد بن اوس نے دیلم کے شہروں کو خوب خوب پائمال اور تاخت وتاراج کیا تھا۔ پسران رستم نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان سے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا لیکن حسن بن زید کا پتہ بتا دیا کہ وہ رے میں ہیں اور اس امر کے مستحق ہیں ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ سے حسن بن زید کو طلبی کا خط لکھا اور بلانے کی غرض سے اپنے خاص اور معتمد علیہ آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید رے سے دیلم میں تشریف لائے صرف دیلم اور پسران رستم نہیں بلکہ طبرستان کے کل اطراف وجوانب کے امیروں نے متفق ہو کے حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کی۔ علاوہ انکے اہل جبال طبرستان نے بھی اسکے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حسن بن زید نے ان سبھونکو فوجی صورت میں مرتب کر کے آمد پر فوجکشی کر دی محمد بن اوس بھی اپنی فوجین آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کر کے آمد پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا اسوقت آمد میں سوائے معدودے چند سپاہیوں کے جو انتظام اور حفاظت کی غرض سے شہر میں رہ گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا حسن بن زید نے بکمال آسانی آمد پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور بہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس ساریہ پہونچا۔ حسن نے تعاقب کیا سلیمان اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہونے لگی حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو چند دستہ فوج کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جسکی خبر اسکی حمایت کرنے والے سلیمان بن عبداللہ کو نہ تھی اس سپہ سالار نے پہونچتے ہی ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ سلیمان اس غیر متوقع ہزیمت سے گھبرا کے جرجان کی طرف بھاگا حسن نے اسکے لشکرگاہ

اور کل اُن چیزوں پر جو وہاں تھیں معہ اسکے حرم اور اولاد کے قبضہ کرلیا۔ حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کرکے سلیمان کے پاس بھیجدیا۔ باقی رہا مال و اسباب وغیرہ اسکو دبا بیٹھا۔

بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ سلیمان نے بوجہ اس تشیع کے جو بنی طاہر میں تھی قصداً یہ ہزیمت اوٹھائی تھی۔

بعد اسکے حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا سلیمان دُم دبا کر طبرستان سے بھاگ گیا پھر کیا تھا حسن کے حوصلہ بڑھ گئے تمام صوبہ طبرستان میں اپنے ایلچیوں کو پھیلادیا اور اپنے آپ کو "داعی علوی" کے لقب سے مشہور کیا۔ رے کی طرف اپنے برادر عم زاد قاسم بن علی بن اسماعیل کو روانہ کیا ان دلوں رے میں قاسم بن علی بن زین العابدین سیمری تھا۔ چنانچہ قاسم نے رے پر قبضہ کرکے اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے محمد بن جعفر بن احمد بن عیسی بن حسین صغیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین کی جانب حسین معروف بہ کوکبی بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا والی قزوین نے اسکو ہزیمت دے دی تب حسن بن زید نے اپنے مامور سپہ سالار دداجن کو محمد بن میکال والی قزوین کی سرکوبی کو روانہ کیا چنانچہ دداجن نے محمد کو ہزیمت دے کے قتل کرڈالا اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

ان واقعات کے بعد سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر نے فوجیں آراستہ و مرتب کرکے جرجان سے طبرستان پر فوجکشی کی۔ حسن بن زید نے یہ خبر پاکے طبرستان چھوڑ کے دیلم چلے گئے۔ سلیمان نے طبرستان میں داخل ہوکے قبضہ کرلیا بعد ازاں ساریہ کے طرف بڑھا۔ قارن بن شہرزاد کے لڑکے اور اہل آمد نے حاضر ہوکے عَلَم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔ سلیمان نے انکی تقصیر معاف کردی۔ بعد اس کے محمد بن طاہر نے بقصد جنگ حسن بن زید فوج کشی کی۔ محمد اور حسن میں سخت و خونریز لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن کو ہزیمت ہوئی تین سو چالیس نامی نامی سردار مارے گئے۔ پھر ۲۵۳ھ میں موسی بن بغا ان لوگوں سے جنگ کرنے کو فوجیں

Marfat.com

مرتب کرکے دارالخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کوکبی سے مڈبھیر ہوئی حسین شکست کھاکے دیلم بھاگ گیا اور موسیٰ بن بغانے قزوین پر قبضہ کرلیا۔ بعد اس کے حسین کوکبی نے ۲۵۶ھ میں بلاد دیلم سے مراجعت کی اور بلا کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کرلیا اور قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۸ھ میں کرخ پر قابض ہوگیا۔ اور حسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے جرجان کے بچانے کو فوجیں روانہ کیں۔ لیکن حسن بن زید نے انکو لیپا کرکے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرہی لیا۔ اسی واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے جاتی رہتی ہے اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے آج اسکو خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے تو کلہ اوسکو۔ غرض یہی داعی خراسان کی حکمرانی او لٹ پلٹ کرتا ہے تا آنکہ یعقوب صفار خراسان کو اسکے قبضہ وتصرف سے نکال لیتا ہے۔ بعد اس کے حسین ۲۵۹ھ میں قومس پر اس سے قبضہ حاصل کرلیتا ہے۔

طبرستان پر صفار کا قبضہ عبداللہ سنجری اور یعقوب بن لیث صفار میں دربارہ ریاست سجستان ایک مدت سے چل رہی تھی پس جس وقت یعقوب کو سجستان کی حکومت ملگئی عبداللہ سنجری نے نیشاپور میں جاکے محمد بن طاہر سے پناہ طلب کی۔ محمد بن طاہر نے پناہ دی۔ بعد چندے جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر فوجکشی کی تو عبداللہ سنجری حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جاکے قیام پذیر ہوا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو طلب کیا حسن بن زید نے دینے سے انکار کیا۔ اس بناء پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن پر فوجکشی کی اور حسن کو لڑکر ہزیمت دیدی حسن شکست کھاکے دیلم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ سنجری نے رے میں جاکے دم لیا۔ یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ حاصل کرلیا اور سال بھر کی مالگذاری بھی وصول کرلی۔ بعد ازاں حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا اتفاق وقت سے راستہ بھول کے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پڑا مینہ اور راستہ کے کیچڑ سے بہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچاکے واپس آیا دربار خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اسنے کئے تھے ان سب کو اطلاعاً لکھ بھیجا۔ اور عبداللہ

Marfat.com

سنجری کے تعاقب کو رے کی جانب کوچ کیا والی رے نے یہ خبر پاکے عبداللہ کو گرفتار کرکے یعقوب کے پاس بھیجدیا یعقوب نے اسکو قتل کرڈالا۔

بعد اس واقعہ کے ۲۶۱ھ میں حسن بن زید نے اپنی جمعیت درست کرکے طبرستان کی جانب پھر مراجعت کی اور یعقوب صفار کے عمال سے چھین لیا بعد اس کے سجستانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کی اور خراسان کو اسکے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابو طلحہ بن شرکب نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے سجستانی پر چڑھائی کردی۔ سجستانی بھی خم ٹھونک کے میدان جنگ میں آگیا۔ ۲۶۵ھ میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر کار سجستانی نے جرجان کو ابو طلحہ کے قبضہ سے نکال لیا بعد اسکے یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اسکے بھائی عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کو خروج کیا جیسا کہ انکے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور سجستانی سے چلگئی۔ حسن نے سجستانی پر فوجکشی کردی اس معرکہ میں سجستانی کو ہزیمت ہوئی۔ حسن نے جرجان پر قبضہ کرلیا سجستانی بھاگ کر آمد پہونچا۔ حسن نے بڑھ کے ساریہ پر قبضہ کرلیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ علیبی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مامور کرکے مراجعت کردی بعد اس کے حسن بن محمد نے حسن بن زید کی مرنے کی خبر مشہور کردی اور حکومت وسلطنت کا دعویدار ہو گیا۔ ایک جماعت نے اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد حسن بن زید ساریہ میں آگیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔

حسن کی وفات محمد کی حکومت

ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید والی طبرستان نے وفات پائی بجائے اس کے اسکا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا۔

پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد ازاں یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ وتصرف حاصل کیا بعد چندے احمد سجستانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے نکال لیا۔ بعد اس واقعہ کے یعقوب ۲۶۵ھ میں مر گیا بجائے اسکے اسکا بھائی عمرو کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور فوجیں مرتب کرکے خراسان

چڑھائی کر دی سجستانی اندلون خراسان مین تھا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں اور حسن داعی طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا تا آنکہ اس نے بھی وفات پائی بجائے اسکے اسکا بھائی محمد بن زید سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

انہیں واقعات کے اثنا میں موفق نے قزوین پر قبضہ کرلیا اور انتظاماً اپنے خادموں میں سے اذکوتکین کو متعین کیا اذکوتکین نے ۲۷۲ھ میں رے پر فوجکشی کی محمد بن زید، دیلم اور اہل طبرستان و خراسان کی ایک بہت بڑی فوج مرتب کرکے مقابلہ پر آیا۔ مگر باوجود کثرت فوج کے شکست کھاکے بھاگا چھ ہزار فوج کھیت رہی دو ہزار گرفتار کرلی گئی۔ لشکرگاہ لوٹ لیا گیا اور رے پر علم خلافت کا قبضہ ہو گیا اذکوتکین نے اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر و متعین کیا۔

پھر سجستان کا جام حیات لبریز ہوا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ کے ملک عدم کی طرف کوچ کیا۔ بجائے اس کے خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص سپہ سالاران طاہریہ سے متمکن ہوا محمد بن زید اور رافع سے اَن بَن ہو گئی۔ کچھ دنوں تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار ۲۸۱ھ میں باہم مصالحت ہو گئی، ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کے نام کا خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید بمقابلہ عمرو بن لیث کے رافع کا معین و مددگار رہے چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کی بابت ملامتانہ اور دھمکی کا خط تحریر کیا اسوقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش ہو رہا لیکن بعد چندے عمرو بن لیث نے رافع دبا لیا مگر پھر بھی محمد بن زید کی بیتوقیری روا، نہ رکھی اسکو اس قدر موقع دے دیا کہ یہ اسکے لئے طبرستان چھوڑ کے دیلم چلا گیا۔

محمد بن زید کی وفات

عمرو بن لیث نے خراسان پر قابض ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی سند حکومت عطا ہونیکی درخواست بھیجی دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسماعیل بن احمد

Marfat.com

سامانی تک پہونچی جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا۔ فوراً فوجیں آراستہ کرکے دریائے جیحون کو عبور کیا اور عمرو بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی لوٹ کر بخارہی گیا اور وہاں سے نیشاپور کو روانہ ہوا نیشاپور میں پہونچکے فوجیں درست کیں سامان جنگ فراہم کیا اور بقصد جنگ اسماعیل سامانی نیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہونچکے کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رک رہا۔ اسماعیل سامانی کو اسکی خبر لگی۔ جھٹ پٹ نہر بلخ کو عبور کرکے ہر چہار طرف سے شب ہی کیوقت ناکہ بندی کرلی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے اپنے کو اسمٰعیل سامانی کے محاصرہ میں پایا۔ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکلجانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخرالامر اسماعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا عمرو بن لیث اسکو غنیمت تصور کرکے اس طرف بڑھا۔ اسماعیل کے آدمیوں نے پہونچکے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر اسماعیل کے پاس لائے۔ اسماعیل نے ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کردیا۔ خلافت مآب نے جیل میں ڈالدیا اور اسماعیل کو ان شہروں کی بھی سند حکومت عطا فرمائی جو عمرو بن لیث کے قبضہ و تصرف میں تھے۔

جسوقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسماعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہونچی اس خیال سے کہ مبادا اسماعیل مجھ پر حملہ آور ہو فوجیں آراستہ کرکے طبرستان سے بقصد جنگ اسماعیل نکل کھڑا ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہونچا اسماعیل نے نصیحتاً اس لاحاصل خونریزی سے باز آنے کا خط لکھا۔ لیکن جب محمد نے انکاری جواب دیا تو اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ (محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں سے تھا رافع کے قتل ہونے پر عمرو بن لیث کی خدمت میں رہا اور بعد عمرو بن لیث کی گرفتاری کے اسماعیل سامانی کا مطیع اور ملازم ہوگیا) محمد بن زید اور محمد بن ہارون میں جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو ہزیمت ہوئی لیکن شکست کھا جانے کے بعد محمد نے اپنے پرزور حملہ سے محمد بن زید کو پسپا کردیا اسکا سارا لشکر بے ترتیبی کے

Marfat.com

ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک گروہ کثیر اسکے لشکر کا کام آگیا۔ اسکا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا جسکے صدمہ سے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اسکے لشکر گاہ کو لوٹ کے طبرستان کی جانب بڑھا اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا۔ نامہ بشارت فتح بزید کی معرفت اسماعیل کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسماعیل نے خوش ہو کے بخارا ہی میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی منصب اور جاگیر عطا کی۔

پھر ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی نے دیلم پر فوجکشی کی اسوقت اسکی زمام حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسماعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور اسیوقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی پھریرہ کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا تا آنکہ اطروش اس ملک میں ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد اس واقعہ کے زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی کی تھی اور اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ

اطروش۔ عمر بن زین العابدین کی اولاد سے تھا جو زمانہ خلیفہ معتصم میں طالقان کا داعی تھا۔ اسکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اطروش کا نام حسن تھا، علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا، بعد شہادت محمد بن زید، دیلم چلا گیا۔ تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا ہوا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا رہا اور محض ان لوگوں سے عُشر لینے پر اکتفا و قناعت کرتا رہا۔ اگرچہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اسکی مدافعت اور روک تھام کرتا جاتا تھا مگر پھر بھی دیلم کا ایک گروہ کثیر اسکے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم کے بلاد میں مسجدیں بنوائیں اور انکو مذہب شیعہ زیدیہ کی تلقین و تعلیم دی پس وہ لوگ اسی مذہب کے پابند ہوئے۔ بعد اس کے اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسمٰعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اسکے بیشمار احسانات تھے اسوجہ سے اہل

دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کی بابت عذر کیا چند دنوں بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو مامور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت برے برتاؤ کئے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ احمد سامانی نے اسکو معزول کر کے محمد بن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر واپس بھیجا۔ پھر بعد انتقال محمد بن نوح کے ابو العباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اسنے بھی اہل دیلم اور رؤسا طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے جس سے ان لوگوں کو ناراضی پیدا ہوئی۔ حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کو بڑا بھیجا حسن کی مانگی مراد برآئی۔ لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابو العباس یہ خبر پاکے مقابلہ پر آیا۔ سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے صف آرائی کی نوبت آئی ابو العباس کو ہزیمت ہوئی چار ہزار لشکر اس معرکہ میں کام آگیا بقیۃ السیف پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ ڈال دیا تا آنکہ محصورین نے امن کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امن دیدی اور آمدمیں پہونچکے پڑاؤ کر دیا بعد اسکے حسن بن قاسم بن علی بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید داعی مدینہ (اطروش کا داماد) آپہونچا اور کل پناہ گزینوں کو قتل کر ڈالا اطروش اسوقت موجود تھا۔

اطروش نے اس مہم سے فارغ ہو کے طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم اپنے کو "ناصر" کے لقب سے ملقب کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

ابو العباس شکست کھا کے رے چلا گیا اور پھر رے سے بغداد کی طرف کوچ کیا بعد اس کے ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکلکے سالوس میں پڑاؤ کیا ابو العباس کو اسکی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آگیا دونوں حریفوں میں گھمسان لڑائی ہوئی حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اسکو ہزیمت دیدی بعد ازاں سعید بن نصر بن احمد نے بسر افسری عساکر خراسان اطروش پر ۳۰۴ھ میں حملہ کیا اور شکست دیکے اسکو قتل کر ڈالا۔

اطروش کے مارے جانے کے بعد اسکا داماد اور اسکے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائیگا۔

Marfat.com

اطروش کے تین بیٹے تھے ابو القاسم، حسن، اور حسین، اسکے لشکر کے کل سپہ سالار اور سردار دیلمی تھے - ازاں جملہ لیلی بن نعمان (اسکو اطروش کے داماد حسن نے بعد اطروش کے جرجان پر مامور کیا تھا) اور ماکان بن کالی تھا۔ یہ استر آباد میں حکمرانی کرتا تھا) اسکے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ سے اسفار بن شیرویہ (یہ ماکان کے ہمراہیوں سے تھا) سبکری اور مرداویج تھا۔ یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور رسولویہ مرداویج کا ہمراہی اور مصاحب تھا۔ ان سبھوں کے حالات آئندہ تحریر کیے جائیں گے۔

حسن بن قاسم، اطروش کا داماد، ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا اسی وجہ سے "داعی صغیر" کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں سپہ سالاران دیلم سے لیلی بن نعمان کو جرجان پر مامور کیا۔ اسکو اسکی قوم میں بہت بڑا اعزاز و افتخار حاصل تھا اطروش اور اولاد اطروش اسکو "المویدلدین اللہ المنتصر لال رسول اللہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے ان دنوں خراسان کی زمام حکومت نصر بن احمد سامانی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسکی سرحد طبرستان کی طرف سے دامغان تک تھی بنی سامان کا ایک غلام قراتکین نامی اس سرحد پر مامور تھا اس سے اور لیلی بن نعمان سے جھگڑا ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار لیلی نے اسکو شکست دیدی اس واقعہ سے اسکی عظمت و شوکت بڑھ گئی قراتکین کا غلام فارس بھی اسکے پاس چلا گیا اسنے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنی بہن کا عقد اس سے کر کے رشتہ مصاہرت قایم کر لیا بعد اسکے ابو القاسم بن حفص ہمشیر زادہ احمد بن سہل سپہ سالار ملوک سامانیہ نے جبکہ اسکے ماموں (احمد) کا کارخانہ درہم برہم ہوا امن کی درخواست کی لیلی نے امن دیکے اپنے پاس بلا لیا۔ بعد چندے حسن بن قاسم داعی صغیر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی طیاری کی چنانچہ ابو القاسم بھی اس کے ہمراہ اس مہم پر گیا۔ قراتکین والی نیشاپور سے اور اس سے لڑائی ہوئی۔ قراتکین شکست کھا کے بھاگا حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سکہ جاری کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن نصر نے بخارا سے اپنی فوجیں بسر افسری اپنے نامور سپہ سالار حمویہ بن علی لیلی

بن نعمان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیں۔ محمد بن عبید اللہ بلعی ابو جعفر صعلوک، خوارزم شاہ، سیجور دوانی اور بقراخان وغیرہم نامی نامی سپہ سالار اس مہم پر حمویہ کے ساتھ گئے تھے مقام طوس میں لیلی کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان لڑائی ہوئی کھیت حمویہ کے ہاتھ رہا لیلی شکست کھا کے آمد پہونچا اور اس بے سروسامانی و پریشانی سے آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی نہ کر سکا بقراخان نے پہونچکے گرفتار کر لیا۔ دیلمی فوج نے مجبورانہ امن کی درخواست پیش کی امن دیدی گئی مگر بعد کو حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کر دیا تب انلوگوں نے اسکے سپہ سالاروں کے دامن عاطفت میں جاکے پناہ لی۔ بعد ازاں لیلی پیش کیا گیا حمویہ نے اسکا سر اوتار کے ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں دارالخلافت بغداد کو نامہ بشارت فتح کے ساتھ روانہ کر دیا باقی رہا فارس، قراتکین کا غلام، وہ بدستور جرجان میں رہا۔

طبرستان میں علویہ کی امارت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ۳۰۴ھ میں حسن اطروش کے قتل کے بعد طبرستان میں اسکا داماد حسن بن قاسم موسوم بہ "داعی صغیر" ملقب بہ ناصر سے پر حکومت پر متمکن ہوا۔

بعضے کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم، حسن بن اطروش کا بھائی تھا جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم، اطروش کا داماد اور حسین بن زید والی مدینہ کے خاندان سے تھا اسکا نبیرہ محمد بطحانی بن قاسم بن حسن، حسن بن قاسم کا مورث وجد اعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش بوقت قتل اپنے باپ اطروش کے استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت وسلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکی طرف سے ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔ پس جب لیلی بن نعمان والی جرجان نے قراتکین کو ہزیمت دی اور قراتکین کا غلام فارس نامی لیلی کے پاس چلا آیا اور ابو القاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلی کی خدمت میں آگیا اسوقت سعید بن نصر سامانی والی خراسان نے اپنے نامور سپہ سالار سیجور دوانی کو چار ہزار سوار کی جمعیت سے جرجان کے محاصرہ پر روانہ کیا چنانچہ سیجور کئی مہینے جرجان کا محاصرہ کئے رہا۔ جرجان میں محصور ہو کے

ساتھ حسن اور سرخاب بن وہشودان برادر عم زاد ماکان بن کالی امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت محاصروں نے محصوروں پر شدت شروع کی اس وقت حسن و سرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لیکے محاصرہ توڑ کے نکل آئے۔ سیجور کو اولاً ہزیمت ہوئی محصوروں نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا ادھر کمینگاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکلکے دیلمی فوج پر حملہ کر دیا اُدھر سیجور نے بھی پلٹ کے یلغار کیا۔ دیلمی فوج پھر محاصرہ میں آگئی تقریباً چار ہزار دیلمی فوج کام آگئی حسن براہ دریا بھاگ کے استرآباد پہونچا بعد ازاں سرخاب بھی بحال پریشان استرآباد میں آیا دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کے اپنی اپنی قسمتوں کو پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتحمند گروہ کو لئے ہوئے جرجان میں ٹھہرا رہا۔ بعد چندے سرخاب مرگیا حسن نے ماکان بن کالی کو استرآباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ساریہ کا راستہ لیا۔

حسن کے چلے آنے کے بعد دیلمیوں نے مجتمع ہو کے ماکان بن کالی کو اپنا امیر بنایا سعید بن نصر سامانی کو اسکی خبر لگ گئی ایک عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرہ اور سرکوبی کو بھیجدی چنانچہ یہ فوج ایک مدت تک ماکان بن کالی کا محاصرہ کیئے رہی آخر کار ماکان بن کالی استرآباد کو اسکے محاصروں کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلتا پھرتا نظر آیا۔ فوج محاصر نے استرآباد میں داخل ہو کے قبضہ حاصل کر لیا۔ اور بقراخان کو استرآباد کی حکومت پر مامور کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف معاودت کی بعد اسکے سنہ ۳۱۶ھ میں ماکان بن کالی نے استرآباد کو بقراخان کے قبضہ سے نکال لیا بعدہ جرجان پر بھی قابض و متصرف ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان و شوکت سے ٹھہرا رہا۔

پھر بعد اس کے اسفار بن شیرویہ جرجان پر قابض ہو کے استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا سبب یہ پیدا ہوا کہ اسفار بن شیرویہ ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور جان نثار سپہ سالاروں سے تھا مگر کسی وجہ سے ماکان بن کالی کو اسفار سے ناراضی اور کشیدگی پیدا ہوئی اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیرویہ ملوک سامانیہ میں سے ابوبکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اسکی خدمت میں رہنے لگا۔ بعد چندے ابوبکر نے اسفار کو بسرافسری ایک فوج کے جرجان کے فتح کرنے

Marfat.com

کو روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ماکان طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابوالحسن علی کو مامور کر گیا تھا ایک روز شب کیوقت ابوالحسن نے ابوعلی حسین بن اطروش کے مار ڈالنے کا قصد کیا اتفاق یہ کہ ابوعلی کو اسکا احساس ہو گیا ابوالحسن کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور مکان سے نکلکے ایک گوشہ عافیت میں روپوش ہو گیا۔ اگلے دن سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو طلب کرکے اس واقعہ سے مطلع کیا ان لوگوں نے ابوعلی حسین کو اس حادثہ جانکاہ سے محفوظ رہنے کی مبارکباد دی اور بطیب خاطر اسکی حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سرداری عنایت ہوئی۔ بعد اسکے ان لوگوں نے متفق ہوکے اسفار بن شیرویہ کو اپنی امداد واعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار ابوبکر بن محمد سے اجازت حاصل کرکے ان لوگوں کے پاس آیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر ماکان بن کالی تک پہونچی فوجیں مرتب کرکے چڑھائی کر دی دونوں فریق میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار ماکان کو شکست ہوئی اور اسفار وعلی بن خورشید وغیرہما نے طبرستان پر قبضہ کرکے ابوعلی حسین کو لاکے وہیں ٹھہرایا۔ چندے ابوعلی حسین طبرستان مین مقیم رہا۔

اس واقعہ کے بعد ہی علی بن خورشید نے وفات پائی۔ ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آگیا لشکر آراستہ کرکے دوبارہ اسفار پر فوجکشی کر دی مقام طبرستان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اسفار نے شکست کھاکے ابوبکر بن محمد کے پاس جرجان میں جاکے دم لیا اور وہیں ٹھیرا رہا تاآنکہ ۳۱۵ھ میں اسنے انتقال کیا۔ پس نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی عنان حکومت عنایت کی۔ اسنے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیکے مرداویج بن دینار (یا زیار) جبلی کو سردار لشکر مقرر کرکے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مرداویج نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور ایک مدت قلیل میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ومتصرف ہو گیا۔ اسی زمانہ میں حسن بن قاسم داعی اور اسکا سپہ سالار لشکر ماکان بن کالی دیلمی رے، قزوین، زنجان، ابہر اور قم وغیرہ پر قابض اور دخیل ہو چکا تھا حسن اور ماکان یہ خبر پاکے مرداویج کے قبضہ سے طبرستان کے چھڑانے کو دوڑے اسفار بھی فوجیں آراستہ کرکے میدان جنگ میں آگیا۔ ماکان اور حسن بن قاسم داعی شکست کھ

Marfat.com

بھاگا چونکہ اسکی سختی مزاج اور ذرا ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی وجہ سے ہمراہیوں میں بددلی پیدا ہوگئی تھی اسوجہ سے ہمراہیوں نے اسی بھگدڑ میں ساتھ چھوڑ دیا۔ اور فتحمند گروہ نے پہونچکر مار ڈالا۔ بعد ازاں ہزیمت خوردہ لشکر نے ایک مقام پر مجتمع ہوکے رؤسا جبل سے ہذرسیدان کو امیر لشکر اور حسن داعی کی گرفتاری اور بجائے اسکے ابوالحسن بن اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا ہذرسیدان مرداویج اور وشکین کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہونچگئی۔ داعی معہ اپنے سپہ سالاروں کے ابوالحسن سے ملا اور اسکو معہ اون لوگوں کے جو شریک جلسہ شوریٰ تھے اپنے محلسرا میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جوں ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کرکے ڈھیر کردیا۔ اس باعث سے دیلمیوں کو اس سے نفرت وکشیدگی پیدا ہوئی اور موقع پاکے دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اسفار نے بلا مزاحمت ومخاصمت طبرستان، رے، جرجان، قزوین، زنجان، ابہر قم اور کرج پر قبضہ حاصل کرلیا اور ملوک بنی سامان والی خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑدیا خود تو ساریہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو سند امارت عطا کرکے آمد روانہ کیا ہارون کا میلان طبعی ابوجعفر کی طرف تھا جو ناصر بن اطروش کی اولاد سے تھا اسنے آمد میں پہونچکے ابوجعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ابوجعفر نے خوش ہوکے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے اسکا عقد کردیا اور جلسہ عقد میں خود بھی معہ اور علویوں کے شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع ہوگئی۔ عین عقد کے روز دفعۃً آمد پر حملہ کردیا اور ابوجعفر کو معہ اور سرداران علویہ کے گرفتار کرکے بخارا لایا اور وہیں پر ان سبھوں کو قید کردیا تا آنکہ اس کے ایک مدت کے بعد قید کی مصیبت سے ان لوگوں نے رہائی پائی۔

بعض مورخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی (اطروش کے داماد) کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور "الناصر" کا لقب دیا گیا اسنے اپنی حکومت کے بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ حاصل کیا اور اس سے پیشتر دیلم نے جعفر بن اطروش کا غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا تھا اور اسکے مطیع ہوگئے تھے پس داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کی اور جعفر کے قبضہ

Marfat.com

سے اسکو نکال لیا۔ جعفر بھاگ کر دباوند پہونچا علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی بن وہشودان بن حسان والی دیلم کے پاس بھیجدیا یہ اُسکے ایک صوبہ کا والی تھا۔ چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈالدیا پس جب علی بن احمد مارا گیا تو علی بن وہشودان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ جعفر نے دیلم میں پہونچکے فوجیں مرتب کیں اور اسکو مسلح و آراستہ کر کے پھر طبرستان کیطرف بقصد فتح و قبضہ معاودت کی۔ حسن یہ خبر پا کے بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا بعدہ جعفر نے وفات پائی تب ابوالحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی جو اسکے بھائی حسن کا بیٹا تھا پس جب ماکان بن کالی پر یہ امر منکشف ہوا تب اسنے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اسنے حسن بن احمد (یہ جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کی غرض سے نظر بند کر دیا جہاں کہ اسکا بھائی ابوعلی قید تھا۔ حسن نے ایک روز ابوعلی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لیلی۔ اس بنا پر ماکان سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہونچا اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہہ کے ملک عدم کا راستہ لیا بعد اسکے اسکے بھائی ابوجعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی ماکان نے رے سے اسپر فوج کشی کی ابوجعفر نے آمد کو خیرآباد کہہ کے ساریہ کی طرف کوچ کیا۔ اسوقت ساریہ میں اسفار بن شیرویہ موجود تھا ابوجعفر اور اسفار میں معرکہ آرائیاں ہوئیں شکست ابوجعفر کے ہاتھ رہا میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا جرجان میں جاکے ابوبکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ بعدازاں ماکان نے ابوالقاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی حسن داعی نے یہ خبر پاکے مرداویج سے اپنے ماموں سیاہ ب بن بندار کا بدلہ لینے کو رے پر فوجکشی کی (یہ شخص ۲۱۲ھ میں جرجان کا داعی تھا) اور ماکان نے دیلم کیطرف مراجعت کی طبرستان پر قبضہ کیا۔ یہیں پر ابوعلی ناصر بن اسمٰعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اسنے بیعت کی زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ابوعلی نے وفات پائی ابوجعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن اطروش اس واقعہ کے بعد ہی دیلم کی طرف چلا گیا تاآنکہ مرداویج نے رے پر قبضہ کر لیا۔ پس اسنے ابوجعفر کو دیلم سے خط و کتابت کر کے بلا لیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ پھر جب اسنے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور ماکان کو طبرستان

Marfat.com

سے نکال باہر کیا تو اسنے اسی ابو جعفر کی امارت کی بیعت کی اور "صاحب القلنسوہ" کے لقب سے ملقب کیا پھر جب یہ مرگیا تو اسکے بھائی کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی "اور الثائر" کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دیلمیوں میں مقیم رہا۔ سنہ ۳۳۶ھ میں اسنے جرجان پر چڑھائی کی اسوقت جرجان کی عنان حکومت۔ رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ اقتدار میں تھی اس نے اس طوفان کے روک تھام کرنے کو ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر سے معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک سخت اور عام خونریزی کے بعد ابن عمید کو فتحیابی نصیب ہوئی۔ الثائر شکست کھا کے پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں پر دیلمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اور ملوک عجم اسکے نام کا خطبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ سنہ ۳۵۰ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس بعد اس نے وفات پائی تب اسکے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لیگئی۔ "الناصر" کا لقب دیا گیا۔ بعد چندے لیکوبن وشمگیر بادشاہ جبل نے اسکو گرفتار کرکے خلفاء بغداد کے سپہ سالاروں کے حوالہ کردیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت وامارت ان ممالک وجبال سے منقرض ومعدوم ہوگی والبقاء للہ وحدہ۔

دولت اسماعیلیہ

پہلے ہم ان میں سے اُن عبیدیوں کے حالات احاطہ تحریر میں لائینگے جنہوں نے قیروان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور انکی اُس دولت وحکومت کے تذکرے تحریر کرینگے جو مشرق ومغرب میں تھی۔

ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر انکے مذہب کی داستان شیخین اور کل صحابہ سے برات کرنے کی وجہ اس سبب سے کہ ان لوگوں نے حسب زعم انکے باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کی وصیت علی کے حق میں کرگئے تھے، علی کو چھوڑ کے شیخین کی امامت کی بیعت کرلی تھی بالتفصیل بیان کرآئے ہیں۔ اسی سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ شیعوں کے کل فرقے تفضیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زیدیہ کو امامت ابوبکر سے کوئی دقت نہیں واقع ہوتی کیونکہ زیدیہ کے نزدیک امامت مفضول بحالت موجودگی شخص افضل کے جائز ہے۔ اور نہ کیسانیہ کے اعتقادیات میں اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس سبب سے

Marfat.com

کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں ہیں پس کوئی دقت ابوبکر کی امامت سے واقع نہوئی - اہل نقل وارباب سیر اس وصیت سے انکار کرتے ہیں درحقیقت یہ امامیہ کی موضوعات اور انکی مفتریات سے ہے - اور کبھی امامیہ رافضی کے نام سے بھی موسوم کئے جاتے ہیں - وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جسوقت زید شہید نے کوفہ میں علم حکومت کے خلاف خروج کیا اور شیعوں نے ان کے پاس آمد و رفت شروع کی اسی زمانہ میں ایک روز شیعوں نے شیخین کی بابت جناب موصوف سے بحث و مباحثہ شروع کیا اور یہ کہتے گئے کہ شیخین نے علی پر بڑا ظلم کیا کہ خلافت سے انکو محروم کرکے آپ خلیفہ و امیر بن بیٹھے جناب موصوف نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضی اور بیزاری ظاہر کی شیعہ بولے "اچھا تو آپ پر بھی کسی نے ظلم نہیں کیا اور خلافت و امارت میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے" شیعہ یہ کہکر چلے آئے اور انکی رفاقت ترک کردی - پس اسیوجہ سے رافضی کے نام سے موسوم ہوئے (رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے متبع اور رفاقت میں رہے وہ لوگ زیدیہ کہلائے -

امامیہ کے نزدیک علی کے بعد حسن امام ہوئے بعد ازاں حسین پھر انکے بیٹے علی زین العابدین بعدہ انکے بیٹے محمد الباقر بعدہ جعفر الصادق یکے بعد دیگرے وصیت کے مطابق عہدۂ امامت سے ممتاز ہوتے گئے یہ چھ آئمہ ہیں جنکی امامت میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا - پھر بعد جعفر صادق کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ اثنا عشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ - اثنا عشریہ اسوقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور انکا مذہب یہ ہے کہ جعفر صادق سے امامت منتقل ہوکر انکے بیٹے موسی کاظم کی طرف آئی - بعد انتقال انکے باپ (جعفر صادق) کے ایلچیوں نے خروج کیا - ہارون الرشید کو اسکی خبر لگی چنانچہ انکو مدینہ منورہ سے گرفتار کرکے عیسی بن جعفر کے پاس قید کیا - بعد چندے بغداد بھیجدیا اور ابن شاہک کی نگرانی میں محبوس رکھا - بیان کیا جاتا ہے کہ یحیی بن خالد نے موسی کاظم کو انگوروں میں زہر دیدیا تھا جس سے انکی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۱۸۳ھ کا ہے - شیعوں نے موسی کاظم کے بعد انکے بیٹے علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا - علی رضا بنی ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھے انکا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں منقضی ہوا ۲۰۱ھ میں جبکہ

طالبیوں کے دُعاۃ (ایلچی) ظاہر ہوئے اور ہر چہار طرف سے اِن لوگوں نے خروج کرنا شروع کیا اُس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو بوجہ ان پولیٹکل پیچیدگیوں کے اپنا ولیعہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا عباسیہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر حکومت وخلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون سے منحرف ہوگئے خلیفہ مامون کو اسکی اطلاع ہوئی خراسان سے عراق کیجانب کوچ کیا اور علی رضا ہمراہ تھے اثنار راہ میں اتفاق وقت سے ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے۔ طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون نے ان کو زہر دلا دیا تھا۔ روایت کیجاتی ہے کہ خلیفہ مامون ایکروز بحالت علالت علی رضا کی عیادت کرنے کو گیا تھا علی رضا سے خطاب کر کے بولا "آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے" جواب دیا "دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمکو آیندہ ندامت ہو" میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون خونریزی ناحق علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرا اور پاک و صاف ہے الغرض شیعوں نے بعد وفات علی رضا یہ گمان کیا کہ ان کے بعد انکے بیٹے محمد تقی امامت پر مامور ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں انکی بھی بڑی آؤبھگت تھی ۲۰۴ھ میں اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا تھا ۲۲۰ھ میں انہوں نے وفات پائی اور مقابر قریش میں دفن کیے گئے۔ اثنا عشریہ شیعہ نے یہ زعم کیا کہ انکے بعد انکے بیٹے علی ملقب "بہ ہادی" امام ہوئے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں ۲۵۴ھ میں انہوں نے بھی انتقال کیا قم میں مدفون ہوئے ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ معتضد نے انکو زہر دلوا دیا تھا انکے بعد شیعہ اثنا عشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ انکے بیٹے حسن ملقب بہ عسکری امامت کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ کیونکہ یہ سرمن رائے میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے موسوم ہوتا تھا حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کیے وہیں قید کر دیا تا آنکہ ۲۶۰ھ میں مر گئے اور مشہد میں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ حسن عسکری بوقت وفات اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے جس سے بعد وفات حسن عسکری محمد پیدا ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں اپنے باپ کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے شیعوں نے یہ گمان کیا

کہ بعد اپنے باپ کے یہی امام ہوئے یہ لوگ "مہدی" اور "حجت" کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے اور نہ مرینگے اسوقت تک ان کے آنے کا یہ انتظار کرتے ہیں اور اسی انتظار کیوجہ سے کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے علیؓ کی اولاد میں بہ نسلہ خط مستقیم یہ بارہویں ہیں اور اسی مناسبت سے انکے گروہ والے اثنا عشریہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس مذہب والے مدینہ منورہ کرخ، ہشام، حلہ، اور عراق میں ہیں اسوقت تک جیسا کہ ہمکو معلوم ہوا ہے نماز مغرب پڑھ کے ایک گھوڑا معہ جملہ ساز وسامان کے غار سرمن رائے پر لیجاتے ہیں اور یہ آواز متوسط نہ زیادہ بلند اور نہ زیادہ پست سے پکارتے ہیں "ایها الامام اخرج الینا فان الناس منتظرون والخلق حائرون والظلم عام والحق مفقود فاخرج الینا فنقلب الرحمۃ من اللہ فی آثارک انہیں فقروں کو مکرر سہ کرر کہے جاتے ہیں تا آنکہ ستارے کنارہ آسمان پر نکل آتے ہیں اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آتے ہیں اور شب آیندہ کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور روبہ کو پورا کرکے چلے آیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل ونادانی پر مبنی ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کرتے ہیں جسکی موت کا بوجہ طول زمانہ یقین ہوچکا ہے۔ لیکن تعصب نے انکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے اُن کو اس امر پر اُبھارا ہے۔ کبھی یہ لوگ اس امر کی تردید میں خضر کا قصہ پیش کردیا کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی قصہ باطل اور بے بنیاد ہے صحیح یہ ہے کہ خضر کا انتقال ہوچکا ہے زندہ نہیں ہیں

[فرقہ اسماعیلیہ کا یہ زعم ہے کہ بعد جعفر صادق کے آپ کے بیٹے اسماعیل کو امامت ملی۔ اسماعیل کا انتقال جعفر صادق کے پہلے ہوچکا تھا۔ ابوجعفر منصور خلیفہ نے ان کو طلب کیا تھا عامل مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پاچکے ہیں۔ اسماعیلیہ اسماعیل کو منصوص بالامامت اسوجہ سے سمجھتے ہیں کہ امامت کا عہدہ انہیں کی اولاد میں باقی رہجائے اگرچہ انکا انتقال قبل وفات انکے باپ جعفر صادق کے ہوچکا تھا جیسا کہ موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہما) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اور یہ اُن سے

نوٹ۔ ہندوستان میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ مترجم

پیشتر انتقال کر گئے تھے اسماعیلیہ کے نزدیک نفس کا مرجع سوائے انکے کوئی نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا ازسرنو آغاز کرنا اللہ تعالی پر محال ہے۔ محمد بن اسماعیل کے بارے میں اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ آیمہ طاہرین کی ساتویں عدد کو یہ پورا کرتے ہیں اور آیمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آیمہ کبھی روپوش ہو جاتے ہیں اور انکے دُعاۃ (ایلچی) ظاہرا تبلیغ احکام کیا کرتے ہیں۔ آیمہ مستورین تین ہیں۔ دنیا کسیوقت امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام وقت خواہ ظاہر بذاتہ ہو یا مستور و روپوش۔ اگر روپوش و مستور ہوگا تو اسکی نشانیاں ظاہر ہونگی اور اسکے دُعاۃ بنظاہر تبلیغ احکام کرتے ہونگے۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ یہ بلحاظ عدد ایام ہفتہ اور آسمانوں اور ستاروں کے آیمہ بھی سات ہی ہونگے اور نقیبوں کی تعداد بارہ ہوگی۔

اسماعیلیہ کے نزدیک اول آیمہ مستورین محمد بن اسماعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں بعدازاں ان کے بیٹے جعفر المصدق بعدہ انکے بیٹے محمد الحبیب پھر انکے بیٹے عبید اللہ المہدی صاحب حکومت افریقیہ ومغرب ہے جسکی حکومت و سلطنت کا بانی اور قایم کرنے والا ابو عبداللہ شیعی ہے جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا اسی فرقہ اسماعیلیہ سے قرامطہ بھی ہیں جنکی حکومت و دولت بحرین میں تھی جنکا سردار ابو سعید جنابی تھا بعدازاں ابوالقاسم حسین بن فرخ بن حوشب کوفی ہوا جو محمد الحبیب اور اسکے بیٹے عبداللہ موسوم بہ منصور کی طرف سے یمن کا داعی تھا یہ شخص پہلے فرقہ اثنا عشریہ سے تھا جسوقت ان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی تب یہ اسماعیلیہ کے عقاید کا پابند ہو گیا۔

محمد الحبیب نے ابو عبداللہ کو اپنا ایلچی بنا کے یمن روانہ کیا تھا پس جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعاء نے ملکداری سے توبہ کر کے زہد و گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے تو یہ یمن میں داخل ہوا۔ اسوقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسی نامی قبیلہ عدن لاعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا اور شیعوں کا رئیس و سردار تھا۔ طاہر بن حوشب اسکی حکومت کا ناظم و منصرم تھا امام محمد نے اسکو ایک خط لکھا جسمیں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولیعہد بنا نا تحریر کیا تھا اور اسکو جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور تمام سرزمین یمن

میں اس اعتقاد کو پھیلا دیا۔ فوجیں مرتب کیں۔ مدائن اور صنعاء کو مفتوح کیا بنی یعفر کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلچیوں کو یمن، یمامہ، بحرین، اسندھ، ہند، مصر اور مغرب کیطرف روانہ کیا۔ بظاہر آل محمد کی حمایت کی دعوت دیتا تھا اور در پردہ کہا کرتا تھا کہ محمد بن الحبیب امام زماں روپوش ہیں تا آنکہ رفتہ رفتہ کل ملک یمن پر مستول و غالب ہو گیا۔ عبیداللہ المہدی کے ایلچیوں میں سے ابو عبداللہ شیعی صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کے افریقیہ گیا تھا۔ کتامہ میں پہونچکے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ عظیم پایا۔ یہ مذہب کتامہ میں اسوقت سے تھا جب سے کہ جعفر صادق نے اپنے ایلچیوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے افریقیہ میں پہونچکے قیام کیا اور اس دعوت و مذہب کو خاطر خواہ پھیلایا بربریوں کا ایک گروہ جو زیادہ تر کتامہ سے تھے اس دعوت و مذہب میں شریک و داخل ہو گیا پس جب ابو عبداللہ شیعی عبیداللہ المہدی کا ایلچی سرزمین افریقیہ میں داخل ہوا اور اس مذہب سے کتامہ کو متمذہب پایا تو وہ انکی تعلیم میں مصروف ہوا اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا تا آنکہ اسکا مقصود حاصل ہو گیا اور عبیداللہ المہدی کی امامت و امارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی انکے حالات بیان کئے جائینگے۔

دولت علیدیہ خاندان حکومت عبیدیوں کا پہلا حکمران عبیداللہ المہدی بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا اہل قیروان وغیرہم میں سے جن لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ وہ محضر قابل وثوق ہے جو دارالخلافت بغداد میں عہد خلافت خلیفہ قادر میں اس نسب کے قدح و طعن کی بابت طیار کیا گیا تھا اور اسپر نامی نامی علماء کے دستخط ثبت کئے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدرار کے پاس سجلماسہ اسکی گرفتاری کی بابت روانہ کیا گیا تھا جبکہ یہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے اور شریف رضی کے اشعار اسپر رجسٹری کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے محضر پر بطور شہادت اپنا اپنا دستخط کر دیا تھا وہ شہادت سمعی ہے اور سمعی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے تجھسے مخفی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ عرصہ ایک صدی سے شیعان بنی عباس، جو ان

Marfat.com

عبیدیوں کے حریف مقابل تھے بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کی بابت بوجہ مخالفت و رقابت رد و قدح کر رہے تھے۔ پس عوام الناس نے حکومت و سلطنت کا مذہب اختیار کر لیا اور اسی بنا پر بحکم ؎ اگر شہ روز را گوید شب است این ٭ بباید گفت اینک ماہ و پروین ٭ بطور شہادت کے محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے باوجودیکہ یہ شہادت نفی کی تھی مگر پھر بھی فطرۃً بوقت ظہور ان عبیدیوں کے لوگوں نے حتی کہ اہل مکہ و مدینہ نے بھی انکی اطاعت قبول کی اور یہ امر انکے صحت نسب کی قوی ترین دلائل سے ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسباً یہودی یا نصرانی بنایا ہے اور میمون قداح وغیرہ کی جانب ان کو منسوب کیا ہے ان کو اس افتراء پردازی اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

ان عبیدیوں کے ہواخواہ اور گروہ والے مشرق، یمن، اور افریقیہ میں تھے شروع شروع انکا ظہور افریقیہ میں حلوانی اور ابوسفیان کے جانے سے ہوا جو ان کے ہواخواہ اور جتھے کے تھے اور جنکو جعفر صادق نے افریقیہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب میں زمین شور ہے تم لوگ جا کر اسکو قابل زراعت بناؤ یہانتک کہ کاشتکار اصلی بیج لیکے آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابوسفیان سرزمین مغرب میں گئے ایک نے شہر مرمجہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات سے تھے۔ انہیں دونوں کے توسط سے ان بلاد میں اس مذہب کا شیوع ہوا۔ اس وقت تک محمد الحبیب مقام سلمیہ زمین حمص میں قیام پذیر تھا اس کے گروہ والے جس وقت حسین بن علی کی قبر کی زیارت کو آیا کرتے تھے تو اسکی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے ایک مرتبہ یمن سے محمد بن فضل قبیلہ عدن لاعہ سے محمد الحبیب کی زیارت کو آیا واپسی کیوقت محمد الحبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے رستم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کے قایم کرنے اور پھیلانے کی غرض سے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے جس قدر جلد ممکن ہو اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہونچکے آل محمد کے مہدی کی ان اوصاف کے ساتھ جو ان کے یہاں مشہور او معروف ہیں دعوت دینے لگا رفتہ رفتہ اکثر بلاد یمن پر مستولی ہو گیا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب و موسوم کیا کوہ لاعہ میں ایک قلعہ بنوایا بنی یعفر سے صنعا کو

Marfat.com

چھین لیا۔ یمن، یمامہ، بحرین، استارہ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلچیوں کو روانہ کیا
ابو عبداللہ حسن بن محمد بن زکریا معروف بہ "محتسب" (یہ بصرہ میں محتسب تھا اور بعض کہتے ہیں
کہ یہ محتسب نہیں تھا بلکہ اسکا بھائی ابوالعباس مخطوم محتسب تھا اور یہ ابو عبداللہ "معلم" کے
لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ یہ لوگوں کو مذہب امامیہ کی تعلیم دیا کرتا تھا) محمد الحبیب
کی خدمت میں سلمیہ میں حاضر ہوا محمد الحبیب نے ابو عبداللہ کو لائق اور اہلیت کا آدمی دیکھ کے رستم
کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیجدیا اور یہ ہدایت کردی کہ بعد تعلیم حاصل کرنیکے سرزمین مغرب
میں جاکے شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلائے۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے رستم کی صحبت میں شب و روز
رہ کے علم و کمال حاصل کیا بعد ازاں حاجیان یمن کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں کتامہ کے رئیسوں
اور سرداروں موسیٰ بن حریث سردار بنی سکان، (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابوالقاسم ورجومی،
(جو ان کے اخلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن بلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہم سے ملاقات کی۔
یہ لوگ اس کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اسکی عبادت و ریاضت کو دیکھ کے کچھ ایسا گرویدہ خاطر ہوئے
کہ اسکی صحبت کو فلاح دارین و نجات کا وسیلہ تصور کرکے روانگی کے وقت بمنت و خوشامد اپنے
ہمراہ ملک مغرب لیجانے کی درخواست کی۔ ابو عبداللہ ایک چالاک زیرک آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں
سے انکی قوم کی حالت دریافت کی انکے گروہ بندیوں کے حالات پوچھے، شہروں کی کیفیت استفسار
کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمران کون ہے اسکی کیا کیفیت ہے۔ ان لوگوں نے کل حالات بتلائے
بعد ازاں ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا اقرار لیا۔ ان
لوگوں نے بخوشی خاطر ان سب شرائط کو قبول کرکے بادشاہ مغرب سے بھی اسکی اجازت دلا دینے
کا وعدہ کیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خیال کرکے کہ اب میرا کام ان لوگوں میں انہیں لوگوں کے ذریعہ سے
انجام کو پہونچ جائے گا سامان سفر درست کرکے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی طرف کوچ کردیا۔
ان لوگوں نے قیروان کا راستہ چھوڑ کے جنگل و بیابان کی راہ اختیار کی رفتہ رفتہ شہر سوماتہ پہونچے اس
وقت شہر سوماتہ میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔

Marfat.com

ابو عبداللہ شیعی نے اسی کے پاس قیام کیا چونکہ محمد بن حمدون نے اس سے پیشتر حلوانی سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کرلی تھی اسوجہ سے یہ سمجھ گئے کہ ہو نہو یہی صاحب امر ہے ابو عبداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار روز قیام کرنے کے بعد ابو عبداللہ نے معہ اپنے ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ محمد بن حمدون بھی ہمرکاب ہوا رفتہ رفتہ پندرہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ کو شہر کتامہ پہونچا اور موسی بن حریث کے مکان پر شہر انکجان میں جو بنی سکان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا قیام پذیر ہوا۔ بعد ازاں ابو عبداللہ کے قیام کے لیئے ایک مکان مقام فج الاخیار میں مخصوص اور معین کردیا گیا اس نے ان لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس امام زمان مہدی کی یہاں پر قیام کرنے کی نص موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کرکے اسی مقام پر چلے آئینگے اور ان کے انصار و معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہونگے اور وہ لوگ اس شہر کے رہنے والے ہونگے جنکا نام کتمان سے مشتق ہوگا تھوڑے دنوں میں اہل کتامہ کا ایک گروہ کثیر اسکے پاس مجتمع ہوگیا۔ بعض بعض علما بھی اس کے دام تزویر میں آگئے اب آہستہ آہستہ اسکا مذہب بڑھ چلا اور امامت اہل بیت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے ایک دوسرے کو کھلم کھلا حمایت آل محمد کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت کتامہ میں کم ایسے آدمی باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہے ہوں وہ لوگ اسکو ابو عبداللہ شیعی مشرقی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان واقعات کی اطلاع امیر افریقیہ ابراہیم بن احمد بن اغلب کو ہوئی دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا ابو عبداللہ نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کے لوٹا دیا۔ مگر روساء کتامہ کو ابراہیم کی مخالفت سے خطرہ پیدا ہوا موسی بن عیاش والی میلہ، علی بن حفص بن عسلوجہ والی سطیف اور ابن تمیم صاحب یلزمہ وغیرہم عمال بلاد کتامہ ابو عبداللہ کے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ اتنے میں یحیی مساکنی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لہیعہ، فرج بن حیران رئیس اجانہ اور ثمل بن بجل رئیس لطانہ آپہونچا ان لوگوں نے صلاح و مشورہ کرکے بیان بن صقلان رئیس بنی سکتان سے اس بابت خط و کتابت کی کہ ابو عبداللہ شیعی کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں یا کہ ابراہیم والی افریقیہ کے حوالہ کردیں اس وقت تک

Marfat.com

ابو عبداللہ شیعی مقام انکجان ہی میں مقیم تھا۔ بیان بن صقلان نے اس امر کو اہل علم کے شوریٰ پر محول کیا چنانچہ وہ لوگ علماء کے خدمت میں حاضر ہوئے بحث و مباحثہ ہوا لیکن کوئی امر طے نہوا۔ ابو عبداللہ اور اسکے ہمراہیوں کو اسکی اطلاع ہوگئی حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انکجان سے ہجرت کر کے اسکے پاس چلے جانے کی درخواست کی حسن نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

ابو عبداللہ معہ اپنے ہمراہیوں کے انکجان سے نکل کے شہر تازروت چلا گیا جو حسن کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں غسان کو دم پٹی دے کے اپنا معین و مددگار بنالیا۔ غسان اور کتامہ کے ان خاندان والوں نے ابو عبداللہ کی امداد و اعانت پر کمر ہمت باندھ لی جنہوں نے اس سے پیشتر اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس سے ابو عبداللہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینانی حالت سے بسر کرنے لگا۔ بعد اس کے حسن بن ہارون اور اسکے بھائی محمد میں باہم دربارہ حکومت و ریاست نزاع پیدا ہوگئی تھا اور مہدی بن ابی کمارہ سے مراسم اتحاد تھے مہدی نے باعث فساد ابو عبداللہ کو قرار دے کے محمد کو ابو عبداللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لمیعہ میں جھگڑا پڑ گیا ابو عبداللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا لمیعہ کو آمادہ فساد دیکھ کے حسن کو لمیعہ کے سر کرنے کی تحریک کی مہدی بن ابی کمارہ سردار لمیعہ کا بھائی ابو مدینی نامی ابو عبداللہ کے معتقدوں سے تھا اس نے موقع پاکے مہدی کو مار ڈالا اور خود بجائے اسکے لمیعہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے سے لمیعہ بھی ابو عبداللہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

ان واقعات کے بعد کتامہ نے مجتمع ہو کے ابو عبداللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور مرتب و مسلح ہو کے تازروت پر چڑھ آئے۔ ابو عبداللہ نے سہیل بن فوکاش کو شمل بن بجل رئیس لطانہ کے پاس امداد طلب کرنے کو بھیجا۔ شمل اور ابو عبداللہ میں رشتہ مصاہرت (سسرالی) قایم ہو گیا تھا شمل نے کتامہ کو ابو عبداللہ کی جنگ سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ چنانچہ ابو عبداللہ اور کتامہ میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابو عبداللہ کو فتح نصیب ہوئی کتامہ شکست کھا کے بھاگے عروبہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصائب میں مبتلا ہو گیا تھا اسی لڑائی سے بہتوں کے ہوش و حواس درست

ہو گئے غسان، یلزمہ، لہیعہ اور کل اجانہ نے ابو عبد اللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سہول کی عنان حکومت ماکنون بن ضیارہ اور ابو زاکی تمام بن معارک کے قبضہ اقتدار میں تھی اجانہ سے فرج بن حیران اور ربطانہ سے ثمل بن بجل وغیرہم جمیلہ چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابو عبد اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ بعد ازاں فتح بن یحییٰ اپنی قوم کو مجتمع کرکے ابو عبد اللہ سے لڑنے کو نکلا ابو عبد اللہ بھی یہ خبر پاکے آمادہ بجنگ ہو گیا ہر دو حریف میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابو عبد اللہ کو فتحیابی حاصل ہوئی فتح بن یحییٰ شکست کھا کے بھاگا۔ اسکی فوج کا حصہ کثیر کام آگیا باقی ماندہ جان بچا کے سطیف پہونچے اور جب وہاں بھی ان کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ابو عبد اللہ سے امن کی درخواست کی ابو عبد اللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ اس کے سایۂ عاطفت میں آکے امن و چین سے بسر کرنے لگے۔ فتح بن یحییٰ بعد ہزیمت عجیسہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی گزری حالت کی درستی میں مصروف تھا۔ چند دنوں بعد جب اسکی حالت درست ہو گئی تو اس نے ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے کی غرض سے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو سردار لشکر مقرر کرکے روانہ کیا۔ ابو عبد اللہ بھی اپنی فوج آراستہ کرکے میدان جنگ میں آگیا ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کے قلعہ بند ہو گیا ابو عبد اللہ شیعی نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہونچکے اسکا محاصرہ کر لیا۔ آخر الامر محصوروں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابو عبد اللہ نے اس قلعہ کو مفتوح کر لیا۔ اس کامیابی سے ابو عبد اللہ کا رعب و داب بڑھ گیا۔ عجیسہ، زواوہ اور کل قبائل کتامہ مطیع و فرمانبردار ہو گئے ابو عبد اللہ کو کثرت اور ثروت آیا اور اپنے ایلچیوں کو تمام ملک مغرب میں پھیلا دیا لوگوں نے طوعاً وکرہاً اسکی اطاعت قبول کی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہوئے فتح بن یحییٰ بھاگ کر ابراہیم بن احمد امیر تونس کے پاس پہونچا اور اسکو ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ بعدہ ابو عبد اللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو مفتوح کیا اور اسکے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کرکے ماکنون بن ضیارہ جائی کو مسیلہ کی کرسی امارت پر بٹھایا ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش نے

ابوالعباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تونس میں جاکے دم لیا۔

۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحیی اور ابراہیم بن موسی کی ترغیب و تحریک سے اپنے بیٹے ابوخوال کو ایک فوج عظیم کا سردار بناکے ابوعبداللہ کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ پس اس نے کتامہ کو جی کھول کے پامال کیا اور بعد اس کے تازروت کی طرف بڑھا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کرکے شہر بلوسہ میں ابوخوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابوخوال نے ابوعبداللہ کو ہزیمت دے دی ابوعبداللہ میدان جنگ سے بھاگ کر انکجان پہونچا اور اپنے ہوش و حواس درست کرکے قلعہ بندی کرلی اور ابوخوال کامیابی حاصل کرکے قصر تازروت میں داخل ہوا اور اسکو مسمار و منہدم کراکے ابوعبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہوا اس گیرودار اور تعاقب میں بلاد کتامہ نہایت بری طور سے پامال کیا گیا ابوخوال کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف و اضمحلال پیدا ہو چلا۔ ابراہیم بن موسی بن عیاش ابوخوال کے لشکر سے میلہ کی جانب ابوعبداللہ کے حالات دریافت کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابوعبداللہ کے ہمراہیوں سے اور اس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابوعبداللہ کے ہمراہی، ابراہیم کو ہزیمت دیکے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے۔ اس سے بھی ابوخوال کے رعب وداب میں نقصان صریح پہونچا۔ مجبوراً بلاد کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابوعبداللہ نے انکجان میں طرح اقامت ڈال دی اور وہیں پر ایک شہر موسوم بہ "دارالہجرت" آباد کیا۔ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ لوگ اس کے مذہب میں داخل ہوگئے اور اسکی جماعت پھر بڑھ گئی اسی اثناء میں حسن بن ہارون کا انتقال ہوگیا۔ ابوالعباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابوخوال کو امیر لشکر بناکے ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابوخوال لڑائی کا نیزہ لئے ہوئے بلاد کتامہ میں داخل ہوا مگر الٹے پاؤں شکست کھاکے واپس ہوا۔ اور بلاد کتامہ کی سرحد ہی پر قیام کرکے انکی مدافعت کرتا اور پیش قدمی سے روکتا رہا اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ کو اسکے بیٹے زیادۃ اللہ نے قتل کرڈالا اور خود سریر حکومت پر متمکن ہوکے حکمرانی کرنے لگا اس وقت ابوخوال سرحد کتامہ پہ

Marfat.com

پڑاؤ کئے ہوئے پڑا ہوا تھا۔ طلبی کا خط بھیجا اور جب وہ اسکی پر طلبی پر آگیا تو قتل کر ڈالا اور تونس سے نکل کے رقادہ چلا آیا۔ لہو لعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ ابو عبداللہ کو موقع ملگیا۔ کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہ گیا اپنے لشکر کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اسکی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو یہ سمجھانے لگا کہ مہدی کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے پس آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

مہدی مغرب میں محمد الحبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبیداللہ کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی مہدی موعود ہو اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی جانب ہجرت کروگے اور بڑے بڑے مصائب کا تمکو سامنا کرنا پڑے گا چنانچہ بعد وفات اس واقعہ کی خبران کے کل ایلچیاں اور معتقدان افریقیہ و یمن میں مشہور ہو گئی۔ ابو عبداللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اس خداداد کامیابی کی خبر کرنے کو بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا تھا کہ ہم لوگ ہمہ تن آپکا انتظار کر رہے ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبریں دارالخلافہ بغداد تک پہونچیں۔ اس وقت سریر خلافت پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ عبیداللہ مہدی کی گرفتاری اور اسکی بڑھتی ہوئی قوت کے روک تھام کا حکم صادر فرمایا۔ عبیداللہ یہ خبر پاکے ملک شام سے عراق کی طرف چلا گیا پھر عراق سے مصر میں جاکے دم لیا اس کے ہمراہ اسکا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نوعمر غلام تھا علاوہ ان کے چند مصاحب اور رفقاء خاص اس کے آزاد غلام بھی تھے۔ مصر میں پہونچکے عبیداللہ مہدی نے یمن کا قصد کیا مگر یہ سُنکے کہ علی بن فضل نے بعد ابن حوشب کے اپنی کج ادائی سے اہل یمن کو برانگیختہ کر دیا ہے ابو عبداللہ شیعی کے پاس مغرب چلے جانے کا عازم ہوا اور سامان سفر درست کرکے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا۔ اسکندریہ پہونچکے کچھ سامان و اسباب تجارت خرید کئے اور سوداگروں کے لباس میں بلاد مغرب کی طرف روانہ ہوا اس اثنا میں خلیفہ مکتفی کا فرمان مشعر گرفتاری عبیداللہ مہدی والی مصر کے نام صادر ہوا جس میں اسکا حلیہ اور نام لکھا ہوا تھا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عیسیٰ نوشری

مامور تھا چنانچہ عیسیٰ نے عبیداللہ مہدی کی جستجو میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اسکو عبیداللہ مہدی کی جستجو میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اسکو اس امر کا یقین نہوا کہ یہی شخص عبیداللہ مہدی ہے اسوجہ سے باوجود مطلع ہوجانے اور گرفتار کرلینے کے رہا کردیا۔ عبیداللہ مہدی رہائی پاکے نہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا۔ اثناء راہ میں اسکی کتابیں چوری گئیں جسمیں اس کے اباء واجداد کے منقولات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ابوالقاسم نے ان کتابوں کو برقہ سے برآمد کیا تھا جبکہ اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی الغرض جسوقت عبیداللہ مہدی طرابلس پہونچا اور اس کے ہمراہی تجار اس سے علیحدہ ہوئے اُس وقت عبیداللہ مہدی نے ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کو ابوعبداللہ شیعی کے پاس انہیں تاجروں کے ہمراہ کتامہ کو روانہ کیا۔ ابوالعباس طرابلس سے روانہ ہوکے قیروان پہونچا اسکے پہونچنے سے پیشتر زیادۃ اللہ کو عبیداللہ مہدی اور اسکے ہمراہیوں کی خبر پہونچگئی تھی اور یہ ان کی تجسّس اور سراغ میں تھا چنانچہ ابوالعباس کو قیروان میں پہونچتے ہی گرفتار کرلیا اور عبیداللہ مہدی کے حالات اس سے دریافت کئے۔ ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی زیادۃ اللہ نے جھلا کے جیل میں ڈالدیا اور والی طرابلس کو لکھ بھیجا کہ عبیداللہ مہدی کو جسکا حلیہ اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کرلو۔ اتفاق سے عبیداللہ مہدی کو اسکی خبر لگ گئی طرابلس سے قسنطلینہ چلا گیا پھر وہاں سے بخیال ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی جو قیروان میں قید تھا نکلکے سلجماسہ جاکے قیام کیا ان دنوں سلجماسہ کی زمام حکومت الیسع بن مدرار کے قبضہ اقتدار میں تھی الیسع نے عبیداللہ مہدی کی بہید توقیر اور عزت کی اس کے بعد ہی زیادۃ اللہ کا خط (کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا) الیسع کے پاس آپہونچا جسمیں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور حکومت وخلافت کا دعویدار ہے اور کتامہ کا داعی ہے الیسع نے عبیداللہ مہدی کو فوراً گرفتار کرلیا۔

ان واقعات کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے ابوخوال کے مارے جانے پر جو اس سے لڑ بھڑ رہا تھا کل کتامہ کو مجتمع کیا اور ان کو آلات حرب سے مسلح وآراستہ کرکے سطیف پر چڑھکئی کی سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ حکمرانی کررہا تھا اور اس کا بھائی

ابو حبیب بھی وہیں موجود تھا۔ ابو عبداللہ ایک مدت سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار بزور تیغ اسپر قبضہ حاصل کرلیا۔ داؤد بن جاثہ سردار لمیعہ بھی اس وقت سطیف ہی میں ٹھہرا ہوا تھا یہ اس زمانہ سے یہاں چلا آیا تھا جس وقت بعض سرداران کتامہ یہاں چلے آئے تھے۔ اہل سطیف کے ساتھ اس نے بھی ابو عبداللہ شیعی سے امن کی درخواست کی تھی اور ابو عبداللہ شیعی نے امن دیدی تھی ابو عبداللہ نے شہر سطیف میں فتحیابی کے ساتھ داخل ہو کے شہر کو منہدم کرادیا قلعہ کو مسمار کراکے زمین دوش بنادیا۔ زیادۃ اللہ کو اسکی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے بسرگروہی اپنے ایک عزیز وقریب ابراہیم بن خششں نامی کے کتامہ کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ اس فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ کوچ اور قیام کرتی ہوئی قسنطلینہ پہونچی۔ اور وہیں مقیم ہوگئی اس وقت فرلق مخالف اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ گزیں تھے ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ پہاڑ کی چڑھائی تھی کامیابی ہوئی پسپا ہوکر لوٹی۔ شہر بلزمہ کے میدان میں دونوں حریف بھر گتھ گئے۔ ابراہیم کی فوج کو ہزیمت ہوئی شکست کھا کے باغایہ پہونچی اور وہاں سے قیروان چلی آئی۔ ابو عبداللہ شیعی نے کتامہ کے چند معتبر ومعتمد علیہ آدمیوں کو نامہ بشارت فتح دے کے مہدی کے پاس روانہ کیا۔ یہ لوگ طے مسافت کر کے خفیہ طور سے مہدی کے خدمت میں حاضر ہوئے اور کل واقعات لڑائی اور فتحیابی کے بالتفصیل عرض کئے۔

اس کامیابی کے بعد ابو عبداللہ شیعی نے شہر طبنہ پر فوجکشی کی، ایک ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا آخر کار فتح بن یحییٰ مساکنی کے مارے جانے پر شہر طبنہ امان کے ساتھ مفتوح ہوگیا بعدازاں ابو عبداللہ نے شہر بلزمہ کی طرف قدم بڑھایا جہاں پر کہ ابراہیم کی فوج سے اور اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے بزور تیغ اسکو بھی مفتوح کرلیا۔ زیادۃ اللہ اس طوفان کے روک تھام اور رفع کرنے کی غرض سے ہارون طبنی والی باغایہ کو بسر افسری ایک فوج کے روانہ کیا ہارون زیادۃ اللہ سے رخصت ہو کے شہر ازمول پہونچا اہل ازمول ابو عبداللہ کے علم حکومت کے مطیع تھے مقابلہ پر آئے۔ ہارون نے انکو ہزیمت دیکے ازمول کے شہر پناہ کو منہدم اور شہر کو لوٹ کے تاخت وتاراج کردیا عروبہ بن یوسف (یہ ابو عبداللہ کے ہواخواہوں سے تھا)

Marfat.com

نے یہ خبر پاکے ہارون پر حملہ کر دیا۔ ہارون کو عروبہ کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ ہزیمت کھا کر بھاگا اور اثنا و دار و گیر میں مارا گیا۔

بعد اسکے ابو عبداللہ شیعی نے شہر تیجبت کو یوسف غسانی کے ذریعہ سے مفتوح کیا شہر تیجبت کا لشکر بھاگ کر قیروان پہونچا۔ ابو عبداللہ کی حکمت عملیوں اور عاملانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اسکی انصاف پسندی، ایفاء وعدہ اور امان دہی کی خبریں بھی مشہور ہوئی قرب و جوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو ہو کے امن حاصل کر لی۔ بازاریوں اور اوباشوں نے زیادۃ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ زیادۃ اللہ نے ان بغاوتوں اور شورشوں کے فرو کرنے پر فوجوں کو متعین کیا اور جس قدر روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور ترتیب لشکر میں صرف کر کے ۲۹۵ھ میں بذاتہ ابو عبداللہ کے سر کرنے کو نکل کھڑا ہوا۔ اریس میں پہونچکے پڑاؤ کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے مقابلہ کرنے میں متامل ہوا ہمراہیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی چنانچہ بلا کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قیروان واپس آیا۔ قیروان پہونچکے جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ابراہیم بن ابی اغلب نامی ایک شخص کو جو اسکے عزیزوں سے تھا لشکر کا سردار بنا کے اریس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد ابو عبداللہ شیعی نے باغایہ پر حملہ کیا والی باغایہ یہ خبر پاکے بھاگ گیا اہل باغایہ نے اطاعت قبول کر لی مصالحت کے ساتھ مفتوح ہو گیا۔ ابو عبداللہ شیعی نے اسی اثناء میں ایک فوج شہر قرطاجنہ کے فتح کرنے کو روانہ کیا۔ پس یہ بھی بزور تیغ مفتوح ہوا والی قرطاجنہ مارا گیا۔ بازار لوٹ لئے گئے ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابو عبداللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہو گئیں، حوصلے بھی بڑھ گئے۔ مفتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔ نفزہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا خونریزی اور غارتگری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ تنگ اور مجبور ہو کر اہل نقاش نے امن کی درخواست کی ابو عبداللہ شیعی نے انکو امن دے کے ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مامور کیا۔ اتنے

میں ابراہیم بن ابی اغلب (زیادۃ اللہ کا سپہ سالار) آپہونچا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا مگر وہی ایک لڑائی لڑکے دونوں فریق جدا ہوگئے۔ ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابوعبداللہ نے اپنی فوج کو متعدد حصوں پر تقسیم کرکے باغایہ، اسکتانہ اور تبہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ امان کے ساتھ یہ مقامات مفتوح ہوگئے۔ بعدازاں قمودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اہل قصرین نے امن حاصل کرکے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ کردیا۔ ابوعبداللہ شیعی ان مقامات کو فتح کرکے رقادہ کی جانب بڑھا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو زیادۃ اللہ کی کمی فوج سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوعبداللہ سے اسکو نیچا دیکھنا نہ پڑے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنی فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت عجلت سے ابوعبداللہ شیعی کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ میں آگیا۔ ابوعبداللہ اور ابراہیم سے متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں مگر آخری فیصلہ کسی لڑائی میں نہوا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا ابوعبداللہ شیعی نے انکجان کی جانب مراجعت کی اور ابراہیم اربس کی طرف لوٹا۔

پھر دوبارہ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کرکے قسطنطیہ پر چڑھائی کی ایک مدت محاصرہ اور متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ مفتوح ہوا۔ بعدہ قفصہ کو بھی اسی طور سے فتح کرکے باغایہ واپس آیا۔ اور باغایہ میں اپنی فوج کے حصہ کثیر کو ابومکدولہ جیلی کی ماتحتی میں چھوڑ کر انکجان کی جانب روانہ ہوگیا ابراہیم بن ابی اغلب کو اسکی خبر لگی۔ فوراً باغایہ کا قصد کردیا ابوعبداللہ شیعی نے اس سے مطلع ہوکے ابومدینی بن فرخ لہیصی کو معہ عروبہ بن یوسف ملوشی اور رجاء بن ابی قنہ کے بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے باغایہ کی حمایت کو روانہ کیا چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب سے اور ابوعبداللہ شیعی کی فوج سے لڑائی چھڑگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بے نیل مرام باغایہ سے واپس ہوا اور ابوعبداللہ شیعی کا لشکر فج العرعر تک تعاقب کرکے واپس آیا۔

۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ شیعی نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اربس میں حملہ کیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخرکار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا اسکا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا۔ ابوعبداللہ شیعی اربس میں قتل و غارت کرتا ہوا داخل ہوا اور جی کھولکر

Marfat.com

پائمال کیا۔ دوچار روز قیام کرکے اربس سے کوچ کیا قمودہ پہونچا۔ اسکی خبر زیادۃ اللہ تک پہونچی۔ اس وقت یہ رقادہ میں تھا۔ گھبراکر مشرق کی طرف بھاگا عوام الناس اور بازاریوں نے اس کے محلسراؤں کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ پریشان ہوکر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ بعد اس کے ابراہیم بن ابی اغلب قیروان میں داخل ہوا دارالامارت میں جاکے ٹھہرا لوگوں کو مجتمع کرکے سمجھایا بوجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا قصد ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور وغل مچانے لگے ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان کا یہ رنگ دیکھ کے قیروان سے نکلکے اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور ابوعبداللہ شیعی کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر سبیبہ میں پہونچی اسیوقت رقادہ کی طرف کوچ کردیا عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہما بھی یہیں چلے آئے اہل رقادہ اور قیروان نے کمال گرمجوشی سے اپنے جدید حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں۔ خوشیاں منائیں شہر کو چراغاں کیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے بھی ان لوگوں کو جان ومال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب سنہ ۲۹۶ھ کا ہے۔ غرض فرحاں وشاداں قصر امارت میں جاکے مقیم ہوا اپنے بھائی ابوالعباس کو قید کی مصیبت سے رہائی دی اور امن وامان کی منادی کرادی۔ امراء، رؤساء اور عوام الناس جو بخوف جنگ ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے واپس ہو ہوکر اپنے اپنے مکانات میں آئے اور شاہی عمّال، جان کے خوف سے اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ ابوعبداللہ شیعی نے شہر کے مکانات کو کتامہ پر تقسیم کردیا چنانچہ کتامہ نے اطمینان کیساتھ اُن مکانات میں قیام اختیار کیا۔

خاتمہ جنگ اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد زیادۃ اللہ کا مال واسباب اور آلات حرب جمع کیا گیا ابوعبداللہ شیعی نے اون پر ایک سرسری نظر ڈالی اور انکی اور کنیزان کی لونڈیوں کی حفاظت کا حکم دیا اتنے میں جمعہ کا دن آگیا۔ خطیبوں نے دریافت کیا "کس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے" ابوعبداللہ شیعی نے کسی کو نامزد نہ کیا۔ لیکن جو سکہ مسکوک کرایا تھا اس کے ایک طرف "الحجۃ اللہ" اور دوسری جانب "تفرق اعداء اللہ" منقوش تھا۔ ہتھیاروں پر "عدۃ فی سبیل اللہ" اور گھوڑوں پر "الملک اللہ"

Marfat.com

مرتسم کیا تھا۔ رقادہ میں چندے قیام کرکے عبیداللہ مہدی کی تلاش میں سلجماسہ کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت بلاد افریقہ پر بطور نائب کے اپنے بھائی ابوالعباس کو مامور کر گیا۔ ابوزاکی تمام بن معارک الجالی بھی ابوالعباس کے پاس انتظاماً چھوڑ دیا گیا تھا۔ اہل مغرب کو اس سے بےحد مسرت ہوئی۔ سزناتہ یہ سنکے کہ ابوعبداللہ شیعی سلجماسہ جارہا ہے راستہ سے ہٹ گئے اور بعد گذر جانے کے اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا ابوعبداللہ شیعی نے منظور کرلیا۔ قریب سلجماسہ پہونچکے الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کے پاس ایک قاصد بھیجا خوشامد اور منت کا خط لکھا۔ الیسع نے خط کو چاک کرکے قاصد کو قتل کر ڈالا اور فوجیں مرتب کرکے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں، اتفاق یہ کہ الیسع کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی بمجبوری الیسع اور اسکے ہمراہی بھی بےسروسامانی کے ساتھ بھاگے۔ اگلے دن اہل شہر ابوعبداللہ شیعی سے ملنے آئے اور بکمال تعظیم و توقیر سے شہر میں لے گئے۔ ابوعبداللہ شیعی شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھا جیل میں چلا گیا جہاں کہ عبیداللہ مہدی معہ اپنے بیٹے کے قید تھا۔ اور ان دونوں کو قید سے نکالا اور عبیداللہ مہدی کی حکومت و امارت کی بیعت کی۔ رئوسا و قبایل جلو میں تھے لیکن ان سب کے آگے آگے ابوعبداللہ شیعی تھا۔ فرط مسرت سے روتا جاتا تھا اور یہ کہے جاتا تھا "ھذا مولاکم۔" "ھذا مولاکم" تاآنکہ اپنے خرگاہ میں پہونچا۔ عبیداللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو الیسع کی گرفتاری پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد الیسع پابزنجیر حاضر لایا گیا۔ ابوعبداللہ نے قتل کا حکم دے دیا۔ مار ڈالا گیا۔

ابوعبداللہ اور عبیداللہ مہدی چالیس روز تک سلجماسہ میں مقیم رہے بعد ازاں افریقہ کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ انکجان پہونچے ابوعبداللہ شیعی نے جسقدر مال واسباب اور زر زمانہ جمع کر رکھا تھا عبیداللہ مہدی کے حوالہ کر دیا۔ چندے قیام کرکے رقادہ روانہ ہوئے ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ میں رقادہ پہونچے۔ اہل قیروان نے حاضر ہوکے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا بیس پر عبیداللہ مہدی کی خلافت و امارت کی بیعت عامہ لیگئی۔ اور اسکی حکومت و سلطنت کی استحکام و استقلال کے ساتھ بنا پڑی۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے دعاۃ کو تمام بلاد افریقہ میں پھیلا دیا جن لوگوں نے اسکی دعوت

بخوف جان قبول کی انکی تعداد قلیل تھی۔ لونڈیوں اور مال و اسباب کو اہل کتامہ پر تقسیم کیا، جاگیریں دیں، دفاتر اور محکمہ جات مال و دیوانی کے قائم کیے، اخراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کیے۔ ماکنون بن ضبارہ الحالی کو طرابلس کی طرف روانہ کیا صقلیہ کیطرف حسن بن احمد بن ابی خنزیر کو بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا عنایت کیا اور اسکے بھائی کو بیت کا والی بنایا۔ ۲۹۷ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحل شمالی کی جانب عبور کیا اور قسلوریہ مقبوضات فرانس میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر سنہ مذکور میں کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف مراجعت کی۔ دماغ میں اس کامیابی سے نخوت سما گئی تھی اہل صقلیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے دفعتہً حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت بھیجی۔ عبید اللہ مہدی نے ان لوگوں کے عذرات قبول کر لئے۔ اور صقلیہ میں بجائے اس کے علی بن عمر بلوی کو متعین کیا چنانچہ علی، آخر ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہونچا۔

ابو عبد اللہ شیعی اور اسکے بھائی کا مارا جانا

جس وقت افریقہ میں عبید اللہ مہدی کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور اسکے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا ابو عبد اللہ شیعی اور اس کے بھائی ابو العباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت و سیاست پر مستولی اور متغلب ہو رہے تھے پیرہ دستی اور بیجا خود سری سے روکنا شروع کیا۔ یہ امر ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزرا۔ ابو العباس جوش میں آکے جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا ابو عبد اللہ شیعی نے منع کیا مگر ابو العباس نے سماعت نہ کی اور آہستہ آہستہ اسکو بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابو عبد اللہ شیعی بھی اپنے بھائی ابو العباس کی رائے سے متفق ہو گیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر عبید اللہ مہدی تک پہونچی عبید اللہ مہدی کو یقین نہوا۔ لیکن کسی قدر اس خبر سے ہوشیار اور چوکنا ہو گیا۔ اور در پردہ ابو عبد اللہ شیعی کے حرکات اور سکنات پر نظر ڈالنے لگا۔ بعد اس کے ابو عبد اللہ شیعی کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس سے مخالطت و مجالست کرنے سے یہ کہہ کے منع کیا کہ اس سے حکومت و سلطنت کا رعب و داب جاتا رہے گا۔ نرمی اور ملاطفت سے کئی بار

Marfat.com

سمجھایا- ابوعبداللہ شیعی نے سماعت نہ کی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں - کتامہ کو عبیداللہ مھدی کے خلاف اُبھارنا شروع کیا اور یہ سمجھانے لگا کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جسکی امارت اور حکومت کی ہمنے تمکو دعوت دی تھی - ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دہوکہ کھا گئے یہ بڑا طماع اور دنیادار ہے - دیکھو تمہارا اسقدر مال واسباب جسکو انکجان میں ہمنے امام معصوم کے لئے تم سے لیا تھا اس نے دبا لیا - تم لوگ اگر مستعد ہو جاؤ تو ہم اسکو ابھی نکال باہر کرتے ہیں - اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھے فوراً ابھر آگئے چنانچہ اس نے انہیں میں سے ایک شخص کو جو شیخ المشائخ کے لقب سے معروف تھا عبیداللہ مھدی کے پاس روانہ کیا - شیخ المشائخ نے عبیداللہ مھدی کے پاس جاکے سوال کیا "چونکہ ہم لوگوں کو آپ کی بابت شک وشبہہ پیدا ہوگیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں اسوجہ سے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھلائیے" عبیداللہ مھدی تاڑ گیا کہ ہو نہو یہ ابوعبداللہ کا گُل کھلایا ہوا ہے جواب کچھ نہ دیا ایک غلام کو اشارہ کر دیا اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا - اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہہ اور قوی ہو گیا - سب کے سب عبیداللہ مھدی کے قتل پر تل گئے اور اس سازش میں ابوزاکی تمام بن معارک وغیرہ سرداران قبائل کتامہ کو بھی شریک کر لیا - عبیداللہ مھدی کو اسکی خبر لگ گئی بہ نظر تالیف قلوب، نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا - انہیں سپہ سالاران کتامہ سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض کو سند حکومت عطا کرکے دوسرے شہر کو روانہ کر دیا چنانچہ ابوزاکی تمام بن معارک کو طرابلس بھیجا اور ماکنون، عامل طرابلس کو در پردہ لکھ بھیجا کہ ابوزاکی تمام بن معارک کا پہونچتے ہی قصہ تمام کر دینا - پس جب ابوزاکی طرابلس پہونچا ماکنون والی طرابلس نے اسکو مار ڈالا - بعد اسکے عبیداللہ مھدی کو ابن العزیم پر سازش کا شبہہ پیدا ہوا یہ شخص زیادۃ اللہ کے مصاحبوں سے تھا عبیداللہ مھدی نے اسکو بھی قتل کروا دیا اور اُس کے مال واسباب کو ضبط کر لیا - اسمیں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی حصہ کثیر شامل تھا - ان تدبیروں پر بھی اُن دونوں بھائیوں کا جوش فرو نہوا اور برابر ریشہ دوانیاں کرتے رہے تب عبیداللہ مھدی نے عروبہ بن یوسف اور اسکے بھائی حباسہ کو خلوت خاص میں طلب کرکے ابوعبداللہ شیعی اور اسکے بھائی کے مار ڈالنے کا حکم دیا - عروبہ اور حباسہ اس حکم کی تعمیل کرنے کی غرض سے قصر امارت کے

Marfat.com

ایک گوشہ میں جا کے چھپ رہے۔ جسوقت ابوعبداللہ شیعی برآمد ہوا عروبہ نے حملہ کیا، ابوعبداللہ شیعی بولا "عروبہ! تم یہ فعل کس کے حکم سے کرتے ہو" جواب دیا "جسکی اطاعت کا تمنے ہم کو حکم دیا تھا۔ اُسی نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے" ابوعبداللہ شیعی کی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ عروبہ اور حباسہ شیر کی طرح جھپٹے اور ابوعبداللہ کو معہ اوس کے بھائی کے مار کر ڈھیر کر دیا یہ واقعہ پندرھویں جمادی الثانی ۲۹۸ھ کا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے ابوعبداللہ شیعی کے نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اس کے حق میں دعاء مغفرت کی تھی۔

تمکو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عبیداللہ مہدی کو ابوعبداللہ شیعی کے قتل پر جس نے اوبھارا اور آمادہ کیا تھا وہ ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کی سازش اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ عبیداللہ مہدی سے بمجبوری ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کروا ڈالا لیکن ان دونوں کے مارے جانے سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ ان کے دوست واحباب بدلہ لینے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عبیداللہ مہدی ہنگامہ فرو کرنے کو سوار ہوا۔ شورش فرو ہو گئی۔ بعد اسکے دوسرا ہنگامہ مابین اہل کتامہ اور اہل قیروان کے پیدا ہوا قتل وغارتگری کے دروازے کھل گئے۔ عبیداللہ مہدی نے اپنی جبروتیت اور حکمت عملیوں سے اسکو بھی رفع دفع کیا اور مصلحتاً اپنے دُعاۃ کو منع کر دیا کہ آئندہ عوام الناس کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نکریں زیادۃ اللہ کے بعد ایک گروہ بنی اغلب کا جو مختلف اغراض کے حاصل کرنے کو دوسرے مقامات پر چلا گیا تھا یا زمانہ جنگ میں ادھر اُدھر بھاگ گیا تھا پھر رقادہ میں واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے ان سبھوں کو قتل کروا دیا۔

ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کے بعد عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم نزار کی ولیعہدی کا باضابطہ اعلان کیا برقہ اور اوس کے متعلقات کی سند حکومت حباسہ بن یوسف کو مرحمت کی مغرب پر اسکے بھائی عروبہ بن یوسف کو مامور کیا اور باغایہ میں قیام کرنے کی ہدایت کی پس عروبہ نے باغایہ میں پہونچکے تاہرت پر فوج کشی کی اور بزور تیغ لڑکر اسکو فتح کر لیا۔ دواس بن صولات لہیصی کو

اسکی حکومت عنایت کی۔

بعد ان واقعات کے شیعان کتامہ میں ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہوا ایک نوعمر لڑکے کو امیر بنا کے "مہدی" کا لقب دیا۔ دعویٰ یہ کیا کہ یہ نبی ہے اور ابوعبداللہ شیعی کا انتقال نہیں ہوا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو شیعان کتامہ کو ہوش میں لانے پر مامور کیا۔ شیعان کتامہ اور ابوالقاسم میں لڑائی ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اہل کتامہ کو ہزیمت ہوئی وہ لڑکا جسکو شیعان کتامہ نے منصوب کیا تھا مارڈالا گیا۔ اور کتامہ بیحد پامال کئے گئے۔

پھر سنہ ۳۰۰ھ میں اہل طرابلس نے بغاوت کی اور اپنے گورنر ماکنون کو مار کر نکال دیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم نے ایک مدت دراز کے محاصرہ اور جنگ کے بعد ایک سخت اور عام خونریزی سے بزور تیغ مفتوح کرلیا۔ تین لاکھ دینار سرخ تاوان جنگ وصول کئے۔

ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے فرو ہونے پر ابوالقاسم نے فوجیں مرتب کیں جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کئے۔ اور اپنے بزرگ باپ عبیداللہ مہدی سے اجازت حاصل کرکے سنہ ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دو سو کشتیوں کا بیڑہ براہ دریا روانہ کیا جسکا سردار حباسہ بن یوسف تھا۔ حباسہ نے پہونچتے ہی برقہ لیا ازاں اسکندریہ اور قیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ دارالخلافت بغداد میں اسکی خبر لگی خلیفہ مقتدر نے سبکتگین اور مونس خادم کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں حریف میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار سبکتگین اور مونس نے اپنے غنیم کو ملک مصر سے نکال باہر کیا مغربی فوجیں اپنے ملک کو واپس آئیں۔

سنہ ۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر فوجکشی کی۔ دارالخلافت بغداد سے مونس خادم کو اس کے روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور مونس میں بدفعات لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مونس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج حباسہ کی ان لڑائیوں میں کام آگئی۔

Marfat.com

سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کے مار ڈالا۔ عروبہ کو بھائی کے مارے جانے سے جوش انتقام پیدا ہوا۔ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ کتامہ اور بربر کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہو گیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے خادم غالب کو اس طوفان کے فرو کرنے پر مامور کیا پس غالب نے عروبہ کو شکست دی، اسکو اور نیز اسکے چچیرے بھائیوں کو معہ ایک گروہ کثیر کے جو بے شمار و بے تعداد تھے قتل کر ڈالا۔

عروبہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ علی بن عمر نکال دیا گیا باغیوں نے متفق الرائے ہو کے احمد بن قہرب نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبیداللہ مہدی سے منحرف ہو کے خلیفہ مقتدر عباسی کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت عرضداشت بھیجی، یہ واقعہ ۳۰۰ھ کا ہے۔ عبیداللہ مہدی نے یہ خبر پا کے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ بسرافسری حسن بن ابی خنزیر، صقلیہ کی بغاوت فرو کرنے کو روانہ کیا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ سے مڈبھیڑ ہو گئی فتحیابی کا سہرہ احمد بن قہرب کے سر رہا۔ حسن بن ابی خنزیر کو ہزیمت ہوئی، مارا گیا، بعد اس کے اہل صقلیہ کو عبیداللہ مہدی کی جبروت اور سطوت سے خطرہ پیدا ہوا۔ عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور سب لوگوں نے متفق ہو کے احمد بن قہرب کو معزول کر کے پابزنجیر عبیداللہ مہدی کے پاس بھیج دیا۔ عبیداللہ نے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے حسن بن ابی خنزیر کی قبر پر احمد کو ذبح کیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو سند امارت عطا کر کے ایک فوج کتامہ کے ساتھ صقلیہ روانہ کیا۔

چونکہ عبیداللہ مہدی کو اپنی دولت و حکومت پر خوارج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا اس وجہ سے اسکو ساحل دریا پر ایک شہر کے تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور نیز اس کے خاندان والوں کے لئے بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ ہوتا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے اس شہر کے بنا کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض کے لئے تعمیر کرتا ہوں کہ آئندہ کسی وقت بنی فاطمہ کے لئے ایک گونہ اطمینان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے پیش افتادہ میدان میں یہ بھی دکھا دیا تھا کہ فلاں مقام تک صاحب الحمار یعنی ابویزید

خارجی آئے گا۔ شہر آباد کرنے کا مقام تجویز کرنے کو سوار ہو کے نکلا۔ تجویز کرتے کرتے تونس اور قرطاجنہ پہونچا اور سرزمین برکصورہ کے قریب ایک جزیرہ کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کرکے شہر مہدیہ کی تعمیر اور آبادی آخری ۳۰۳ھ سے شروع کر دی دار السلطنت المحلہ اور شہر پناہ بنوائی۔ شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بحد مضبوط اور وزنی بنوائے کیواڑکے ہر ایک پٹ کا وزن سو سو قنطار تھا۔ جب شہر پناہ اور فصیل طیار ہو گئی تو ایک روز فصیل پر چڑھ کے مغرب کی طرف تیر مارا۔ جہاں وہ تیر جا کر گرا اس مقام کو دکھلا کر بولا "دیکھو اس مقام تک صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) آئیگا" (عبید اللہ مہدی نے بطور پیشین گوئی کے یہ کہا تھا) مہدیہ آباد کرنے کے بعد کشتیوں کے بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ نو سو کشتیاں طیار کرائیں ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہونچی۔ عبید اللہ مہدی ہنس کے بولا "آج مجھکو فواطم (بنی فاطمہ) کی طرف سے اطمینان ہوا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

بعد اسکے اپنے بیٹے ابو القاسم کو ایک عظیم فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں مصر کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے اسکندریہ جیزہ۔ اشمونین اور اکثر بلاد صعید پر بزور تیغ کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو۔ اہل مکہ نے قبول نہ کیا دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع ہوئی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو سردار لشکر بنا کے ابو القاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابو القاسم میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جنمیں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر رہا ابو القاسم اور اس کے لشکر کو بڑے بڑے مصائب کی رسد و غلہ، وبا، اور طرح طرح کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقہ کی جانب مراجعت کی۔

ابو القاسم کی مراجعت کے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑہ، مہدیہ سے اسکی کمک و امداد کو اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا جسکا کمان افسر سلیمان خادم اور یعقوب کتامی تھا اور یہ بیڑہ جنگی کشتیوں کا پہونچ بھی گیا تھا مگر ابو القاسم کو اطلاع نہوئی۔ ابو القاسم تو افریقہ کی جانب

Marfat.com

روانہ ہوا اور اس بیڑہ کا رشید میں شاہی بیڑہ سے مقابلہ ہو گیا جس میں پچیس[۲۵] جنگی کشتیاں تھیں اور طرسوس سے یہ خبر پاکے آیا ہوا تھا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقہ کے بیڑہ میں آگ لگا دی گئی فوجیں گرفتار کر لی گئیں۔ سلیمان اور یعقوب بھی پکڑ لئے گئے یعقوب تو بحالت قید مصر ہی میں مر گیا باقی رہا سلیمان وہ قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

۳۰۵ھ میں عبید اللہ مہدی نے مصالہ بن حبوس کو لشکر مکناسہ کا سردار مقرر کرکے بلاد مغرب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اسوقت تک ملک فاس میں ادریسیوں کی حکومت تھی۔ یحییٰ ابن ادریس بن عمر و سریر حکومت پر متمکن تھا۔ مصالہ سے اور اس سے معرکہ آرائیاں ہوئیں آخر کار مصالہ نے یحییٰ کی خود مختاری چھین کے عبید اللہ مہدی کی اطاعت پر راضی کر لیا۔ اور اپنی قوم میں سے موسیٰ بن ابی العافیہ مکناسی نامی ایک شخص کو صوبجات مغرب کا نگراں مقرر کرکے واپس آیا پھر ۳۰۹ھ میں بلاد مغربیہ پر فوجکشی کی اور باقی ماندہ شہروں کو مفتوح کر لیا۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس والی فاس کی شکایت جڑ دی۔ مصالہ نے اسکو گرفتار کرکے فاس کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور بلاد مغرب سے ادریسیہ کی حکومت کا نام و نشان مٹا دیا خاندان حکومت ادریسیہ کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر بیچاروں نے بلاد ریف اور غمارہ کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکے ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سر نو بنیاد قائم کی۔ جیساکہ ہم غمارہ کے حالات میں بیان کرینگے۔ انہیں میں سے بنو حمود علوی تھے جو وقت انقراض حکومت امویہ قرطبیہ پر مستولی و متمدن ہوئے تھے۔ جیساکہ اس مقام پر مذکور ہوگا۔

مصالہ نے اس مہم سے فارغ ہو کے سلجماسہ پر چڑھائی کی اور اسکے امیر کو جو مدرار مکناسی کی ذریات سے تھا اور دولت شیعہ کی اطاعت سے منحرف تھا قتل کر ڈالا اور اپنے چچازاد بھائی کو وہاں کی حکومت عطا کی جیساکہ تم انکے حالات میں پڑھوگے۔

ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا تھا۔ زناتہ اس طوفان کے روک تھام کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ آتش جنگ تمام ملک مغرب میں مشتعل ہو گئی۔ زناتہ اور مصالہ میں بکثرت

Marfat.com

لڑائیاں ہوئیں۔ مصالہ انہیں لڑائیوں میں محمد بن خزر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مصالہ کا مارا جانا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ عبید اللہ مہدی نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے بیٹے ابو القاسم کو مامور کیا۔ محمد بن خزر ابو القاسم کا مقابلہ نہ کر سکا مع اپنے ہمراہیوں اور لشکر کے افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابو القاسم نے مزاتہ، مطماطہ، ہوارہ، بلاد اباضیہ، صفریہ اور اطراف تاہرت دار الحکومت المغرب الاوسط کو مفتوح کر لیا کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی بعد ازاں اپنے پُرزور حملوں سے ربف کو بھی فتح کر لیا۔ شہر لکور کو بھی جو المغرب الاوسط کے ساحل کا ایک نامی شہر تھا فتح کر لیا۔ والی جراوہ یعنی حسن بن ابی العیش پر محاصرہ ڈالا حسن بن ابی العیش ادریس کے خاندان حکومت کا ایک ممبر تھا۔ زمانہ محاصرہ میں حسن اور ابو القاسم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ حسن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابو القاسم سے نیچا دیکھنا نہ پڑا۔ بالآخر ابو القاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس ہوا۔ شہر مسیلہ ہو کر گزرا۔ یہاں پر بنو کملان حکمرانی کر رہے تھے جو ہوارہ کے خاندان سے تھے چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر ہو رہا تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ فتنہ و فساد برپا کر دینگے اسوجہ سے ان لوگوں کو قیروان کی طرف جلا وطن کر دیا مشیت الٰہی میں یہ تھا کہ یہ لوگ آئندہ صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) کے خروج کے وقت اسکے معین اور مددگار ہونگے اور ایسا ہی وقوع میں بھی آیا۔

بنو کملان کو جلا وطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور محمدیہ کے نام سے موسوم کیا۔ علی بن حمدون اندلسی نے اسکے تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے صنائع اور بدائع لگا دیئے تھے جسکی وجہ سے ابو القاسم نے اسکو محمدیہ اور نیز زاب کی حکومت عطا کی۔ زاب میں اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامان جنگ اور غلہ وغیرہ سے اسکو خاطر خواہ پُر کیا جس نے بوقت محاصرہ صاحب الحمار منصور کا ہاتھ بٹایا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائیگا۔

پھر موسیٰ بن ابی العافیہ والی فاس و مغرب کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سمائی، علم حکومت شیعہ سے منحرف ہو کے دولت امویہ کا مطیع ہو گیا جو دریا کے پرلی طرف تھی اور انکی حکومت کو تمام بلاد مغرب

Marfat.com

میں پھیلا دیا۔ احمد بن بصلین مکناسی سپہ سالار عبید اللہ مہدی ایک فوج کثیر لیکے موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کو آیا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار احمد نے موسیٰ کو بزور تیغ مجبور کر کے ملک مغرب سے نکال دیا اور جی کھول کے ملک مغرب کو پامال کر کے مظفر و منصور عبید اللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

عبید اللہ مہدی کی وفات ابو القاسم کی جانشینی

ماہ ربیع ۳۲۲ھ میں عبید اللہ مہدی اپنی حکومت و خلافت کے چوبیس برس پورے کر کے انتقال کر گیا بجائے اس کے اسکا بیٹا ابو القاسم محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ تخت نشینی کے بعد یہی نزار کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور ابو القائم بامر اللہ" کے لقب سے ملقب ہوا۔ اسکو اپنے باپ کے مرنے کا بیحد ملال و صدمہ ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی تمام عمر میں صرف دو بار جلوس شاہی سے نکلا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں کثرت ہوئیں۔ اطراف طرابلس میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا۔ ابن مہدی ہونے کا دعوی دار ہوا۔ طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ بعد چندے بربر پر اسکی قلعی کہل گئی اسکا کذب ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ بربر نے مجتمع ہو کے اسکو مار ڈالا۔ بعد اس کے قائم بامر اللہ نے ملک مغرب کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی۔ فاس پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذابی کو مامور کیا ادارسہ ملوک ریف و غوارہ نے بھی فوجکشی کی۔ میسور نے قیروان سے قدم نکالے اور ملک مغرب میں داخل ہو کے فاس پر محاصرہ ڈالدیا۔ احمد بن بکر والی فاس نے دبکر مصالحت کر لی۔ بعد ازاں میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر یلغار کیا موسیٰ اور میسور میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں فوری بن موسیٰ گرفتار کر لیا گیا میسور نے اسکو ملک مغرب سے جلا وطن کر دیا ان لڑائیوں میں موسیٰ کو ہزیمت ہوئی میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوحہ صوبجات میں اُن ملوک ادارسہ کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا جو ریف میں حکومت کر رہے تھے، ان کامیابیوں کے بعد میسور نے ۳۲۳ھ میں قیروان کی جانب معاودت کی اور قیروان پہونچکے قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد سے تھا اور نیز ادارسہ ملوک ریف کا بزرگ خاندان تھا ایک عظیم فوج کا سردار بنا کے موسیٰ بن ابی العافیہ کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے سوائے فاس کے کل بلاد مغرب کو مفتوح کر لیا اور

دعوت حکومت شیعہ اس کے تمام بلا مفوضہ میں پھر قایم وجاری ہو گئی۔

ابوالقاسم قایم بامر اللہ ان کل واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ گویا وہ دیکھتا ہی اور سنتا ہی نہ تھا۔ تمام بلاد مغرب میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہو گئی مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس نے ان واقعات کے ختم ہونے پر ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہازات کا ساحل مقبوضہ فرانس پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس بیڑہ کا افسر اعلیٰ ابن اسحاق نامی ایک نامور امیر البحر تھا ابن اسحاق نے ساحل مقبوضہ فرانس پر پہونچتے ہی اپنی فوج کو بلا مزاحمت وجنگ خشکی پر اوتار دیا اور بکمال سختی سے خونریزی اور عام جنگ کرتا ہوا بلاد فرانس میں گھس پڑا۔ قتل وقید کرتا ہوا شہر جنوہ پر جا اُترا اور بزور تیغ اسکو بھی مفتوح کر لیا۔ بعد ازاں سروانیہ پر چڑھائی کی۔ یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے مقبوضات سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ابن اسحاق کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور نگوں سار کیا۔ ابن اسحاق اس مہم سے فارغ ہو کے قرقیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ سواحل شام کا ایک مشہور ساحل ہے شامیوں کی جسقدر کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں سبھوں کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا اور اپنے خادم زیران کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کیا۔ زیران نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو مفتوح کر لیا۔ اس کے بعد مصر سے اخشید کا لشکر آ پہونچا پس اس نے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدم کو ڈگمگا دیا اور وہ لوگ مجبوری مغرب کی جانب واپس ہوئے۔

ابو یزید خارجی کے حالات

ابو یزید، مخلد کیراد کا بیٹا تھا۔ کیراد شہر توزر کے شہروں میں سے قسطیلیہ کا رہنے والا تھا۔ تجارت کے ذریعہ سے سودان اکثر آیا جایا کرتا تھا سودان ہی میں اسکا بیٹا ابو یزید پیدا ہوا توزر میں نشو ونما پائی۔ قرآن مجید پڑھا۔ چونکہ نکاریہ خوارج یعنی صفریہ سے اور راس سے میل جول اور مراسم دوستانہ تھے اسوجہ سے یہ انکی مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہیں لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی بعد ازاں تاہرت چلا گیا اور وہاں پر پہونچکے لڑکوں کو پڑھانے لگا۔ اور جب ابو عبد اللہ شیعی مہدی کی جستجو میں سجلماسہ روانہ ہوا اسوقت یہ تاہرت سے تقیوس چلا آیا اور حسب دستور سابق معلمی کرنے لگا۔ اس کے دل و دماغ میں یہ ہوا

سمائی ہوئی تھی کہ جس طرح ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو، اسکا یہ اعتقاد بھی تھا کہ غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح ہے۔ سلطان وقت پر جو مذہب غیر رکھتا ہو خروج کرنا جائز ہے۔ تھوڑے دنوں بعد اس نے لوگوں کو وعظ و پند کرنا شروع کیا۔ ۳۱۶ھ میں علانیہ منہیات شرعیہ کے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ پس جسوقت عبید اللہ مہدی نے وفات پائی۔ اسکو موقع ملگیا اطراف کوہ اوراس میں عَلَم حکومت کے خلاف خروج کر دیا۔ گدھے پر سوار ہو کے نکلا۔ "شیخ المومنین" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر اموی والی اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔ بربریوں کے ایک گروہ نے اسکی اتباع کرلی۔ گورنر باغایہ نے یہ خبر پا کے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں ابویزید نے بھی بربریوں کو مجتمع کر کے لشکر کا لباس پہنا یا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار گورنر باغایہ شکست کھا کے بھاگا ابویزید نے باغایہ پر حملہ کر دیا۔ اور ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالکے لڑائی شروع کر دی مگر ناکام واپس ہوا۔ قبائل زناتہ میں سے بنی واسی کو باغایہ کے محاصرہ اور مفتوح کرنے پر اُبھار دیا بنی واسی نے ۳۳۲ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابویزید نے تبسہ اور مجانہ پر حملہ کیا۔ اہل تبسہ اور مجانہ نے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔

اسی اثناء میں اہل مرجانہ سے ایک شخص نے ابویزید کو ایک گدھا ابلق بطور تحفہ کے دیا ابویزید نے اسپر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی مناسبت سے یہ اس سے ملقب ہوا۔ صوف کا ایک جبہ چھوٹا جسکی آستینیں تنگ ہوا کرتی تھیں پہنتا تھا۔

کتامہ کا لشکر اسوقت اربس میں تھا ابویزید کی فتحیابی کی خبر پا کے اربس چھوڑ کے بھاگ گیا ابویزید نے اسپر بھی قبضہ کر لیا۔ اسکے لشکر نے اربس کے بازاروں میں آگ لگا دی۔ لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے جامع مسجد میں بخوف قتل جا کے پناہ لی تھی وہ بھی نہ بچے ان لوگوں کو بھی ابویزید نے اور اسکے لشکریوں نے تیز تلواروں کے گھاٹ اُتار دیا۔

ابویزید نے اس عام خونریزی سے فراغت حاصل کر کے ایک لشکر شبیبہ کیجانب روانہ کیا والی شبیبہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی

Marfat.com

والی شبیبہ مارا گیا۔ والی شبیبہ کے مارے جانے سے شبیبہ مفتوح ہو گیا شدہ شدہ یہ خبر قایم بامر اللہ تک پہونچی بیساختہ بول اٹھا "اب اگر ابو یزید کی روک تھام نہ کیجائیگی تو وہ ضرور مہدیہ کی جامع تک پہونچ جائیگا" اور نہایت تیزی سے فوجیں آراستہ کرکے اپنے خادم بشری کو امیر بنا کے باجہ کی جانب روانہ کیا۔ ابو یزید یہ خبر پاکے مقابلہ پر آیا۔ باجہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشری شکست کھا کے تونس کیطرف بھاگا اور ابو یزید نے باجہ میں داخل ہو کے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگادی، لڑکوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کرکے لونڈیاں بنائیں۔ گرد و نواح کے بربری اس خوشخبری کو سنکے ابو یزید کے پاس آآکے مجتمع ہوئے۔ اور اہل باجہ کے مکانات، باغات اور آلات حرب پر قابض و متصرف ہو گئے۔

بشری نے تونس میں پہونچکے اپنی فوج کو پھر مرتب و آراستہ کیا اور چندے آرام کرکے باجہ پر دوبارہ چڑھائی کی ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کے اپنے فوج کے ایک حصہ کو بشری کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس معرکہ میں ابو یزید کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اور فتحیابی کا سہرہ بشری کے سر رہا۔

اس واقعہ کے بعد اہل تونس میں باغیانہ جوش پیدا ہوا اور سبھوں نے ملکے بشری پر حملہ کر دیا۔ غریب بشری اپنی جان بچا کے بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابو یزید سے امن حاصل کرکے اسکے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ ابو یزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کرکے قیروان کی جانب کوچ کیا۔ قایم بامر اللہ کو اس کی خبر لگی اپنے خادم قدیم بشری کو ابو یزید کے روک تھام اور مقابلہ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے پر متعین کر دینا۔ پس بشری نے بہ تعمیل اس ہدایت کے اپنی فوج کے ایک دستہ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ ابو یزید نے بھی یہ خبر پاکے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ فراہم کرکے بشری کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابو یزید کے لشکر کو ہزیمت ہوئی چار ہزار فوج کھیت رہی اور جو لوگ قید کر لئے گئے تھے وہ مہدیہ میں بحفاظت تمام لائے گئے۔ اور فوراً قید حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے۔

ابو یزید اس ہزیمت سے متاثر ہو کے کتامیوں کی طرف بڑھا اور انکے ہراول (مقدمۃ الجیش)

Marfat.com

کو شکست دیکے قیروان تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا - رقادہ پر پہونچکے پڑاؤ کیا اسوقت اسکے ہمراہ دو ہزار جنگ آور تھے - ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ بانتظار آمد میسور مقابلہ پر آنا پسند نہ کرتا تھا مگر ابو یزید اپنے حریف کو کب اس قدر مہلت دے سکتا تھا ادھر اس نے پہونچتے ہی لڑائی چھیڑ دی اُدھر لوگوں نے خلیل کو کہہ سُنکے مقابلہ پر طیار کر دیا خلیل اور ابو یزید میں گھمسان لڑائی ہوئی - نتیجہ یہ ہوا کہ خلیل شکست کھاکے قیروان کیجانب بھاگا اور ابو یزید نے رقادہ میں داخل ہوکے تاخت و تاراج کر دیا بعد ازاں ایوب زویلی کو بسرافسری ایک فوج کے قیروان روانہ کیا چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے لشکریوں نے شہر قیروان کو خاطر خواہ لوٹا خلیل نے امن کی درخواست کی ایوب نے امن دیدی مگر جس وقت ابو یزید کے روبرو پیش کیا گیا ابو یزید نے اسکے قتل کا اشارہ کر دیا جسکی تعمیل اسیوقت کر دی گئی - بعدہ روسار قیروان نے امن کی درخواستیں پیش کیں ابو یزید نے ان لوگوں کو بھی امن دی اور غارتگری کی ممانعت کر دی

ان واقعات کے ختم ہونے پر میسور نے ابو یزید پر چڑھائی کی اس مہم میں میسور کے ہمراہ ابو کملان بھی تھا - ابو یزید نے ابو کملان سے سازش کرنے اور میسور کو دھوکھا دینے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی - کسی ذریعہ سے اسکی خبر قائم بامراللہ تک پہونچگئی اس نے میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابو کملان کے دام تزویر سے بچنے کی تاکید کی، میسور نے ابو کملان کے ساتھ تشدد کی، ابو کملان موقع پاکے ابو یزید کے پاس چلا گیا جس سے میسور کا بازو کمزور پڑگیا اور اس معرکہ میں اسکو ہزیمت ہوئی، اثنار گیر و دار میں بنو کملان نے میسور کو قتل کر ڈالا اور اسکا سر اُتار کے ابو یزید کے پاس لائے ابو یزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کے قیروان میں گشت کروایا - اور فتحیابی کے قاصد اپنے کل بلاد مقبوضہ میں بھیجے میسور کا لشکر بحال پریشاں بھاگ کر قایم بامراللہ کے پاس مہدیہ پہونچا قایم بامراللہ نے بنظر انجام بینی قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا - اور ابو یزید اس کامیابی کے بعد دو ماہ دس روز تک میسور ہی کے کیمپ میں ٹھیرا ہوا اطراف و جوانب قیروان میں شبخون مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا - جو وقتاً فوقتاً مال غنیمت لے کے واپس آتی تھیں - سوسہ بھی انہیں فوجوں کے ہاتھ مفتوح ہوا غرض بلاد

Marfat.com

افریقہ کو اکیلے ایک ابویزید نے اولٹ پلٹ دیا ایک عظیم تغیر پیدا ہوگیا ہزار ہا خاندان نیست ونابود ہو گئے بڑی بڑی بستیوں میں اُلّو بول گیا۔ ایک عالم جلا وطن ہو کے نکل کھڑا ہوا جسکا حصہ کثیر شدت گرسنگی اور تشنگی سے افریقہ کے ریگستان کے نذر ہوگیا باقیماندہ بھوکے، پیاسے اور برہنہ مہدیہ پہونچے۔ قایم بامراللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کے بھر آیا رؤسا کتامہ، قبایل بربر اور زیری بن مناد بادشاہ صنہاجہ کو مہدیہ کی امداد واعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابویزید کے پنجہ غضب سے بچانے کو روانہ ہوئے اتفاق سے اسکی اطلاع ابویزید کو ہوگئی۔ فوراً فوجیں مرتب کرکے روانہ ہوگیا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہونچکے پڑاؤ کردیا۔ اور اطراف وجوانب مہدیہ میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شبخون مارنے کی غرض سے پھیلادیں۔ جاسوسوں نے کتامہ تک یہ خبر پہونچادی کہ ابویزید کا لشکر شبخون مارنے کی غرض سے اِدھر اُدھر پھیل گیا ہے۔ چنانچہ کتامہ نے آخری ماہ جمادی الاول ۳۳۳ھ میں ابویزید پر حملہ کردیا ابویزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتامہ کے مقابلہ پر متعین کیا جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لیکے اپنے باپ کی کمک کو آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہوکے میدان جنگ کیطرف چلا۔ کتامہ کی فوج بلا جدال وقتال بھاگ کھڑی ہوئی، ابویزید مہدیہ کے دروازہ تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آیا۔ بعد چند دنوں کے مہدیہ پر پھر یلغار کیا اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہونچ گیا۔ خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلہ کی غرض سے موجود تھا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبیدیوں کو ہزیمت ہوئی اور ابویزید خندق کو عبور کرکے شہرپناہ کی دیوار تک پہونچگیا شہر سے صرف ایک پتھر کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑرہے تھے اور کتامہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کررہی تھیں آخر کار بربریوں کو ہزیمت ہوئی۔ ابویزید کو اسکی اطلاع ہوئی بیحد ملول ہوا مگر پھر اس نے ہوش وحواس درست کرکے باب مہدیہ پر حملہ کیا زیری بن مناد اور کتامہ کی فوجوں نے پس پشت سے حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی ابویزید بڑی جدوجہد سے جان بچا کے اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیساکہ اس سے پیشتر لڑتے تھے اب بھی لڑرہے ہیں لیکن ابویزید کے آجانے سے اسکے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی۔ مجموعی قوت سے

Marfat.com

سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے ۔ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کے بھاگے ۔ ابویزید بھی مصلحتاً کسیقدر پیچھے ہٹ آیا اور اپنے لشکرگاہ کے اردگرد خندق کھدوائی ۔ بربر، نفوسہ، زاب اور ملک مغرب کے لوگ آآکے اسکے پاس مجتمع ہوئے ۔ آخری ماہ جمادی الآخرۃ سنہ مذکور میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا ۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ ڈالکے لڑائی شروع کردی ۔ ایک شبانہ روز مسلسل لڑائی جاری رہی ۔ مگر اسکو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہوئی بے نیل مرام واپس آیا ۔ گورنر قیرواں سے امدادی فوج طلب کرکے سہ بارہ، آخری ماہ رجب سنہ مذکور میں مہدیہ پر پھر چڑھائی کی اور پھر شکست کھاکے واپس آیا اس معرکہ میں اسکے ہمراہیوں کا حصہ کثیر کام آگیا ۔ بعد اس کے چوتھے بار آخری ماہ شوال سنہ مذکور میں پھر ابویزید حملہ آور ہوا اور ناکامی کے ساتھ اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا ۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرہ میں شدت سے کام لینے لگا ۔ اہل مہدیہ کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا ۔ غلہ ختم ہوگیا شدت گرسنگی سے لوگوں نے مُردوں اور جانوروں کو کھانا شروع کردیا ۔ عوام الناس پریشان ہو ہو کر اِدھر اُدھر نکل گئے صرف فوج باقی رہ گئی ۔ قایم بامر اللہ نے غلہ کے کھتیوں کو کھول کے لشکریوں پر تقسیم کردیا ۔ اس غلہ کو عبید اللہ مہدی نے وقت ضرورت کے لئے مجتمع کر رکھا تھا ۔ بعد ان واقعات کے کتامہ نے مجتمع ہوکے قسنطینہ میں لشکر آرائی کی ابویزید نے یہ خبر پاکے ایک فوج ان کے منتشر کرنے کو بھیجدی چنانچہ کتامہ شکست کھاکے منتشر ہوگئے ۔ ابویزید نے بربریوں کو ہر مقامات سے طلب کرکے ایک جگہ پر مجتمع کرکے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور ہر چہار طرف سے اسکو گھیر کے باہر کی آمد و رفت مسدود کردی ہنوز کوئی آخری فیصلہ ہونے نہ پایا تھا کہ بربریوں نے اسوجہ سے کہ ابویزید علانیہ محرمات شرعیہ کو جایز اور منہیات اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا بغاوت کردی اور اس سے علیٰحدہ ہوکے اپنے اپنے شہروں کا راستہ لیا مجبوراً ابویزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب لوٹا ۔ اہل مہدیہ کو موقع ملگیا جی کھول کے اس کے لشکرگاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارتگری اور قتل عام کی بارش ہونے لگی ۔ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا ہو ۔ اہل قیروان میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا انہوں نے بھی انکی

مخالفت پر کمریں باندھ لیں اور ابو یزید کی اطاعت سے منحرف ہو گئے قایم بامر اللہ کے علم حکومت کے نیچے آگئے۔ اتنے میں مسیلہ سے علی بن حمدون ایک فوج لیکے آپہونچا ایوب بن ابو یزید نے اسپر شبخون مارا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ تونس میں جا کے دم لیا۔ بعد اس کے قایم بامر اللہ کی فوجیں آگئیں کئی مرتبہ ایوب سے مڈبھیڑ ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاول ۳۳۴ھ میں ہزیمت اُٹھا کے قیروان کی جانب چلا آیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج علی بن حمدون سے جنگ کرنے کو بلطیہ روانہ کی۔ مدتوں دونوں حریف میں لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ ایوب کی فوج نے اہل بلطیہ کی سازش سے شہر پر قبضہ کر لیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک میں چلا گیا۔ کتامہ، نفزہ اور مزاتہ نے مجتمع ہو کے اس شکست پر نوحہ خوانی کی اور پھر اپنی حالت کو درست کر کے قسنطینہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔ علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو بسر افسری ایک کارآزمودہ سردار کے ہوارہ روانہ کیا۔ اہل ہوارہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں ابو یزید نے بھی انکی امداد کی مگر ناکامی کے سوا کامیابی حاصل نہوئی علی بن حمدون نے شہر تیجست اور باغایہ میں اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ ہوا ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور میں فوجیں آراستہ کر کے سوسہ پر چڑھائی کی۔ قایم بامر اللہ کا لشکر اس وقت سوسہ میں مقیم تھا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی اثناء میں قایم بامر اللہ بحالت محاصرہ ابو یزید اپنے کالبد خاکی کے قلعہ کا محاصرہ اُٹھا کے ملک عدم کا راہی ہوا۔

المنصور کی تخت نشینی قایم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبید اللہ مہدی والی افریقہ اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا ولیعہد بنا کے انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسماعیل سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب کیا چونکہ انہیں دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اسوجہ سے بنظر مصلحت و دوراندیشی اپنے باپ کے واقعہ موت کو چھپایا اور نہ اپنے کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ سکہ اور خطبہ کو تبدیل کیا تا آنکہ ابو یزید کی مہم سے اسکو فراغت حاصل ہوئی جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو یزید کا مارا جانا تم ابھی ابو یزید پڑھ آئے ہو کہ جسوقت قایم بامر اللہ نے وفات پائی تھی ان

دنوں ابویزید سوسہ کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی پس جب اسمعیل منصور نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ چند بیڑہ جہازات کے مہدیہ سے سوسہ روانہ کیا جس پر سامان جنگ، فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا اس بیڑہ کا سردار رشیق کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھا اس بیڑہ کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سی فوج لیکے روانہ ہوا مگر اثناء راہ سے مشیروں اور اراکین دولت کے مشورہ سے واپس آیا۔ اتنے میں اسکا بیڑہ جہازات سوسہ کے ساحل پر جا لگا۔ ابویزید نے یہ خبر پاکے بیڑہ جہازات سے مزاحمت کی۔ فوجیں خشکی پر اوتر پڑیں اور سوسہ کے لشکر کے ساتھ ہو کر ابویزید سے لڑنے لگیں۔ ابویزید شکست کھا کے بھاگا اسکا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا اور جلا کے خاک و سیاہ کر دیا گیا۔

ابویزید اس معرکہ سے جان بچا کے بحال پریشاں قیروان پہونچا اہل قیروان نے شہر میں داخل ہونے دیا اور طرہ اسپر یہ ہوا کہ ابویزید کے گورنر کو بھی مار کر نکال دیا پس یہ بھی قیروان سے نکل کے ابویزید کے پاس چلا آیا دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے سبیبہ کو روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ اواخر ماہ شوال ۳۳۴ھ کا ہے۔

بعد اس کے منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امن دی اور اپنے دامان عاطفت سے انکے آنسو پونچھے۔ ابویزید کے لڑکے اور عورتیں اسوقت قیروان ہی میں تھیں منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے انکی حفاظت و نگرانی کی اور ان کے گذران کے لئے وظائف مقرر کیے اور ایک دستہ فوج کو ابویزید کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مامور کیا۔ اتفاق سے ابویزید نے بھی منصور کے انکشاف حالات کے لئے ایک مختصر سی فوج متعین کی تھی۔ دونوں فوجوں کا ایک مقام پر مڈبھیڑ ہو گیا اور باہم دو دو ہاتھ چل گئے۔ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو ہزیمت ہو گئی اس سے ابویزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اسکی جمعیت دوچند سہ چند ہو گئی۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے جنگ کرنے کو پھر قیروان کیطرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر پاکے تیاری شروع کر دی اپنے لشکرگاہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ دمدمے باندھے۔ مورچے قایم کئے پہلی لڑائی میں

Marfat.com

منصور کو فتحیابی حاصل ہوئی مگر دوسرے دن اسکی فوج ہزیمت کھا کے بھاگی بایں ہمہ منصور کمال مردانگی سے میدان جنگ میں ٹھیرا ہوا لڑتا رہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے ٹھونگھٹ کھا گئی تھی مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آگئی اور جی توڑ کر لڑنے لگی ابویزید اس امر کا احساس کرکے آواخر ذی قعدہ ۳۳۴ھ میں لڑائی کو ناتمام چھوڑ کے چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد پھر واپس آکے لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی منصور غالب آجاتا تھا اور گاہے ابویزید کو فتحیابی حاصل ہو جاتی تھی سلسلہ جنگ قایم رہنے کی وجہ سے امن وامان کا نام معدوم ہو گیا تھا۔ مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

اسی اثناء میں ابویزید نے منصور کے پاس اپنے اہل وعیال کی طلبی کی غرض سے قاصد روانہ کیا منصور نے ابویزید سے مصالحت اور واپس چلے جانے کی قسم لے کے اسکے اہل وعیال کو اسکے پاس بھیجدیا مگر ابویزید نے اس کے خلاف کیا جسوقت اسکے اہل وعیال اس کے پاس آگئے اپنے قول واقرار اور عہد وپیمان کو بھول گیا اور بہ نسبت سابق زیادہ سختی سے لڑنے لگا۔ پانچویں محرم ۳۳۵ھ تک سلسلہ جنگ قایم رہا چھٹی محرم کو منصور کو ہزیمت ہوئی تب منصور نے پندرھویں محرم ۳۳۵ھ میں اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کرکے ایک پرجوش تقریر کی اور ان کو دوبارہ مرتب کرکے بقصد جنگ میدان جنگ کیطرف آیا۔ بربری فوج اس کے میمنہ میں تھی کتامہ میسرہ میں تھے منصور بذاتہ مع اپنے ہمراہیوں کے قلب فوج میں تھا ابویزید نے پہلا حملہ اس کے میمنہ پر کیا اور اسکو شکست دیکے قلب کیطرف بڑھا جہاں پر کہ منصور مع اپنے ارکان دولت کے تھا۔ بہت بڑی اور سخت خونریز لڑائی ہوئی منصور نے اپنی فوج کو ایکجا مجتمع کرکے مجموعی قوت سے ابویزید پر حملہ کیا جس سے ابویزید کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مال واسباب اور آلات حرب تک نہ لیجا سکا ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس معرکہ میں کام آگیا مقتولوں کے سر جو قیروان کے لڑکوں کے ہاتھ میں اسوقت نظر آتے تھے انکی تعداد دس ہزار تک پہونچگئی تھی۔

ابویزید شکست کھا کے باغایہ کی طرف گیا اہل باغایہ نے شہر میں داخل نہونے دیا جھلا کے شہر کا

Marfat.com

محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر منصور تک پہونچی ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں مھدیہ میں مرام صقلی کو مقرر کر کے ابویزید کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابویزید نے اس سے مطلع ہو کے دوسرے قلعہ کا قصد کیا منصور نے پھر تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ غرض ان دونوں حریفوں میں اسی طور سے لڑائی جاری تھی کہ جہاں ابویزید نے کسی قلعہ کا قصد کیا منصور نے فوج کو تعاقب کا حکم دیدیا تاآنکہ منصور ابویزید کا تعاقب کرتا ہوا طبنہ میں وارد ہوا یہاں پر ابویزید کے اراکین دولت میں سے محمد بن خزر امیر صحراوہ کا قاصد منصور کی خدمت پیام مصالحت اور امن لیکے حاضر ہوا منصور نے اسکو امن دی اور ابویزید کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اسوقت ابویزید بنو برزال کے پاس پہونچگیا تھا۔ یہ لوگ فرقہ نکاریہ سے تھے مگر یہ خبر پاکے کہ منصور میرے تعاقب میں ہے بنو برزال سے رخصت ہو کے ریگستان کا راستہ لیا تھوڑی دور چلکے اطراف غمرت کی جانب معاودت کی اتفاق یہ کہ منصور سے دوچار ہو گیا۔ دونوں حریف میں بھیڑ ہو گئی۔ ابویزید شکست کھا کے کوہ سالات کیطرف بھاگا اور منصور اسکے تعاقب میں تھا تنگ اور دشوار گزار پہاڑیوں میں ابویزید چھپا پھرتا تھا اور منصور اپنے حریف کو انہیں گھاٹیوں میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اس تنگ و دشوار گیرودار میں دونوں حریف کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بھوک اور پیاس کی تکلیفیں اٹھائیں راستوں کی دشواری اور تنگی کی بھی دقتیں پیش آئیں۔ ابویزید یہ خیال کر کے کہ سوا اس درہ کے جو بلاد سود ان تک چلا گیا ہے کوئی مقام پناہ کا نظر نہیں آتا فوراً اس درہ میں داخل ہو گیا منصور راستہ کی ناواقفیت کی وجہ سے رک رہا اور بمجبوری غمرت کی جانب مراجعت کی جو بلاد صنہاجہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہاں پر زیری بن مناد امیر صنہاجہ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) حاضر ہوا منصور نے اسکی عزت افزائی کی اور حسب حیثیت اس کے اسکو صلہ عنایت کیا اسکے بعد محمد بن خزر کا خط آیا جسمیں ابویزید کے جائے قیام کا مفصل حال لکھا ہوا تھا۔ مگر منصور اسوجہ سے کہ ایک اتفاقیہ علالت میں مبتلا ہو گیا اس خط پر اپنی توجہ مبذول نہ کرسکا اور ابویزید اپنی فوجی اور مالی حالت درست کر کے مسیلہ کی جانب بقصد جنگ و محاصرہ واپس آیا اور اس کا محاصرہ بھی کر لیا۔ پس جس وقت منصور کو صحت حاصل ہوئی

پہلی رجب ۳۳۵ھ کو بقصد ابویزید کوچ کیا ابویزید نے یہ خبر پا کے مسیلہ چھوڑ دیا اور بارادہ بلاد سوڈان اسی ذرہ کی طرف روانہ ہوا جسکو اپنا مامن وماوا تیار کیا تھا۔ اسکے ہمراہیوں میں سے بنو کملان نے اس عزیمت کی مخالفت کی مجبوراً ان کی رائے کے مطابق جبال کتامہ اور عجیسہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ اتنے میں منصور آپہونچا اور سامنے کے میدان میں اپنے مورچے قائم کئے۔ ۱۰ شعبان ۳۳۵ھ کو ابویزید نے لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ آخر کار ابویزید کو ہزیمت ہوئی۔ اسکا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا حریف مقابل کے کسی سوار نے اثنائے دار و گیر میں لپک کے ابویزید کو ایک نیزہ مارا جوں ہی منہ کے بل گرا۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا۔ جان بچ گئی۔ بھاگ گیا اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آگئی۔

خاتمہ جنگ کے بعد پہلی رمضان سنہ مذکور کو منصور نے ابویزید کے تعاقب کے قصد سے کوچ کیا ہزیمت خوردہ گروہ بوجہ تنگی راہ نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ فتحمند فوج انپر حملہ کر سکتی تھی دونوں فریق کی جان کشمکش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو رہا تھا مگر باین ہمہ کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہوتی جاتی تھی۔ بالآخر ابویزید اس روزانہ جنگ سے گھبرا گیا اور اپنے مال واسباب کو چھوڑ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا اور اوپر سے سنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جد وجہد سے اپنی فوج کو بھی انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا دست بدست لڑائی ہونے لگی بہت بڑی خونریزی ہوئی تمام دن اور نصف شب تک ہنگامہ کارزار گرم رہا جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا تو ابویزید صبح ہونے سے پیشتر میدان جنگ چھوڑ کر قلعہ کتامہ میں جا کے پناہ گزیں ہو گیا۔ اہل ہوارہ جو اس کے ہمراہ تھے ان لوگوں نے تنگ آ کے منصور سے امن کی درخواست کی منصور نے ان کی درخواست کو منظوری کی عزت دی۔ بعد ازاں اپنی فوج کو مرتب کر کے کتامہ پر دھاوا کیا اور پہونچتے ہی اسکو گھیر کے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی زمانہ محاصرہ میں ہر روز لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ منصور نے بزور تیغ مفتوح کر لیا مکانات میں آگ لگا دی۔ ابویزید کے ہمراہیوں پر فتحمند گروہ ہر چہار طرف اپنے ہاتھ صاف کر رہے تھے خونریزی اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتولوں ہی کی لاشیں

Marfat.com

خاک و خون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔ ابویزید کے اہل و عیال نے قصر کے دروازے بند کر لئے تھے رات ہو گئی تھی کچھ سوجھائی نہ پڑتا تھا۔ منصور کے حکم سے قصر کے صحن میں آگ روشن کر دی گئی روشنی کیوجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ سفیدہ صبح نمایاں ہوا ابویزید کے لڑکوں نے مجتمع ہو کے ایک ایسا نابرداشتنی حملہ منصور کے لشکر پر کیا کہ جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو للکار کے مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا فوج کے دل اس سے بڑھ گئے شیر کی طرح بکریوں کے گلہ میں گھس پڑے۔ منصور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ابویزید اس ہنگامہ میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابویزید کو دیکھو کہاں ہے ڈھونڈھ لاؤ ابویزید زخمی ہو گیا تھا تین شخص اس کے ہمراہیوں میں سے اسکو اٹھائے لئے جاتے تھے۔ مگر دارو گیر کے خوف سے سنبھال نہ سکے ابویزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی کامیاب نہ ہوئے۔ فتحمند گروہ منصور کے پاس اٹھا لایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کے سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ آخری محرم ۳۳۶ھ تک اسی مقام پر ٹھیرا رہا ابویزید کا صدمہ زخم سے انتقال ہو گیا۔ منصور نے حکم دیا کہ اسکی کھال کھینچ کے بھوسہ بھر دو اور ایک قفس میں اسکو مع دو بندروں کے بند کر دو کہ یہ اس سے کھیلتے رہیں۔ چنانچہ اسکی اسیوقت تعمیل کر دی گئی۔

اس مہم سے فارغ ہو کے منصور نے قیروان اور مہدیہ کی جانب مراجعت کی۔ ابویزید کا بیٹا فضل نامی سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اسکو منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طبنہ و بسکرہ پر چڑھائی کر دی منصور نے یہ خبر پا کے قیروان سے اعراض کیا اور فضل و سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا سعید نے ایک خفیف جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتامہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو بہ سرافسری اپنے خادموں شفیع اور قیصر کے اسکے تعاقب پر مامور کیا۔ زیری بن مناد بھی مع فوج صنہاجہ اس مہم میں شریک تھا فضل و سعید کے چھکے چھوٹ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے ایکی ساری جمعیت تتر بتر ہو گئی۔ منصور نے مظفر و منصور قیروان کی طرف معاودت کی اور باطمینان تمام اسمیں داخل ہوا۔

Marfat.com

ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین والی مغرب ما دولت شیعہ عبیدیہ سے انحراف وروگردانی کرکے علم خلافت امویہ کا مطیع ہوگیا اور فوجیں آراستہ کرکے تاہرت پر حملہ کردیا منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بازار حمزہ میں پہونچا اور فوج کے فراہم کرنے کے خیال سے پڑاؤ کردیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے صنہاجہ کی فوج کو ہر چہار طرف سے مجتمع کرکے منصور کے حضور میں پیش کیا منصور ان سب کو متعدد کالموں پر تقسیم کرکے تاہرت کی طرف بڑھا۔ حمید کو اسکی خبر لگ گئی۔ محاصرہ اٹھا کے چلا گیا منصور نے یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کی سند حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اسکی قوم کی اور نیز اسکے کل بلاد کی حکومت مرحمت کرکے بغرض جنگ لواتہ کوچ کیا۔ لواتہ یہ خبر پاکے ریگستان افریقہ میں چلے گئے۔ اور منصور وادی میناس میں ٹھیرا رہا۔ وادی میناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کے بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک محل کے دروازہ پر پتھر پر کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اسکے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اسمیں لکھا ہے "میں ہوں سلیمان سردغوس، اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے انکی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کیا اور اس فتحیابی کی یادگار میں میں نے ان عمارات کو بنوایا" ابن الرقیق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

اس مہم سے فارغ ہوکے منصور نے زیری بن مناد کو خلعت سے سرفراز فرماکے قیروان کیجانب کوچ کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۶ھ میں داخل منصوریہ ہوا یہاں پر پہونچکے یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ فضل بن ابویزید کوہ اوراس کی طرف آیا ہے اور بربریوں کو علم حکومت کے خلاف ابھار رہا ہے۔ منصور نے اپنی فوج کو طیار کرکے فضل کی سرکوبی کو نکل کھڑا ہوا فضل کو اسکی خبر لگ گئی کوہ اوراس سے نکل کے ریگستان میں چلا گیا منصور نے بھی بمجبوری قیروان کی طرف مراجعت کی اور پھر قیروان سے مہدیہ چلا آیا فضل کو موقع ملگیا۔ ریگستان سے مڑکر باغایہ چلا آیا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ اثنائے محاصرہ میں باطیط نامی ایک شخص نے اسکے ہمراہیوں میں سے اسکو دھوکھا دیکے مار ڈالا اور سر

اوتار کے منصور کے پاس بھیجدیا۔

سنہ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابوالحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حسین نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و سلطنت کی صقلیہ میں بناء ڈالی۔ پس اسکی اور اسکی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں حکومت قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے۔

اسکے بعد منصور تک یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ فرانس بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنیوالا ہے۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اسیوقت اپنے بیڑہ جہازات کو طیاری کا حکم دیا اور فوج و سامان جنگ سے اسکو پر کر کے اپنے خادم فرج صقلی کی ماتحتی میں بلاد مقبوضہ فرانس کیطرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ فوجیں آراستہ کر کے شاہی بیڑہ جہازات کے ساتھ تم بھی فرانس کے شہروں پہ جہاد کی غرض سے حملہ آور ہو۔ فرج اور حسین نے دریا کو ساحل مقبوضہ فرانس کیطرف عبور کر کے قلور یہ پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ رجار بادشاہ فرانس یہ سنکے ایک عظیم فوج لیکے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں۔ عساکر اسلامیہ نے رجار کو شکست فاش دیدی اور ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی کہ جسکی نظیر و مثل ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی یہ واقعہ سنہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ مگر مہدیہ کیطرف واپسی اس فتح نصیب اسلامی لشکر کی معہ مال غنیمت کے سنہ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید بن خزر بعد سازش فضل بن ابو یزید برابر علم حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصوریہ کے ارکین اسکو ڈھونڈھتے ہی رہے تا آنکہ کسی لڑائی میں معہ اپنے بیٹے کے گرفتار ہو گیا اور پابزنجیر منصور کے پاس بھیجدیا گیا۔ منصور نے سنہ ۳۴۱ھ میں بازار منصوریہ میں تشہیر کی غرض سے ان دونوں کو گشت کرا کے قتل کروا دیا۔

منصور کی وفات المعز کی حکومت

آخری ماہ رمضان المبارک سنہ ۳۴۱ھ میں منصور نے اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کیا۔ چونکہ بارش اور برف میں اسکو سفر کرنا پڑا تھا اور اسوجہ سے دوران خون طبعی حالت پر نہ ہوتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے حمام کرنے کو گیا اس سے حرارت بڑھ گئی ایک ماہ تک تپ میں مبتلا رہا آخر کار اسی علالت

Marfat.com

میں جان بحق تسلیم کی۔ اسکا طبیب اسحاق بن سلیمان اسرائیلی تھا اس نے منصور کو حمام کرنے سے منع کیا تھا مگر منصور نے کچھ سماعت نہ کی۔ آخر یہی ذریعہ اور باعث اسکی موت کا ہوا۔

منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا معد سریر حکومت پر متمکن ہوا "المعز لدین اللہ" کا لقب اختیار کیا اور استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی ۳۴۲ھ میں کوہ اوراس پر فوج کشی کی اور پُر زور حملوں سے اہل کوہ اوراس کو تنگ کرنے لگا چنانچہ بنو کملان اور اہل ہوارہ سے ملیلہ نے امن کی درخواست کی اور بعد حصول امن معز لدین اللہ کے علم حکومت کے سایہ میں آکر پناہ گزیں ہو گئے۔ معز بھی ان لوگوں کے ساتھ بعزت و احترام پیش آیا جایزے اور انعامات دیئے بعد اس کے محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارے جانے کے بعد امن کی درخواست پیش کی۔ معز نے اسکو بھی امن دیدی اور قیروان کی جانب مراجعت کی۔

معز نے روانگی کے وقت اپنے خادم خاص قیصر کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی سند حکومت عطا کی۔ پس اپنے فوجوں کو آراستہ و مرتب کر کے قرب و جوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اسوقت تک علم حکومت معز کی اطاعت قبول نہ کی تھی کسی کو بزور تیغ اور کسیکو بحکمت و تالیف قلوب مطیع بنا کے قیروان کی طرف واپس ہوا۔ معز نے قیصر اور نیز ان بربریوں کو جنہوں نے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت کی جھکا دی تھیں انعامات دیئے۔ جاگیریں دیں۔ صلے مرحمت کیئے۔ اسی زمانہ میں محمد بن خزر والی متراوہ وفد (ڈیپوٹیشن) لیکے حاضر ہوا۔ معز نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص محلسرا میں ٹھیرایا۔ اسوقت سے محمد بن خزر قیروان ہی میں مقیم رہا تا آنکہ ۳۴۸ھ میں وفات پائی۔

۳۴۳ھ میں معز نے زیری بن مناد امیر صنہاجہ کو بلا بھیجا تھوڑے دنوں بعد زیری بن مناد، مقام اسیتر سے حاضر ہوا معز نے اسکو بھی انعامات اور صلے مرحمت فرما کے اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔

۳۴۴ھ میں حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنے بیڑہ جنگی جہازات، اکا طیار کر کے

ساحل حریہ بلاد اندلس پر حملہ کرد و چنانچہ حسین نے اسکی تعمیل کی اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لیکے
واپس آیا۔ اسی بنا پر ناصر والی اندلس نے اپنے بیڑہ جنگی جہازات کو اپنے خادم غالب کی ماتحتی میں
سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ معز کی فوج نے اندلسی فوج کو خشکی پر اترنے نہ دیا اور نہایت ناکامی
کے ساتھ والی اندلس کے بیڑہ جہازات کو واپس کر دیا۔ بعدازاں ۳۴۷ھ پھر اندلسی فوجیں سواحل
افریقہ پر چڑھ آئیں ستر جنگی جہازات کا یہ بیڑہ تھا اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزر کے دارالحکومت کو جلا
کے خاک وسیاہ کر دیا۔ بلاد ساحلیہ افریقہ کو غارتگری اور قتل سے بیحد پامال کیا۔ سوسہ اور طبریہ بھی انہیں
کے ہاتھوں تاخت وتاراج ہوا۔ معز نے اس امر کا احساس کرکے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے
بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی۔ جس سے اندلسی فوجیں منہہ کی کھا کے لوٹ گئیں اور معز کی حکومت
وسلطنت کا تمام بلاد افریقہ اور مغرب میں سکہ چل گیا اور اسکا دائرہ دولت کافی طور سے وسیع ہو گیا
صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنری پر یعلی بن محمد یفرنی مامور تھا، صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن
مناد صنہاجی، مسیلہ کے صوبہ پر جعفر بن علی اندلسی، باغایہ کے صوبہ پر قیصر صقلی، فاس کی حکومت پر
احمد بن بکر بن ابی سہل خذامی اور سلجماسہ کی گورنری پر محمد بن واسول مکناسی۔

۳۴۷ھ میں معز تک یہ خبر پہونچی کہ یعلی بن محمد یفرنی نے سلاطین امویہ سے جو دریا کے پہلی جانب
حکومت کر رہے ہیں سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کے علم حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری چھوڑ
دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کرکے بسر گردہی جوہر صقلی کاتب (سکریٹری) کے المغرب الاقصیٰ کی
جانب روانہ کیا ان دنوں یہی معز کی وزارت بھی کر رہا تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی
گورنر مسیلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہما بھی بھیجے گئے تھے یعلی بن محمد والی المغرب الاوسط بھی
مقابلہ کی غرض سے اپنا لشکر آراستہ کرکے نکلا۔ اتفاق یہ کہ جس وقت یعلی نے ایفکان سے کوچ کیا۔
اہل صیلہ میں بددلی پیدا ہو گئی بیان کیا جاتا ہے کہ بنی یعرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی بہر کیف یعلی
گرفتار کر لیا گیا اس اثنا میں جوہر بھی پہونچ گیا کتامہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ ایفکان بات کی بات
میں تاخت وتاراج کر دیا گیا۔ اسی ہنگامہ میں یعلی کا بیٹا یدو بھی قید کر لیا گیا جوہر اور اہل کتامہ قتل

Marfat.com

وغارتگری کرتے ہوئے فاس پہونچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے سلجماسہ تک بڑھ گئے اور اسکو بھی بزور تیغ لے لیا شاکر للہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا جو بنی واسول سے تھا اور "امیر المومنین" کے القاب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ شاکر للہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچازاد بھائیوں میں سے ابن المعتز کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ معز بلین مغرب میں خونریزی اور غارتگری کے سوا اور کوئی امر محسوس نہیں ہوتا تھا۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ نمونہ حشر برپا تھا۔ جوہر نے دریا پر پہونچکے پھر فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے کہ یہ بھی دولت شیعہ کا معاند ہے محاصرہ ڈالدیا ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کے قبضہ اقتدار میں فاس کی زمام حکومت تھی احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے جوہر کا مقابلہ کیا اور مدتوں لڑتا رہا۔ جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کے محاصرہ اٹھا لیا اور سلجماسہ کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن واسول مکناسی اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے بھی اپنے کو "امیر المومنین شاکر للہ" کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا تھا جوہر کی آمد کی خبر سنکر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ گرفتار ہو کر جوہر کی خدمت میں پیش کیا گیا جوہر نے اسکو نظر بند رکھنے کا حکم دے کے سلجماسہ سے کوچ کر دیا اور اثناء راہ کے شہروں کو مفتوح کرتا ہوا فاس کی طرف پھر معاودت کی۔ ایک مدت تک اسکا محاصرہ کئے رہا آخر کار زیری بن مناد کی کوششوں سے بزور تیغ فتح ہو گیا احمد بن بکر گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۴۲ھ کا ہے۔

احمد کی گرفتاری کے بعد عمّال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال باہر کر کے اپنی جانب سے اپنے عمّال مقرر کئے صوبہ تاہرت کو زیری بن مناد کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور مظفر و منصور معہ فاطمیین کے قیروان کی طرف مراجعت کی چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد بن واسول کو ایک آہنی پنجرے میں قید کئے ہوئے منصوریہ میں داخل ہوا اہل منصوریہ نے بہت بڑی خوشی منائی شہر کو چراغان کیا بعد اسکے سنہ ۳۴۹ھ میں معز کے دونوں خادموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عاملانہ تدابیر سے معز کے ناک کے بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

جزیرہ اقریطش (کریٹ) میں حکم بن ہشام والی اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا جزیرہ

اقریطش کے رہنے والے، افریقہ کے باشندے تھے۔ افریقہ میں رافضیوں کا دور دورہ تھا یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آکے افریقہ سے اسکندریہ بھاگ چکے تھے اور وہیں طرح اقامت ڈالدی تھی۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا۔ اسکو خبر لگی فوجوں کو مرتب کرکے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔ تاآنکہ اُن لوداروں نے امان طلب کی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے انکو امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑکے دریا عبور کرکے جزیرہ اقریطش چلے جائیں چنانچہ اُن غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیرباد کہہ کے جزیرہ اقریطش میں جاکے قیام کیا اور اسی زمانہ سے اسکو آباد کرکے وہیں رہنے لگے انہیں میں سے ابوحفص بلوطی نامی ایک شخص اُمیر امارت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اسکی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران ہوئیں یہاں تک کہ اسی ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے سات سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ طیار کرکے چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا مسلمان شہید ہوئے۔ اور بیشمار قید کرلئے گئے پس اُسی زمانہ سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا واللہ غالب علی امرہٖ۔

۳۵۱ھ میں والی صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو منجملہ قلعات صقلیہ کے ایک مشہور قلعہ تھا فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخرکار نویں مہینے اہل قلعہ طرمین نے والی صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھولدیئے۔ عساکر اسلامیہ نے داخل ہوکے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور بکمال اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد والی صقلیہ نے قلعہ طرمین کا نام بدل دیا بجائے طرمین کے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ المعزلدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

بعد اس کے والی صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعہ موسوم بہ رمطہ کی طرف قدم بڑھایا، والی قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں والی قلعہ رمطہ کی کمک پر روانہ کین۔ والی صقلیہ نے بھی یہ خبر پاکے معز سے امدادی فوجیں طلب کیں معز نے ایک عظیم لشکر بسر افسری اپنے بیٹے حسن کے روانہ کیا رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر مسینی پہونچی اور والی صقلیہ کے لشکر کے ساتھ ملکے قلعہ رمطہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اسوقت اس کے محاصرہ پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا پس کل عساکر اسلامیہ نے

نعرہ "اللہ اکبر" مار کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ رومی فوجیں بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی رومیوں کا سردار معہ ایک گروہ بطریقوں کے مارا گیا اور رومی لشکر نہایت ابتری کے ساتھ ہزیمت اٹھا کے بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا رومی لشکر کے پامال ہونیکے بعد عساکر اسلامیہ نے اہل رمطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اسکی خبر لگ گئی بزور تیغ قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کے براہ دریا بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑہ کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا جو نہایت تیزی سے ہزیمت خوردہ حریف کے کشتیوں تک پہونچگیا چند مسلمانوں نے جو فن شناوری میں طاق تھے دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کے حریف مقابل کے کشتیوں میں سوراخ کر دیا۔ کشتیاں نکمی ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لئے گئے۔

اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو بلاد روم میں پھیلا دیا انہوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارتگری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تا آنکہ والی روم نے جزیہ دینا منظور کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ مجاز ہے۔

فتح مصر اس واقعہ کے چند دنوں بعد معز لدین اللہ والی افریقہ کو یہ خبر لگی کہ کافور اخشیدی کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے آئے دن فتنہ و فساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ خلیفہ بغداد اس وجہ سے کہ بختیار بن معز الدولہ اور عضد ولہ برادر عم زاد بختیار میں جھگڑا ہو رہا ہے مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہو سکا معز نے یہ سنکے مصر پر فوجکشی کا قصد کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو مجتمع کرنے کی غرض سے جوہر کاتب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جا بجا سر راہ کنوؤں کے کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فراہمی فوج کے بعد جوہر کو معہ ایک عظیم فوج کے مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا چند دنوں تک ٹھہرا رہا جوہر اور اسکے ہمراہیوں کو مناسب ہدایات دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی

Marfat.com

یادداشت کی کتاب میں لکھ لیا اور رخصت ہو کے مصر روانہ ہوا کسی ذریعہ سے اسکی روانگی کی خبر فوج تک پہونچی جو اسوقت مصر کی محافظت پر تھی سنتے ہی بغیر جدال و قتال کے متفرق و منتشر ہو گئی جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائے گا۔ جوہر کوچ و قیام کرتا ہوا بلا روک ٹوک پندرہویں شعبان ۳۵۸ھ کو مصر میں داخل ہوا۔ جامع مسجد قدیم میں معزلدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسیوقت سے حکومت علویہ کا پھریرہ مصر میں اوڑنے لگا۔ بعد اس کے ماہ جمادی الاولی ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون میں جاکے نماز ادا کی اور اذان میں فقرہ "حی علی خیر العمل" کے اضافہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ پہلی اذان تھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دیگئی۔

مصر کی فتحیابی اور اسکے نظم و نسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور ہدایا روانہ کئے اور نیز ارکین دولت اخشیدیہ کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو ہدیہ کے جیل میں ڈالدیا قضاۃ اور علماء مصر کو جو بطور وفد حاضر ہوئے تھے انکو انعامات اور صلے دے کے مصر کیجانب واپس کیا۔ اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اور معز کو مصر میں چلے آنیکی ترغیب دینے لگا۔

فتح دمشق

مصر کے مفتوح ہونے اور بنو طغج کے گرفتاری پر حسن بن عبداللہ بن طغج معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے مکہ معظمہ کی طرف جان بچاکے بھاگا۔ جوہر کو اسکی اطلاع ہوگئی جعفر بن فلاح کتامی کو معہ ایک فوج کے حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر سے لڑائیاں ہوئیں آخرکار جعفر نے حسن کو معہ اس کے سپہ سالاروں کے جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور پابزنجیر جوہر کے پاس بھیجدیا جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت سے معزلدین اللہ کی خدمت میں افریقہ روانہ کر دیا۔

جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا قصد کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلہ پر آئے انکو تہ تیغ کیا باقی ماندگان شہر کو امن دی اور ان پر خراج قایم کر کے طبریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طبریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا اسوجہ سے جعفر نے اس سے تعرض نہ کیا۔ دمشق کا راستہ اختیار کیا اور اثر تلواروں اور نیزوں کے زور سے اسپر اپنے رعب و داب کا سکہ جما یا ماہ محرم ۳۵۹ھ

Marfat.com

کے پہلے جمعہ میں معزلدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں شریف ابوالقاسم بن یعلی ہاشمی ایک باثر شخص رہتا تھا۔ کثرت سے لوگ اس کے مطیع تھے اس نے بازاریوں اور گنواروں کو مجمع کرکے دوسرے جمعہ میں دولت علویہ کے مخالفت کا علم بلند کیا سیاہ کپڑے پہنے۔ سیاہ پھریرہ بنایا اور جامع مسجد میں پھر خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفر سے اور اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر شریف ابوالقاسم کو ہزیمت پہ ہزیمت ہونے لگی۔ مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کیا بیچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کو جعفر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا جعفر نے تسلی وتشفی دی اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کے شریف جعفری کو واپس کیا کہ اہل دمشق سے یہ کہدو کہ مجھے دم بھر کو شہر میں داخل ہونے دیں میں شہر دمشق کا ایک چکر لگا کے اپنے لشکرگاہ میں واپس چلا آؤنگا کسی سے کچھ تعرض نہ کرونگا۔ اہل شہر اس دم پٹی میں آگئے۔ جعفر مع اپنی فوج کے شہر میں داخل ہوا مغربی فوجیں قتل وغارتگری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اسسے ناراضی پیدا ہوئی سبھوں نے متفق ہوکے جعفر کی فوج پر پھر حملہ کردیا اور اس میں سے بیشمار آدمیوں کو مار ڈالا آخر قلیں پھر کھڑنے لگیں۔ قلعہ بندی کی طیاری ہونے لگی۔ شریف ابوالقاسم نے جعفر سے پھر نامہ وپیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کرکے پندرہویں ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ جعفر کا افسر پولیس شہر میں انتظام کے لئے آیا۔ ہنگامہ فرو ہوگیا۔ بلوائیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کرکے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل میں ڈالدیا بعدازاں محرم ۳۶۰ھ میں جعفر نے شریف ابوالقاسم کو بھی گرفتار کرکے مصر روانہ کردیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہوکے استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

قبل ان واقعات کے ۳۵۸ھ میں ابوجعفر زناتی نامی ایک شخص نے افریقیہ میں معز کے علم حکومت کے خلاف سر اُٹھایا تھا۔ بربریوں اور نکاریہ کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہوگیا تھا معز بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ باغایہ پہونچا۔ یہاں پہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہوکر ریگستان کی طرف چلی گئی۔ چنانچہ معز نے بلکین بن زیری کو ابوجعفر کے

تعاقب اور گرفتاری کا حکم صادر کرکے مہدیہ کی جانب مراجعت کی بلکین ایک مدت تک ابوجعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر کچھ بھی سراغ نہ چلا۔ بعد اس کے خود ابوجعفر نے ۳۵۶ھ میں معز کے دربار میں حاضر ہوکے امن کی درخواست کی معز نے اسکو امن دی۔ اور گذارہ کے لئے تنخواہ بھی مقرر کردی۔ اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا عریضہ پہونچا۔ جس میں مصر وشام میں حکومت علویہ عبیدیہ کے قائم کرنے کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر میں بلایا تھا۔ معز اس خط کو پڑھ کے مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہوگیا۔ اراکین دولت کو اس سے مطلع کرکے دربار عام کیا۔ شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

بعد ازاں قرامطہ نے دمشق پر فوجکشی کی اس مہم میں قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہوکے مقابلہ کیا اور بکمال مردانگی سے انکو مار بھگایا۔ پھر ۳۶۱ھ میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں آراستہ کرکے میدان جنگ میں آگیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ میدان قرامطہ[1] کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو ہزیمت ہوئی۔ اثنا گیر و دار میں قرامطہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کرکے مصر کا قصد کیا۔ جوہر کو اسکی خبر لگ گئی معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ پس معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر ہمت باندھی اور روانگی مصر کا قصد مصمم کرلیا

معز قاہرہ میں جسوقت یہ خبریں معز تک پہونچیں معز نے روانگی مصر کا عزم بالجزم کرلیا مگر روانگی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے مادہ فساد کو قطع کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن خزر مغراوی اسکا مخالف المغرب الاوسط میں موجود تھا۔ زناتہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اسکا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر طیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گردن کش تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال کرکے کہ مبادا میرے زمانہ غیر موجودگی میں محمد افریقیہ پر قابض نہ ہوجائے بلکین بن زیری بن مناد کو محمد پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جاکے اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ پس ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخرکار محمد

---

[1] قرامطہ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں فوجکشی کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

Marfat.com

بن حسن کو ہزیمت ہوئی، اسکا لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ محمد بن حسن نے اس امر کا احساس کرکے خودکشی کرلی۔ زناتہ کے سترہ سردار اس معرکہ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کرلئے گئے یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع معز کو کی معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ اطراف وجوانب سے مبارکباد کے خطوط آئے۔ بعد ازاں معز نے بلکین کو میدان جنگ سے طلب کرکے افریقیہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا قیروان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ابوالفتوح کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن یخلف کتامی کو دی اور ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ دیا۔ تحصیل وصول مالگذاری پر زیادۃ اللہ بن عزیم کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر عبدالجبار خراسانی اور حسین بن خلف مرصدی کو مامور کیا۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کے منصوریہ کے باہر آخری شوال ۳۶۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصوریہ سے کوچ کرکے قیروان کے قریب سردانیہ میں پڑاؤ کیا تا آنکہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کی اس اثناء میں اسکی سپاہ، خدم حشم اور اہل وعیال بھی آگئے قصر حکومت میں جس قدر مال واسباب اور سامان آرائش تھا سب اٹھا لائے۔ سردانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے بقصد مصر کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ہمراہ تھا تھوڑی دور چلکے معز نے بلکین کو واپس کیا اور خود کوچ وقیام کرتا ہوا مع اپنی سپاہ کے طرابلس پہونچا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ کوہ نفوسہ بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے دو ایک روز قیام کرکے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اسکا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا چنانچہ آخری شعبان سنہ مذکور میں اسکندریہ پہونچا۔ امراء ورؤساء شہر نے حاضر ہو کے باریابی کی عزت حاصل کی۔ معز ان لوگوں سے بہ کمال احترام وتوقیر ملا۔ انعامات دیئے صلے دیئے پھر اسکندریہ سے کوچ کرکے پانچویں رمضان سنہ مذکور کو قاہرہ میں داخل ہوا پس اس شہر کو اسکے اور اس کے بعد کے خلفاء کے رہنے کی عزت دیگئی تا آنکہ انکا دور حکومت منقضی ہو گیا۔

Marfat.com

جنگ معز و قرامطہ

بنی طفج حکمرانان دمشق ایک مدت سے قرامطہ کو بطور خراج (تین لاکھ دینار) سالانہ ادا کیا کرتے تھے پس جسوقت جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز لدین اللہ علوی کی حکومت کا پھریرہ ان ممالک میں اُوڑایا تو یہ خراج جو بنی طفج، قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کردیا گیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کرکے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں انکا افسر اعلیٰ تھا جعفر بن فلاح نے شہر دمشق سے نکل کے قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ پس قرامطہ نے جعفر کو شکست دیکے شہر پر قبضہ کرلیا اور اثنار دار وگیر میں اسکو قتل کرڈالا۔ بعد اسکے قرامطہ نے رملہ کا رُخ کیا اہل رملہ شہر چھوڑکے بھاگ گئے یافا میں جاکے قلعہ بندی کرلی اور قرامطہ نے رملہ پر پہونچکے کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا ایک قطرہ خون کا بھی نہ گرا۔ ان دوپیہم فتحیابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بڑھ گئے یافا میں لشکر آرائی کرکے مصر کی طرف بڑھے اور عین شمس پر جسکو اب مطریہ کہتے ہیں پہونچکے پڑاؤ کیا عرب اور بنی طفج کے خادموں کا ایک گروہ قرامطہ کے پاس آکے مجتمع ہوگیا۔ قرامطہ نے اپنی سپاہ اور نیز ان سب کو مرتب کرکے مغربیوں پر قاہرہ میں محاصرہ ڈالدیا۔ مدتوں دونوں حریف میں لڑائی ہوتی رہی انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی بعد اسکے مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے، مرنے، اور مارے جانے پر قسم کھاکے پھر نکل پڑیں اور اپنے نابرداستنی حملوں سے قرامطہ کو ہزیمت دیدی۔ قرامطہ مصر چھوڑکے رملہ چلے آئے اور یافا پر نہایت سختی سے حصار ڈالدیا۔ جعفر کو اسکی خبر لگی یافا کے محصوروں کے چھوڑانے کو مصر سے ایک تازہ دم فوج براہ دریا، یافا، روانہ کیا جاسوسوں نے قرامطہ کو اسکی خبر کردی قرامطہ نے جعفر کی کل کشتیوں کو جسپر اہل یافا کی امدادی فوج جارہی تھی گرفتار کرلیا۔ معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ روانگی مصر کا قصد تو کرہی چکا تھا۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کرکے مصر کی جانب کوچ کردیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا مصر پہونچگیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں۔

مصر میں پہونچکے معز تک یہ خبر پہونچی کہ قرامطہ بقصد مصر طیاری کررہے ہیں ایک خط لکھکے

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

اعصم سردار قرامطہ کے پاس روانہ کیا جسمیں اولاً اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی بعد ازاں یہ تحریر کیا تھا کہ ابتداً تم لوگ ہمارے اور ہمارے اباء و اجداد کے ہوا خواہ تھے اور انہیں کی دولت و حکومت کے ایلچی بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ بھیجے سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ اعصم نے اس خط کو پڑھ کے نہایت سختی کا جواب دیا" وصل کتابک الذی قل تحصیلہ وکثر تفصیلہ ونحن سائرون الیک والسلام" (ترجمہ تمہارا خط پہونچا جسکا مطلب کم اور فضولیات زیادہ تھے اور ہم تم پر فوجکشی کرنے والے ہیں والسلام) جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو آراستگی کا حکم دیا اور سامان سفر و جنگ درست کرکے احساء سے مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ملک مصر میں پہونچکے عین شمس میں پڑاؤ کیا۔ گرد و نواح کے رہنے والے اور نیز عرب آ آکے اعصم کے پاس اکٹھے ہوئے۔ حسان بن جراح طائی امیر عرب بھی طے کا بہت بڑا گروہ لئے ہوئے آپہونچا اعصم اور حسان نے مشورہ کرکے اپنی اپنی سپاہ کے متعدد دستوں کو شبخون مارنے اور قتل و غارت گری کرنے کے لئے مصر کے مضافات میں پھیلا دیا۔ ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ معز کو قرامطہ کی کثرت فوج سے خوف پیدا ہوا احسان سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو ایک لاکھ دینار دے کے ملا لیا۔ باہم یہ رائے قرار پائی کہ بوقت جنگ قرامطہ کے سپاہ کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کے ہم معہ اپنی فوج کے بھاگ جائینگے۔ چنانچہ بموجب اس قرارداد کے معز نے شہر سے نکلکے قرامطہ پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا حسان معہ عرب کے بھاگ کھڑا ہوا قرامطہ تھوڑی دیر تک میدان جنگ میں اڑے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کے بھاگے تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کرلی گئی۔ باقی ماندگان کے تعاقب پر معز نے ابو محمود سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے متعین کیا۔ قرامطہ نے بھاگ کر اذرعات میں دم لیا اور جب وہاں بھی فتحمند گروہ کے داروگیر کی مہیب شکل دکھائی دی تو وہ اذرعات سے نکل کے احساء کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

خاتمہ جنگ کے بعد معز نے قیدیان قرامطہ کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور ظالم بن موہوب عقیلی سپہ سالار کو والی دمشق مقرر کرکے دمشق روانہ کیا۔ دمشق میں ان دنوں قرامطہ کی جانب سے

ابوالطحاء اور اسکا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ ظالم نے پہونچتے ہی ان کو گرفتار کر لیا مال واسباب جو کچھ تھا اسکو ضبط کر لیا۔ اس اثناء میں ابومحمود قرامطہ کے تعاقب سے واپس ہوکر دمشق میں آیا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بیحد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پذیر ہوں تاکہ قرامطہ کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں" ابومحمود نے اس رائے کو پسند کیا دمشق کے باہر خیمے نصب کرا دیئے ظالم نے ابوالطحاء اور اس کے بیٹے کو ابومحمود کے حوالہ کر دیا ابو محمود نے اسکو مصر روانہ کر دیا پس ابوالطحاء مصر کے جیل میں ڈالدیا گیا۔

بعد اس کے ابومحمود کے ہمراہیوں نے اہل دمشق پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اس سے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ چند لوگوں نے متفق ہوکے افسر پولیس کو قتل کر ڈالا اور نیز اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں ہُلڑ مچگیا۔ ظالم معہ سرداروں کے سوار ہوکر ہنگامہ کے فرو کرنے کو نکلا سمجھا بجھا کے اہل شہر کو شہر کی طرف واپس کیا اور مغربی فوجوں کو ان کے لشکرگاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہوگیا بعد ازاں پندرہویں شوال ٣٦٣ھ کو مابین اہل دمشق اور لشکریان محمود پھر جھگڑا ہوگیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار اہل شہر کو ہزیمت ہوئی۔ لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن موہوب اسی روز بد کا خطرہ پیش نظر رکھ کے اہل شہر کے ساتھ مدارات کر رہا تھا بخوف جان دار الامارت چھوڑ کے نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فرادیس سے گھس کے شہر میں آگ لگادی ایک خلق کثیر جلکر مرگئی۔ اس فساد کی آگ ربیع الثانی ٣٦٤ھ تک مشتعل رہی بعد اس کے باہم اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ظالم بن موہوب شہر سے نکالدیا جاوے اور بجائے اس کے جیش بن صمصامہ ہمشیرہ زادہ محمود مقرر کیا جائے چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کردی اور عوام الناس نے بلوہ کردیا یورش کرکے اس قصر کی طرف بڑھے جس میں ابومحمود تھا ابومحمود یہ خبر پاکے اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج کو مرتب کرکے شہر پر حملہ کر دیا۔ اہل شہر بھی مقابلہ پر

Marfat.com

ڈٹ گئے ابو محمود نے شہر کا محاصرہ کر کے باہر کی آمد و رفت بند کر دی غلہ پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے بازار بند ہو گئے رفتہ رفتہ اسکی خبر معز تک پہونچی معز نے ابو محمود پر اس فعل سے ناراضی ظاہر کی اور ریان خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ دیکھتے ہی اس شقہ کے دمشق چلے جاؤ اور صحیح صحیح واقعات وہاں کے لکھ بھیجو اور ابو محمود سپہ سالار کو دمشق سے واپس کر دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق میں پہونچکے ابو محمود کو رملہ کیطرف لوٹا دیا اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کے معز کی خدمت میں روانہ کیا اور خود افتکین جدید والی دمشق کے آنے تک دمشق میں ٹھیرا رہا۔

افتکین، عز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا جسوقت ترکوں نے بختیار بن عز الدولہ پر بسر گروہی سبکتگین یورش کی اور سبکتگین اتنے میں مر گیا تو ترکوں نے اسکو اپنا امیر سردار بنا کے بختیار پر واسط میں محاصرہ ڈالدیا عضد الدولہ یہ خبر پاکے بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دینے کو آپہونچا۔ ترکوں نے محاصرہ اوٹھالیا۔ واسط چھوڑ کے چلتے پھرتے نظر آئے۔ افتکین معہ ایکدستہ فوج کے حمص چلا آیا تھا اور اسکے قریب پہونچکے پڑاؤ کر دیا تھا ظالم نے اسکی گرفتاری کی تدبیریں کین مگر کامیاب نہوا اور افتکین حمص سے نکلکے دمشق چلا آیا۔ دمشق پر ان دنوں زیاد (معز کا خادم) قابض ہو رہا تھا۔ رؤساء شہر اہلیس اور عوام الناس بزور و جبر ایسے مطیع و فرمانبردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مار سکتا تھا۔ ایک روز رؤساء شہر چھپکر افتکین کے پاس آئے اور اسسے شہر پر قابض ہونے اور امارت قبول کرنیکی درخواست کی معزیوں کی شکایت بھی جڑی کہ وہ لوگ ہمکو بجبر و اکراہ روافض کے عقائد کی تعلیم دیتے ہیں اُنکے عمال ہمپر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہیں افتکین کا دل یہ سنکے بھر آیا خود بھی قسم کھائی اور انلوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی بعد ازاں شہر پر قبضہ کر لیا۔ زیاد دمشق چھوڑ کے چلا گیا خلیفہ معز علوی کا خطبہ و سکہ موقوف ہو گیا ممبر پر بجائے خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا فتنہ پردازوں و مفسدوں کی سرکوبی کر دی گئی عربوں کے قبضہ سے بلاد نکال لئے گئے جنپر وہ قابض ہو گئے تھے الغرض افتکین اسطور سے استقلال کیساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔

معز نے یہ خبر پاکے افتکین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند امارت دینے کو لکھا افتکین نے اسکی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اسکی سفارت کو لوٹا دیا اس بناء پر معز نے افتکین پر فوجکشی کی اتفاق یہ کہ مقام بلبیس تک پہنچکر مر گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

تم الجزء التاسع ويليه الجزء العاشر

ان شاء الله تعالى اوله وفاة المعز

علی ابن ابیطالب اور امام ہمام حسن بن علی علیہم السلام کے زمانہ خلافت و تفویض امامت
تک کے مفصل حالات نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں چار سو صفحات سے زیادہ
کا حجم کاغذ سفید چکنا قیمت بلا محصول ڈاک۔ عہ

جلد پنجم | میں خلفاء بنوامیہ کے ابتدائی تاجداروں امیر معاویہ، یزید، معاویہ، عبد الملک، ولید،
سلیمان بن عبد العزیز اور یزید کے عہد حکومت کے حالات معرکہ کربلا اور واقعہ حرہ کے صحیح واقعات
درج کئے گئے ہیں حجم چار سو صفحات سے زائد کاغذ سفید چکنا قیمت بلا محصولڈاک۔

جلد ششم | خلفاء بنوامیہ کے آخری تاجداروں ولید، یزید، ابراہیم اور مروان کے حالات
دولت عباسیہ و شیعہ کے قائم مقام ہونے اور اوسکے چار ابتدائی حکمرانوں سفاح، منصور، مہدی،
اور ہادی کے عہد حکومت کے واقعات لکھے گئے ہیں قیمت بلا محصولڈاک۔ عہ

جلد ہفتم | نامور حکمرانان دولت عباسیہ کی سطوت و جبروت کی مجسم تصویر خلیفہ ہارون
امین، مامون، معتصم، واثق، متوکل، مستنصر، مستعین، معتز، مہتدی اور معتمد علی اللہ
کے زمانہ کے واقعات، بے سرو پا قصہ عقد عباسیہ و جعفر کی تردید، برامکہ کی تباہی کے اصلی
اسباب قیمت بلا محصول ڈاک۔ سے

جلد ہشتم | خلافت عباسیہ کے آخری دور کے گیارہ فرمانرواؤنکے حالات، حکمرانان المغرب
الاقصیٰ کے زمانہ حکومت کے واقعات، اور دولت اسماعیلیہ و عبیدیہ مصریہ کے متمہد ہونے
کی کیفیت۔ قیمت بلا محصولڈاک۔ سے

جلد نہم | میں خلافت عباسیہ بغداد کی حکومت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھا جاتا ہے۔ خلافت و
حکومت نام کو باقی رہجاتی ہے شطرنج کے ایسے بادشاہ، نام کے خلیفہ و حکمران مقتدی، مستظہر، مسترشد،
راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور معتصم کے حالات دیکھنے اور عبرت حاصل کرنیکے قابل
ہیں خلفاء عباسیہ بغداد و مصر کے شجرہ، حکمران المغرب الاقصیٰ۔ اسماعیلیہ، عبیدیہ، علاویہ کے واقعات
نہایت تحقیق و تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ اس جلد کی سیر کرنیوالوں کی آنکھوں سے اگر خون کا آنسو آئے
تو بجا ہے جسکی ابتدا سفاح و منصور کے ہاتھوں سے ہوئی۔ اور جسنے ہارون اور مامون کی گود میں پرورش

Marfat.com

پاکر جوانی کی ترنگ دکھلائی وہ ان آخری تاجدارون کے زمانہ مین دوسرون کے قبضہ مین جارہا ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔ قیمت فیجلد بلامحصول ڈاک

جلد دہم | بین خلفاء علویہ کے حالات ہین جنہون نے اپنا مقر حکومت مصر کو بنا رکھا تھا۔ انہین کے عہد حکومت میں بیت المقدس پر عیسائیون کا قبضہ ہوا تھا اور نہایت بیرحمی سے عیسائیون نے بیت المقدس کے مقدس در و دیوار کو علماء، صلحاء، معصوم بچون اور عورتون کے خون سے رنگا تھا غرضکہ رفتہ رفتہ کل سرزمین پر عیسائیون کا قبضہ ہوگیا تھا۔ خلافت بغداد اور مصر ہین مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے نورالدین محمود اور سلطان صلاح الدین کو اپنی رحمت کا نمونہ بنا کر پیدا کیا۔ جنسے مسلمانونکی عزت اور بیت المقدس حرمت باقی رہ گئی۔ اسی جلد مین اون حکمرانان بنو امیہ کے واقعات بھی تحریر کئے گئے ہین جنہون نے دمشق سے نکلکر اندلس مین حکومت کی بنیاد ڈالی تھی قرطبہ کی بعض عمارات اور جامع مسجد کی سیر خالی از دلچسپی نہو گا۔ قیمت فیجلد بلامحصول ڈاک عہ/

جلد یازدہم | مین حکمرانان اندلس کے آخری دور کا نظارہ، عیسائیونکی چیرہ دستی، عرب کی معاشرت، تمدن اور حکمرانی کی تصویرین کھینچکر دکھلائی گئی ہین چھوٹی چھوٹی سلطنتون کا قایم ہونا اور پھر نقش بر آب کیطرح خود بخود فنا ہوجانا، باغیونکی سرکشی، اور حکومت کی سرکوبی نہایت دلچسپ منظر ہے انکو دیکھئے عبرت حاصل کیجئے اور بحیثیت زندہ قوم کے زندہ رہنے کی کوشش کیجئے قیمت فیجلد بلامحصولڈاک عہ/

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری | ناول مین تاریخی صلیبی پرجوش لڑائیان بیت المقدس کی فتح کی تفصیلی کیفیت حد سے زیادہ دلکش مسلمانونکو ضرور ملاحظہ کرنا چاہئے قیمت بلامحصول عہ

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی | چھٹی صدی ہجری کی صلیبی لڑائیان ملک شام، مصر اور جزیرہ سے عیسائیونکا نکالا جانا بیت المقدس کی فتح کی بنا پڑنی کیا امکان کہ ایک صفحہ پڑھیئے اور کتاب بغیر ختم کئے ہوئے ہاتھ سے رکھیئے قیمت بلامحصولڈاک ۔ عہ/

المشتہر منیجر دفتر الاسلام الہ آباد

Marfat.com

بحولہ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد نہم

جسمین

خلافت عباسیہ بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجدارون مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور معتصم کے زمانہ حکومت کے حالات، خلفاء عباسیہ مصریہ، اور اسے حکمرانان "المغرب الاقصیٰ" ، دولت اسماعیلیہ اور عبیدیہ کے ابتدائی فرمانرواؤن کے واقعات تحریر کئے گئے ہین۔

بترجمہ

جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مؤلف سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۲ھ
۱۹۲۴ء

باہتمام منشی احمد حسین صاحب در مطبع یونانی دواخانہ الہ آباد طبع گردید

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین۔ قیمت بلا محصول ڈاک عہ

طبع ثانی

Marfat.com